

کتاب التصوف

مسمیٰ بہ

لطائف المعارف



شاہ محمد عبد العليم الصديق القادری

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ

المنة لشكر نعمه

بَيَانُ السُّلُوكِ إِلَى اللَّهِ
يَعْنِي

دليل عرفان ذات رب سیر ملکوت السموات
ہادی طریق حصول کمال، مزی نفوس معلم ریاضیاً

کِتَابُ التَّصَوُّفِ

مسمیٰ بہ

لَطَائِفُ الْمَعَارِفِ

جامع شریعت و طریقت، واقف اسرار معرفت و حقیقت، فاضل علوم مشرقیہ و مغربیہ

ماہر فنون عقلیہ و نقلیہ، فرید دہر، وحید عصر حضرت مولانا و مفتیان و مرشدنا

شاہ محمد عبد العظیم صاحب الصدیقی القادری

شائع کردہ:

ورلڈ فیڈریشن آف اسلامک مشنرز (المركز الاسلامی)

شارع عبد العظیم صدیقی، و شارع المركز الاسلامی، بی۔ بلاک، شمالی ناظم آباد

کراچی۔ ۷۴۷۰۰ (پاکستان) فون: ۶۶۴۳۱۵۶۱



جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

تاریخ اشاعت :

الجمادی الاول ۱۴۱۵ھ — ۱۷ اکتوبر ۱۹۹۴ء

تعداد — (بار اول) — دو ہزار

ناشر :

ورلڈ فیڈریشن آف اسلامک مشنرز کراچی

PRICE:
US \$ 4.00

طباعت :

افریڈیا پرنٹنگ پریس کراچی

فہرست مضامین

صفحہ	عنوانات	نمبر شمار
۱۰	شاہ محمد عبد العظیم الصدیقی القادریؒ کی دینی خدمات کا مختصر تعارف	۱
۱۵	تقریظ: سید محمد جیلانی اشرف اشرفی الجیلانیؒ کچھ چھوٹی	۲
۱۷	مقدمہ (تلاش حق)	۳
۲۵-۲۴	حقیقتِ روح	۴
۲۸	اغذیہ روحانی	۵
۲۹	امراض روحانی	۶
۳۲	ضرورتِ شمع	۷
۳۲	تزکیہ قلب	۸
۳۹	علم تصوف	۹
۴۰	التوبۃ النصوح — سچے دل کی توبہ	۱۰
۴۱	سلوک نقشبدیدہ مجددیہ	۱۱
۴۲	مشق اول — ذکر لطیفہ قلب	۱۲
۴۳	مشق دوم — ذکر لطیفہ روح	۱۳
۴۴	مشق سوم — ذکر لطیفہ سر	۱۴
۴۴	مشق چہارم — ذکر لطیفہ خفی	۱۵
۴۵	مشق پنجم — ذکر لطیفہ اخفی	۱۶
۴۵	مشق ششم — ذکر لطیفہ نفس	۱۷
۴۶	مشق ہفتم — ذکر نفی و اثبات	۱۸
۴۷	مراقبہ احدیت — مراقبہ معیت	۱۹
۴۸	مراقبہ اقربیت — لطیفہ نفس کی طرف متوجہ ہو کر	۲۰
۴۸	مراقبہ مجتبت	۲۱
۴۹	مراقبہ سیف القاطع	۲۲
۴۹	مراقبہ قوس (نصف دائرہ)	۲۳
۴۹	ولایت صغریٰ - و - ولایت کبریٰ	۲۴
۵۰	مقامات عشرہ	۲۵
۵۲	مراقبہ اسم ظاہر — مراقبہ اسم باطن	۲۶

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۲۷	سلوک قادریہ	۵۸
۲۸	اصول عشرہ یا عوالم کلیہ	۶۰
۲۹	مشق ازل	۶۲
۳۰	مشق دوم	۶۶
۳۱	مشق سوم	۶۷
۳۲	مشق چہارم	۶۸
۳۳	مشق پنجم	۶۸
۳۴	مشق ششم	۷۰
۳۵	مشق ہفتم	۷۲
۳۶	مشق ہشتم	۷۳
۳۷	مشق نہم	۷۴
۳۸	مشق دہم	۷۶
۳۹	آئینہ جہاں نما - یا - صورت انسان	۷۹
۴۰	ترتیب سلوک سہروردیہ	۸۱
۴۱	کیفیت اول	۸۲
۴۲	کیفیت دوم	۸۳
۴۳	کیفیت خاص	۸۴
۴۴	سلوک حضرات چشت اہل بہشت	۸۶
۴۵	طریق ذکر	۸۶
۴۶	ذکر چہار ضری	۸۶
۴۷	ذکر دو ضری	۸۷
۴۸	اثبات مجرد	۸۸
۴۹	اسم ذات	۸۸
۵۰	ضمیمہ	۹۰
۵۱	ذکر حبس دم	۹۲
۵۲	محاربہ صغیر و کبیر	۹۳
۵۳	محاسبہ	۹۵

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۵۴	فکر	۹۵
۵۵	مراقبات	۹۶
۵۶	مراقبہ احدیت	۹۷
۵۷	مراقبہ اسم ذات	۹۸
۵۸	طریق اذکار آخر - سلاسل عالیہ - چشتیہ و قادریہ	۱۰۰
۵۹	ذکر صلاوی	۱۰۱
۶۰	ذکر اور دوبرہ	۱۰۱
۶۱	ذکر مکاشفہ	۱۰۲
۶۲	ذکر حیدری	۱۰۲
۶۳	ذکر آیتہ الکرسی	۱۰۳
۶۴	ذکر خواص	۱۰۳
۶۵	ذکر کشف روح سرکارِ دو عالم نبی مکرم و عظیم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۱۰۴
۶۶	ذکر اسم ذات چہار ضری	۱۰۴
۶۷	کشف ملائکہ و ارواح	۱۰۵
۶۸	کشف قبور	۱۰۵
۶۹	کشف ارواح	۱۰۶
۷۰	بعض اشغال خاص یا مشاہدے کے بعض طریقے	۱۰۷
۷۱	شغل آفتاب	۱۰۷
۷۲	سلوک طریقت و احکام شریعت	۱۰۹
۷۳	سلوک الصلوٰۃ	۱۱۹
۷۴	دنیا کے دوسرے مذاہب اور ان کا سلوک	۱۳۲
۷۵	طریق مشق زرتشتی	۱۳۷
۷۶	ہمت و یوگ	۱۳۹
۷۷	مشق ذکر	۱۴۰
۷۸	اتحاد مذاہب و وحدت تصوف	۱۴۶
۷۹	ضمیمہ اسمہ زیم و مہینو زیم یا نظربندی اور بھانمنی کا سانگ	۱۵۴

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
تَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

حجتہ الاسلام مولانا و مرشدنا شاہ محمد عبد العظیم الصدیقی القادری رحمۃ اللہ علیہ کی دینی خدمات کا مختصر تعارف

زباں پہ بار خدایا یہ کس کا نام آیا
کہ میرے نطق نے بوسے مری زباں کے لئے

۱۵ رمضان المبارک سنہ ۱۳۱ھ (مطابق ۳ اپریل سنہ ۱۸۹۲ء) وہ
مبارک تاریخ ہے جب سیدی و مولائی شاہ محمد عبد العظیم الصدیقی القادری
نے اس خاکدانِ عالم میں قدم رکھا۔ دنیا کی عام نگاہیں کیا سمجھ سکتی تھیں کہ
وہ ستارہ جو معصوم خاموشی کے ساتھ ماہِ صیام کی اس مبارک رات میں مطلع
میرٹھ (ہند) پر نمودار ہوا، ہر مہرین کر ایک مُدّت تک اقصائے عالم میں ضیا
پاشیاں کرتا رہے گا اور دینِ اسلام کی روشنی کو پھیلاتا رہے گا۔ لادیب کہ
اربابِ نظر ضرور سمجھ گئے ہوں گے اور یہی سبب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کے
والد ماجد نجیب مصطفیٰ حضرت مولانا شاہ محمد عبد الحکیم الصدیقی القادری
قدس اللہ سرہ العزیز نے اپنے آخری فرزند کو عبد العظیم کے مبارک نام سے مومن

فرمایا۔ لفظ 'عبد' جو ہر عمل کا حامل تھا اور لفظ 'عظیم' میں فیضانِ علمی کی جانب
مہمانی تھی۔

قَالَ حَمْدُ لِلَّهِ ثُمَّ الْحَمْدُ لِلَّهِ کہ حضرت کی ذات ستودہ صفات
آفتابِ پھر علم و عمل بن کر چمکی اور خدامِ دینِ متین کی جماعت میں اعلیٰ مقام
حاصل فرمایا۔ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ
الْعَظِيمِ ۝

درسِ نظامی کی تکمیل کے بعد حضرت نے محض یہی نہیں کہ دینی علم کو
محفوظ فرمایا بلکہ اس کو دنیا کے گوشے گوشے تک پہنچانے کے لئے عصری علوم اور
انگریزی زبان کی تحصیل بھی فرمائی۔ حضرت کا یہ علمی کارنامہ اُس دور میں جبکہ
علمائے دین کو انگریزی فنون سے مناسبت ہی نہ تھی حقیقت یہ ہے کہ تمام
خادماںِ دینِ متین کے لئے قابلِ تقلید ہے۔

تحصیلِ علوم کے بعد جب حضرت نے بحیثیت معلم قدم آگے بڑھایا تب
بھی وہی وسیع النظری رفیقِ حیات رہی۔ دُنیلے اسلام کو من حیث المجموع لیتے
ہوئے دورِ حاضر کے علمائے دین میں آپ وہ پہلے فرد ہیں جن کی بلند پرواز
روحانیت اور ولولہ خدمتِ دین نے جغرافیائی قیود کو ایک جنبشِ عزم سے توڑ دیا۔
سید جمال الدین افغانی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد جس قدر علمائے اسلام پیدا ہوئے سب
نے اپنے عمل کی آماجگاہ بیشتر اپنے وطن ہی کو بنایا۔ اگر بعض بزرگ کچھ آگے بڑھے
بھی تو تھوڑی ہی دور چل کر رہ گئے۔ البتہ حضرت کے متعلق بلا خوف تردید کہا
جاسکتا ہے کہ آپ نے پہلے ہی روز سے تمام دُنیا کو اپنا میدانِ عمل اور تمام انسانیت
کو اپنی قوم سمجھا۔

حضرت کی بلند نظری کا یہ نتیجہ تھا کہ غفوانِ شباب ہی میں آپ کی تبلیغی
مساعی کا دائرہ عمل برصغیرِ ہند و پاکستان سے آگے بڑھ چکا تھا۔ خوش قسمتی سے برصغیر

ہندوستان میں یہاں کی اقوام کی ہدایت کے لئے علمائے دین کافی تعداد میں موجود تھے مگر اس برصغیر سے باہر دنیا کے مختلف ملکوں اور گوشوں میں مسلمانوں کی بہت سی آبادیاں ایسی تھیں جو دینی ہدایت کے لئے پیاسی تھیں حضرت کی چشم بصیرت نے اس حقیقت کو دیکھا اور راہ عمل میں گوناگوں مشکلات اور مصائب کو نظر انداز فرماتے ہوئے آپ نے ان کروڑوں تشنہ کامان ہدایت کی دینی اعانت کے لئے اپنی خدایات کو پیش فرمادیا۔ فَجَزَاهُ اللَّهُ خَيْرَ الْخَزَاءِ۔

چنانچہ بغیر کسی سرمایہ، بغیر کسی تنظیم، بغیر کسی جماعت یا رفقاء کے تقریباً ۲۳ سال کی عمر میں حضرت کی تبلیغی سیاحتوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ آپ کے علم و عمل کے ابرگہ بارنے اسلام کی باران رحمت کو کبھی برتا پر بسایا کبھی سیلون پر کبھی ملایا سیراب ہوا کبھی انڈونیشیا، کبھی سیام کبھی انڈونیشیا، کبھی چین کبھی جاپان کبھی مارشس کبھی ری یونین، کبھی جنوبی افریقہ کبھی مشرقی افریقہ کی نو آبادیاں کبھی عرب میں قیام ہوا کبھی عراق میں، کبھی شرق اردن میں کبھی فلسطین میں کبھی مصر میں روشنی ہوئی کبھی شام میں۔ غرض ایک بے چین روح تھی جو حضرت کو خدمت دین کے لئے مشرق و مغرب، شمال و جنوب میں لئے ہوئے پھرتی رہی ۳۴ برس اسی کیفیت میں گزرے۔ چاروں طرف دین کی روشنی پھیلی۔ تبلیغی ادارے قائم ہوئے۔ تبلیغی کتابیں شائع ہوئیں۔ تبلیغی رسالے جاری ہوئے۔ لاکھوں نام کے مسلمان دین سے روشناس ہوئے۔ صدر باغیر مسلم دین اسلام میں داخل ہوئے جن میں اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد بھی تھے اور متوسط الحال بھی، گورے بھی تھے اور کالے بھی، زرد بھی تھے اور سانولے بھی۔ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَنُورِ كِبْرَةِ الْكَافِرُونَ۔ (۶۱:۸)

بالآخر اکتوبر سنہ ۱۹۴۸ء میں وہ مبارک تَرْدَن آجایب حضرت نے تمام دنیا کے گرد تبلیغی دورہ کا عزم فرمایا۔ شہر کراچی سے سیاحت شروع ہوئی

اور سیلون، ملایا، انڈونیشیا، مارشس، ری یونین، مدغاسکر، شرقی افریقہ، حجاز، مصر، روم، انگلستان، فرانس، برٹش گیانا، ڈچ گیانا، ٹرینیڈاڈ، یونائیٹڈ سٹیٹس آف امریکہ، کناڈا، فلپائن، سنگاپور، ملایا، سیام، انڈونیشیا اور سیلون کا دورہ ارضی مکمل کرتی ہوئی ڈھائی سال کے بعد ۲۱ مئی سنہ ۱۹۵۱ء کو کراچی ہی میں ختم ہوئی۔ آپ کا یہ کارنامہ اپنی وسعت اور اہمیت کے لحاظ سے ایک تاریخی کارنامہ ہے۔ وَاللَّهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ (۲: ۱۰۵)

حضرت اپنے اس عالمگیر سفر میں بہت سی ایسی مسلمان آبادیوں میں پہنچے جہاں لوگ علمائے دین کی صورتیں دیکھنے کو ترستے تھے۔ آپ کے مواظبت نے لاکھوں مسلمانوں کے ایمان کو تازہ کر دیا۔ ہزاروں گرفتارانِ معاصی نے توبہ کی سعادت پائی۔ صد کفار حلقہ بگوش اسلام بنے جن میں ڈاکٹر صادق جارج اینٹونوف جیسے ممتاز امریکن سائنسدان بھی تھے۔ متعدد ممالک میں دینی اداروں نے آپ کی رہنمائی کو قبول فرمایا تاکہ آپ کے مبارک کام کو زندہ رکھیں اور آگے بڑھائیں۔ راقم الحروف کو عالمی سیاحت کے دوران تبلیغی میدان میں رفیق کار ہوئے کا شرف حاصل رہا۔ نیز حضرت کی زندگی کے آخری اکیس سال میں اعزازی پرائیویٹ سیکرٹری کے فرائض انجام دینے کی سعادت بھی ملی۔ اس لئے علیٰ وجہ البصیرت یہ کہا جاسکتا ہے کہ حضرت کا چالیس سالہ تبلیغی کارنامہ ایک عظیم الشان تبلیغی کارنامہ ہے اور یہ کارنامہ اپنی وسعت اور اپنی اہمیت کے اعتبار سے بھی ایک عظیم الشان کارنامہ نہیں بلکہ اس اعتبار سے بھی ایک عظیم کارنامہ ہے کہ موجودہ مذہبی فتنوں کے دور میں آپ نے انتہائی ممکن حد تک مسلکی گروہ بندیوں سے بالاتر رہ کر دینی خدمت انجام دینے کی ایک روشن اور خدام دین کے لئے ایک قابل تقلید مثال قائم کی۔ اس موقع پر اس کارنامہ کا تذکرہ تبرکاً کر دیا گیا تاکہ اس کی یاد سے ہمارے ایمان

میں نازگی پیدا ہو۔

حضرت نے چالیس سال تک سفر کی صعوبات اور اجنبی ممالک میں تبلیغی کام کی مشکلات کو صرف اللہ تبارک و تعالیٰ عز اسمہ کی خوشنودی اور اس کے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مشن کو آگے بڑھانے کیلئے برداشت فرمایا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں حضرت کو "اَلَّذِي يَنْتَعِمُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ" (۴۰: ۶۹) کے زمرہ میں اعلیٰ مرتبہ عطا فرمائے اور دینِ متین کے تمام خادموں کو آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق سے نوازے۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ الطیبین الطاہرین اجمعین۔

مختار فضل الرحمن الانصاری القادری
رئیس الخلفاء سلسلہ علمیہ قادریہ

"المركز الإسلامي"
کراچی ۳۳ (پاکستان)

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

آؤ! راہ مولیٰ میں چلیں۔

تخلیق انسانی میں منشاء ربانی، جسد و روح کی تحلیل عرفانی، بندہ و مولیٰ کے مابین تعلق احسانی کی سراغ رسانی درکار ہے تو کتاب التصوف مسمیٰ بہ لطائف المعارف "کائنات نورانی ہر صاحب ایمانی کے لئے خضر جاودانی کی حیثیت رکھتا ہے۔ جسے شریعت و طریقت کے شہسوار حقیقت و معرفت کے سردار حضرت العلّام شاہ عبدالعلیم الصّدیقی القادری اشرفی میرٹھی نے بڑے پاکیزہ و عارفانہ انداز میں تزکیہ قلب، تصفیہ باطن اور تعلق باللہ کے روحانی طریق کا انشراح فرمایا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ یہ عارف ربّانی کا ہی حصہ ہے۔

طالبانِ راہ سلوک کے لئے "لطائف المعارف" نشانِ منزل ہے۔ رموز شریعت، اسرار طریقت میں ترقی و ارتقاء کیلئے یہ کتاب ہر طالبِ سالک کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہے۔ لطائف سستہ کی معرفت ہو یا مراقبات کا حاصل کرنا، مشہور سلاسل کے نظام اصلاح و تربیت ہو حضرت موصوف نے بڑے خوبصورت اسلوب میں واضح فرمایا ہے۔

محاسبہ، مراقبہ، مجاہدہ، مشاہدہ، مکاشفہ، رابطہ، ذکر و فکر اور

اشغال و اوراد کے ادق و مشکل اصطلاحات کو سلیس شیریں اور دلنشین انداز میں بیان فرما کر طالب مولیٰ کے لئے سہولت و آسانی فرمادی ہے۔
 ”لطائف المعارف“ صرف پڑھنے کے لئے نہیں بلکہ تمامی سلاسل کے وابستگان کی رشد و ہدایت کے لئے ایک مقدس نظام حیات ہے۔
 آج کی سسکتی اور بے چین انسانیت کے لئے ”لطائف المعارف“ کی اشاعت و ریلٹو فیڈریشن آف اسلامک مشنرز کا ایک حکیمانہ کارنامہ ہے۔
 فقیر اشرفی دُعا گو ہے کہ مولیٰ تعالیٰ تعلق باللہ کی راہ میں اس کتاب کو اغذیہ روحانی بنائے۔ حضرت مؤلف علیہ الرحمۃ والرضوان کی تصرف روحانیہ سے اکتساب فیض عام فرمائے اور ”المركز الاسلامی“ کی مساعی جمیلہ کو سلامتی نصیب ہو۔ واللہ التوفیق۔

فقط

دُعا جو دُعا گو

سید محمد جیلانی اشرف اشرفی انجیلانی کچھو چھو

امیر

روحانی فاؤنڈیشن، لکھنؤ۔ (یو۔ پی) انڈیا

نزہ کراچی

۱ فروری ۱۹۹۴ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 مُحَمَّدٌہٗ وَنُصَبِّحُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

مقدمہ

حمد کے قابل خالق کون و مکان۔ نعت کے مستحق سید انس و جان اُس نے سارے عالم کو بنایا۔ انہوں نے عالم کو مقصد حیات بتایا۔ اُس کی نعمتیں اُس کا کرم ایسا عظیم کہ کتنی بھی کوشش کرو گنا شمار کرنا اور گھیرنا محال ان کی رحمت ایسی وسیع کہ جو کچھ ملا انہیں کے صدقہ میں، جو کچھ بنا انہیں کے طفیل میں۔ مگر واٹے بد قسمتی، آج کوئی چائے کی پیالی، پان کی گلوڑی، بلکہ معمولی ایک الائچی بھی دے تو آداب کے لئے ٹھک کر سلام کریں کسی نے ذرا سا احسان کر دیا تو شکریہ ادا کرتے کرتے زبان سوکتی ہے، کوئی قوت رکھتا ہے، نعمت رکھتا ہے، دولت مند ہے، تو ہزار جتن کئے جاتے ہیں کہ اس سے روابط بڑھیں، تعلقات پیدا ہوں، ہم اُسے پہچانیں، وہ ہمیں جانے، معمولی سلام دُعا نہیں، دوستی نہیں بلکہ مُجْتَبٰت اور مُجْتَبٰت بھی بے تکلف مُجْتَبٰت، کسی نہ کسی طرح حاصل ہو ہی جائے۔ کون ہے جسے حاکم کا مقرب بننے کی تمنا نہ ہو۔ کون ہے جس کو ریاست حاصل ہونے کا سودا نہ ہو۔

کون ہے جس کے دل میں دُنیا کی محبت کا درد رہ رہ کر چٹکیاں لیتے ہوئے ہر اُس قوت اور صاحبِ قوت، دولت اور صاحبِ دولت دُنیا اور اہل دُنیا سے ہم آغوش ہونے کے دلولے نہ پیدا کرتا ہو۔

مگر یہ محقق ہوتے ہوئے کہ دُنیا کا بنانے والا وہ پروردگار، دولت کا دینے والا وہ کردگار، ساری چیزوں کا وہی والی و مختار، اصل کو چھوڑنا اور شاخوں سے لٹکنا، ممکن کو چھوڑنا، اور مکان سے دل لگانا، اس سے زیادہ بے سببی کی بات اور کیا ہوگی۔ ہوش کی آنکھیں جب کھلتی ہیں عقل کے ناخن جب لئے جاتے ہیں، حواس جب درست ہوتے ہیں۔ ہر زمانہ ہر ملک، ہر قوم اور ہر گروہ میں کچھ نہ کچھ افراد ایسے نکلتے ہیں جن کو یہ فکر دامن گیر ہو، اور اُس اصل اصول ذات واجب الوجود کی محبت کا دلولہ قلوب میں موجزن ہو کر اُس کی طرف کھینچے۔ افریقہ کی بربریت ہو یا یورپ کی مادیت، امریکہ کی حریت ہو یا ایشیا کی دلربا یا نہ انسانیت، ہر فضا میں اس نہال محبت کی آبیاری ہوتی ہے اور کوئی نہ کوئی مانی کا لال ایسا ضرور نکلتا ہے جو چشم بصیرت سے کچھ نہ کچھ کام لیکر اُس علت العلل، علتِ اولیٰ، یا مایہ حیات، رُوحِ حقیقی ایزد و داور، جہاں آفریں، پر مایا پر میثور کی دُھن میں لگتا، اس کے پریم میں متوالا بنتا، اور اُس کے عرفان اُس کی پہچان کے دریائے ناپید کنار میں غواہی کے لئے قدم اٹھاتا ہے۔ غنیمت ہیں وہ ہستیاں جو اس مقصد کی طرف ہمت کریں اور خوش نصیب ہیں وہ افراد جو اس کی طرف قدم اٹھائیں۔

کہا جاتا ہے کہ سُقراط اسی دُھن میں رہا۔ فیثاغورس کے دل میں یہی لگن لگی۔ گوتم بدھ نے بھی اسی خیال میں متوالا بن کر راج پات کو چھوڑا، کرشن

کی ہانسی بھی اسی لئے کے الاپ میں مصروف رہی۔ بہر صورت عالم انسانیت کے منازل ارتقاء کی تاریخ کے جس ورق کا مطالعہ کیا جائے، جس باب کو کھولا جائے، اس شرابِ محبت کے بعض متوالے اپنی اپنی مستانہ شانوں میں اس کی محبت کے ترانے گاتے ہوئے نکلتے ضرور ہیں، لیکن عقل کے گھوڑے کتنے ہی دوڑائے جائیں۔ قوائے دماغی کو کتنا ہی کام میں لایا جائے۔ جنگلوں کی خاک پھانیں یا پہاڑوں کے غار جھانکیں۔ قطب شمالی سے جنوبی تک ایک ایک نقطہ پر نظر غائر ڈال جائیں۔ یوں تو اُس کی شانیں ہر ہر ذرہ میں نمایاں اور وہ ہر رنگ میں عیاں ہے

فَتَحْتَ شَيْءٍ لَهُ آيَةٌ تَدُلُّ عَلَى آتِهِ وَاجِدٌ

مگر باوصف کمالِ ظہور، وہ ایسا مستور کہ انتہائے مقام تحقیق، اول منزل واقفیت بھی نہیں کمالِ شعور، ابتدائے ادراک ذات کا مقدمہ بھی نہیں آئینہ خیال میں جو شکل بھی محقق ہوئی جب غور کیا تو وہ بھی میرے واہمہ کی ایک مخلوق، صغریٰ کبریٰ نے جس نتیجہ پر پہنچایا، وہ بھی میرے دائرہ علم میں محدود، فلسفہ کی موٹسگافیوں نے جس نقطہ کو پایا، وہ بھی میرے عقلیات کا ایک مفروضہ مجتہد، اور وہ واجب الوجود قادرِ مطلق، خالق ہے نہ کہ مخلوق، محیط ہے نہ کہ محاط و محدود، باقی ہے نہ کہ فانی، قدیم ہے نہ کہ حادث ۛ

اے برتر از خیال قیاس و گمان و وہم
دہر چہ گفتہ ایم و شنیدیم و خواندہ ایم
دفتر تمام گشت و پیاپاں رسیدم
ماہم چنان در اول وصف تو ماندہ ایم
پس خوش خیال تنگ و دوسے ہمارا، سمندر عقل کے گھٹنے ٹوٹے۔

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا
اس لق و دق بیابان حیرانی اور بادیہ پریشانی میں رحمن و رحیم کے ایک متوالے
کی دلکش آواز درد والے لہجے میں

مَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ

کا نغمہ تمام عالم انسانیت کی طرف سے کیل و نائب و مختار بن کر پیش کرتی ہوئی
سُنائی دیتی ہے۔

مَا عَرَفْنَاكَ (ہم نے تجھے نہیں پہچانا) کا سر دوسرے سر کا پتہ دیتا
ہے اس ناک (یعنی ہم) کی ضمیر میں کوئی خاص رمز معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے
کہ آواز کس کی ہے، نغمہ بجانے والا کون ہے اس ناک کا قائل کون ہے،
وہ جو عالم کو اس کی باتیں بتاتا ہے، دنیا سے اس کا کلمہ پڑھواتا ہے، زمانہ
کو اس کی طرف بلاتا ہے، اور جہان بھر کے سامنے اس کی (آیات)
نشانیاں پیش فرماتا ہے۔ عرب کی اُجالتی میں عقل و دانش و فلسفہ و حکمت
کے مدرسوں سے دُور، اس کا پتہ بتانے کے لئے تَخْنُّقُ اقْرَبَ إِلَيْهَا
مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ کا مرادہ دیتا ہے۔ پھر وَفِي أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ
فرماتے ہوئے نہ صرف پتہ نشان بلکہ دیکھنے دکھانے پہچاننے پہچنوانے
کی دعوت دیتا ہے۔ عشق و محبت کا بادۂ گلہام اڑا کر صِبْغَةَ اللَّهِ کی

لہ ہم اُس کی شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہیں۔ (القرآن - ۵۰: ۱۶)

لہ وہ تو تمہاری جانوں سے بھی زیادہ نزدیک ہے پس کیا تم دیکھتے نہیں۔ (القرآن - ۵۱: ۲۱)

رہی چڑھا کر، طلب سے محبت، محبت سے عشق، عشق سے محبوبیت کے
مقام میں پہنچا کر قرب کا خلعت پہناتا ہے۔

ایک طرف مَا عَرَفْنَاكَ سے عجز کا اقرار، دوسری طرف مقام عرفان
پر فائز ہونے اور فرمانے میں یہ اصرار کہ الْمَعْرِفَةُ رَأْسُ مَالِي - الْحَرِثُ
(شفا) لِي تَمُتَ اللَّهُ وَفِي السَّعْيِ فِيهِ مَلَكَ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِيَّ مُرْسَلٌ (الحديث)
اور اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ يُغْفِرْ لَكُمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الْكَرِيمُ
میں آخر کیا تھا؟ نفی عرفان تھی تو یہ اثبات کیسا؟ اثبات تقرب ہے تو یہ
نفی کیسی؟

واقف حال کہتا ہے کہ نفی، نفی عرفان مجرذ نہیں، بلکہ عرفان بواسطہ "انا"
ہے۔ یعنی یوں سمجھو کہ میں نے ڈھونڈنا نہ پایا، میں نے کھوج لگایا پتہ نہ چلا،
اُس نے خود بتایا، اُسی نے خود پہنچوایا۔ یا یوں سمجھ لو کہ جب تک "انا" کا
وجود بلکہ واہمہ و خیال بھی باقی ہے، عرفان ناممکن، یہ پہچانا اُسی کی طرف
سے، پہنچنا انا بھی اُسی کی جانب سے۔

تادر تو زہند ار تو ہستی باقیست میداں بریقین کہ بُت پرستی باقیست
گفتی بُت پندار شکستہ رستم این بُت کہ تو پندار شکستی باقیست
سُسنے کے لئے کان لگاؤ۔ جاننے پہچاننے کے لئے آنکھیں لاؤ۔ اُس نے تو

لہ خدا کی پہچان میرا راس المال ہے۔ لہ میرا دقت اللہ کے ساتھ اس طرح (گزرتا) ہے کہ ملک مغرب

کو بھی اس میں (میرے ساتھ) رسالت نہیں بلکہ (خود) نبی مرسل بھی نہیں۔ (الحديث) لہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے

ہو پس میری اتباع کرو۔ اللہ تم کو محبوب بنالے گا۔ (القرآن - ۳۱: ۳۱)

دئے ہیں مگر تم نے ان کو دوسری آوازوں سے بھریا، اُس نے تو عطا کی ہیں، مگر تم نے ان کو دوسرے نظاروں میں محو تماشا کر لیا۔ جب توجہ کرو گے آواز غیر سے کان بہرے ہوں گے جمال غیر سے آنکھیں بند ہوں گی۔ اُس کا کلام کانوں میں اس کا جمال آنکھوں میں، تم اس میں گم وہ تم میں نمایاں، تم اس میں مخفی وہ تم میں عیاں ہے۔
گم شدن در گم شدن دین من است

نیستی در ہست آئین من است

کان کھولو اور اس کا کلام سنو۔ چشم حق ہیں واکرو، اور اس کی راہ دیکھو وہ کلام ہے **قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ** وہ راہ ہے **مَّا اَنَا عَلِيمٌ وَاَصْحَابِي** (الحديث) جس نے دیکھا اسی طرح دیکھا جس نے پایا اسی صورت سے پایا، کسب سے استعداد و تہب پیدا کرو پھر ہے فیض روح القدس از مدد فرماید دیگران ہم بکنند انچه مسیحائی کرد اس کا طریق ہے **فَاذْكُرُونِي اَذْكُرْكُمْ** (میں تمہیں یاد کرتا ہوں پس تم مجھے یاد کرو)۔ (القرآن ۲: ۱۵۲)

انبیاء و مرسلین کی بعثت اسی شاہراہ حقیقی کو پیش کرنے کے لئے تھی اَعْلَاءُ اور محبوبین کی خلقت اسی شراب کاساتی بنانے کے لئے تھی۔ منزل پر پہنچایا فقط انہی نے محبوب سے ملا لیا صرف انہی نے کجروی سے بچایا، ورطہ ہلاکت سے نکالا، وہمیات سے چھڑایا، اس لئے کہ وہ اپنی عقل کے گھوڑے نہ دوڑاتے

وہ اُنکل کے تیر نہ مارتے بلکہ وہی سُناتے تھے جو سُنتے تھے وہی بولتے تھے، جو بلوائے جاتے تھے۔ **وَمَا يَنْطَلِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۖ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۖ** الہامش از جلیل و پیامش از جبریل لطفش نہ از طبیعت و رایش نہ از ہوا آج بھی جو اپنی کہے بھوٹا جوان کی کہے سچا۔

ان اوراق میں آپ جو کچھ بھی دیکھیں گے وہ انہی کی تعلیمات کا مرقع وہی اصول ہے جس کے یہ مختلف فروع وہی جڑ ہے جس کی یہ مختلف شاخیں۔ سمجھ سے کام لیجئے۔ مقدمات کو بغور مطالعہ کیجئے۔ پھر قول کو چھوڑ کر عمل کی طرف قدم بڑھائیے اور منزل مقصود کو پائیے ہے۔

قال راہ گزار و مرد حال شو پیش مردے کاملے پامال شو
وَمَا تَوْفِيقِي اِلَّا بِاللّٰهِ

لہ وہ اپنی (خواہش) سے کلام نہیں فرماتے بلکہ (ان کا بولنا) وہی وہی ہے جو ان پر نازل فرمائی گئی۔

مَسْبُوحًا وَحَامِدًا اَوْ مُحَمَّدًا (اَجَلٌ وَفَلًا)
وَقُضِيَ وَمُتَمَّعًا اَرْسَلَهُ اللهُ تَعَالٰى رُسُلًا

خالقِ عالم نے انسان کو عجیب عجیب نعمتوں کے زیور سے آراستہ فرمایا۔ جس نعمت کو کام میں لایا جائے، فائدہ اٹھایا جائے، انواع و اقسام کے غرائب کا انکشاف ہوتا جاتا ہے۔ بدنِ انسانی کے مختلف اعضاء ہی کو لیجئے۔ جس عضو سے کام لیا جائے نت نئی چیزیں اپنے آپ سامنے آتی جاتی ہیں۔ بخار اپنے ہاتھوں سے کام لیتا ہے، قسم قسم کے نئے نئے سامان بناتا ہے۔ انجینئر انجنوں کی ایجاد و اختراع کرتا ہے۔ معمار طرح طرح کے باریک باریک کام بناتا ہے محل اور قلعہ تعمیر کر ڈالتا ہے۔ کاتب لکھتا ہے کیا کیا گل کھلاتا ہے۔ آنکھوں سے کام لیجئے کیسے کیسے تماشے سامنے آتے ہیں کانوں کو مصروف کار کیجئے کیسی کیسی آوازیں سنائی دیتی ہیں، زبان کو حرکت میں لائیے بہترین گانے گائیے، اچھی اچھی تقریریں فرمائیے، روتوں کو ہنسائیے، ہنستوں کو رولائیے، مردوں میں جان ڈالئے۔ دماغ کی کرشمہ سازیاں تو کیسے کچھ رنگ لاتی ہیں، علمِ کیمیا اور اس کی ہر شاخ محقول و فلسفہ اور اس کا ہر شعبہ ہیئت اور اُس کی ہر کرامت، غرض ہر قسم کا آرٹ اور ہر سیکر کی سائنس اُسی

کے برکات کے نمونے اور اسی کے مکاشفات کے کرشمے ہیں۔ لیکن مومن سر سے ناخن پاتک تمام وجود ایک جسم ہے، اور اس کی حیات کا دار و مدار ایک چیز پر جب تک وہ ہے جسم ہے، اور جب وہ علیحدہ ہوئی جسم مُردہ ہوا ہے کار شمار کیا گیا۔ کسی نے زمین میں دفنایا، کسی نے جلایا، غرض کسی نہ کسی طرح جلد سے جلد خاک میں ملایا۔ کیا کبھی اس پر بھی غور کیا کہ آن کی آن اور لحظہ کے لحظہ میں کیا ہو گیا؟ وہ پیاری چیتی صورت کیوں ایسی دُوبھر ہو گئی کہ ایک لحظہ کے لئے گھر میں رکھنی بھی ناگوار ہے؟ سڑنے کا احتمال ہوا خراب ہونے کا ڈر، بدبو پھیلنے کا خوف، کوئی چیز تو تھی جس کے جاتے ہی یہ جسم کسی قابل نہ رہا۔ وہ کیا تھی؟ ہوا تھی؟ پانی تھا؟ مٹی تھی؟ آگ تھی؟ کوئی کہتا ہے حیات تھی۔ جان تھی۔ گیس تھی۔ اسپرٹ تھی۔ آتما تھی۔ روح تھی۔ تھی ضرور کوئی چیز، نام کچھ رکھ لو۔ مگر یہ تو بتاؤ کہ اس کی تعریف کیا ہے۔ وہ تھی کیا؟ کہاں سے آئی؟ اور کہاں گئی؟

حقیقتِ رُوح

فلسفی حیران ہیں، سائنسٹ پریشان، نہ کسی آرٹ میں اُس کا سراغ، نہ سائنس میں اُس کا پتہ، جانیں، تو کیوں کر جانیں، پہچانیں تو کس طرح پہچانیں؟ بڑے بڑے رشی، بڑے بڑے اوتار، اسی دُھن میں جنگلوں کی خاک پھلتے ہوئے پہاڑوں کے غاروں میں پناہ گزیں ہو کر غور میں مصروف ہیں۔ قابلِ قابلِ پروفیسر علمی کتب خانوں میں اسی جستجو میں لگے ہوئے ہیں کہ کچھ اُس کا پتہ چلے۔ عالم و جاہل تک اُسی کی تلاش میں سرگرداں ہیں

کہ آخر وہ کیا ہے؟ کسی نے کچھ کہا، کسی نے کچھ لکھا مگر حقیقت کا کسی کو بھی پتہ نہ چلا۔

مردم ز سر قیاس چیزے گفتند معلوم نہ گشت و قصہ کوتاہ نشد
جولین ہکسلے (JULIAN HUXLEY) جو سائنس کا ایک جلیل القدر
امام مانا گیا ہے، اپنے عجزِ علمِ رُوح کا کس سادگی کے ساتھ ان الفاظ میں
اعتراف کر رہا ہے کہ:

”ہم اس رُوح کی نسبت اس سے زیادہ کیا
جانتے ہیں کہ وہ بھی ہمارے احوال و کوائف شعور کی
نامعلوم اور فرضی علت کا ایک نام ہے۔“

جب کسی کو پتہ نہیں چلتا تو چھٹی باتوں کے بتانے والے غیب کی خبریں
لانے والے، عرش سے فرش تک کے حالات بیان فرمانے والے مکہ کے چاند
مدینہ کے تاجدار احمد مختار محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت
میں بھی لوگ آتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ رُوح کیا ہے؟ وہ سرکارِ جو اپنی طرف
سے ایک حرف بھی نہیں بولتے بلکہ جو ان کا رب ان سے کہلواتا ہے کہتے
ہیں، جو وہ بھلواتا ہے بولتے ہیں، اس بات میں بھی اپنی رائے نہیں بتاتے،
اپنا خیال ظاہر نہیں فرماتے، بلکہ وحی الہی و فرمانِ ربانی صاف صاف لفظوں
میں اس طرح سُنانے ہیں:

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ فَقُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنْ
الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا (القرآن- ۱۷۱، ۱۸۵) (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ”لوگ آپ سے
رُوح کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ آپ ان سے فرما دیجئے کہ رُوح تو میرے رب

کے امر سے ہے تمہیں تو علم تھوڑا ہی سادہ یا گیا ہے۔ رُوح کے حکم سے، رُوح کے
امر سے کیا مطلب نکلا، کیا سمجھ؟ کوئی یوں کہے کہ ارشاد کُن کی تجلیات میں
سے ایک تجلی ہے۔ کوئی یہ کہے کہ عالمِ امر کی ایک خاص مخلوق، تجلی کی حقیقت
خود ایک اجمال، عالمِ امر کی کیفیت خود مطلق، پھر سمجھیں تو کس طرح سمجھیں،
آیت یقیناً مطلق نہیں، بیان بالیقین مجمل نہیں۔ علم کی کمی سبب ظاہر بیان
کر ہی دیا گیا اس لئے یوں سمجھ لو کہ ”جنابِ رَبِّ الْعِزَّتِ جلّ و علا کے ساتھ
خاص نسبت و تعلق و رابطہ رکھنے والی ایک ایسی شے ہے جس کے
متعلق جب تک اُس رب تک رسائی نہ ہو۔ عالمِ امر سامنے نہ آئے۔
تجلیات پر تو فک نہ ہوں حقیقت و تعریف کا منکشف ہونا محال۔“

اطباء طلبائے طب کو علمِ طب سکھانے کے لئے چیر بھار کر بدن
دکھائیں، تب تشریحِ بدن کا کچھ عقدہ کھلے۔ علمِ کیمیا کا ماہر، متعلمِ کیمسٹری
کے سامنے مادہ کی تفریق کرے تب اس کی ماہیت کی کچھ خبر ملے۔ اسی طرح
بلا تمثیل جب اس دریائے رُوح میں غوطہ زن ہوں تب گوہرِ مقصود ہاتھ
آئے اور حقیقت جلوہ نما ہو۔ ہاتھ نہ ہلاؤ کچھ نہ بنا سکو گے، کان نہ لگاؤ کچھ
نہ سُن سکو گے، زبان نہ چلاؤ کچھ نہ بول سکو گے، بلا تمثیل اسی طرح رُوح کو
کام میں نہ لاؤ اس کی صفات نہ معلوم کر سکو گے۔ تاہذا ذاتِ چہ رسد کام میں
لانے کے لئے پہلے قوت کی ضرورت، قوت کے لئے تغذیہ کی حاجت۔ فاقہ
پر فاقہ کرو۔ بدن کو خوراک نہ پہنچاؤ۔ ضعف و نقاہت بڑھتے بڑھتے اس
حد کو پہنچا دے گی کہ ہاتھ ہلانا اور زبان چلانا بلکہ پلک تک جھپکانا دشوار ہو جائیگا
بلا تمثیل اسی طرح رُوح کو کام میں لانے کے لئے بھی رُوح میں قوت کی ضرورت

اور قوت کے لئے غذا کی حاجت، جسم، مادہ کا جزو ہونے کے اعتبار سے مادی اغذیہ کا محتاج ہے تو اس نسبت خاص کے سبب جو روح کو رب جلّ علاہ سے حاصل، وہ بھی ایسی ہی غذا کی ضرورت مند جو اس رب کے ساتھ خاص مناسبت رکھتی ہو اس لئے پہلے مجمل طریق سے اُن غذاؤں کو معلوم فرمائیے جو روح کو قوت دینے والی اور اس کو اس کی حقیقی معراج کمال تک پہنچانے والی ہیں۔

اغذیہ روحانی

ربّ عظیم جلّ وعلا کے ساتھ یوں تو کون سی چیز ہے جو نسبت نہیں

رکھتی ہے

ہر رنگ میں جلوہ ہے تیری قدرت کا

جس پھول کو سونگھتا ہوں بو تیری ہے

ہر مخلوق مظہر ہے اور مظہر۔ صفات الہیہ کسی رنگ میں بلا تمثیل اُس میں اسی طرح جلوہ نما جیسے آئینہ میں کوئی صورت۔ اس لئے اسمائے صفات کو اس ذات کے ساتھ ایک خاص نسبت حاصل، اور ہر اسم صفت میں ایک خاص کیفیت تغذیہ روح موجود۔ لیکن اسم ذات اس نسبت میں اخص اس لئے تغذیہ میں اعظم۔ اسی لئے ارشاد کہ:

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالاختلاف اللّٰیل والنّهار لآیَاتٍ لِذٰلِی الْاَلْبَابِ الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیَامًا وَقُعُودًا وَعَلٰی جُنُوبِهِمْ وَیَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِیْنَ (۱۹۱، ۱۹۰)

لہ (القرآن - ۱۹۱، ۱۹۰)

کے لوٹ پھیر میں سمجھ داروں کے لئے نشانیاں ہیں (سمجھ دار وہ ہیں) جو کھڑے بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر راہ لیٹے ہوئے یعنی ہر حالت میں) اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور آسمان وزمین کی پیدائش میں فکر، عقلمند اور سمجھ دار عرف عام میں بھی وہی شخص کہا جاتا ہے، جو کماے اور کھائے، نہ وہ جو ہاتھ پیر توڑ کر اپنا بیج بن جائے۔ پس اس میدان میں بھی سمجھ دار وہی سمجھا جاتا ہے جو اسم ذات کے ذکر اور اسمائے صفات میں فکر کی مبارک اغذیہ کا سبب بنے اور اُن کے اپنی روح کو قوت پہنچائے۔ پس ذکر و فکر یہ دو غذائیں ہیں۔ آواز ان اغذیہ کے بنانے اور کھانے کی ترکیب سنو۔ اور اللہ ہمت دے تو استعمال کر کے روحانی پہلوان بنو۔

امراض روحانی

مگر غذائیں اچھی سے اچھی کھاؤ لیکن پرہیز نہ کرو، یا عمدہ و بہترین کھانے میں تھوڑی سی غلاظت بھی ملا دو تو محنت برباد جائے گی۔ معدہ کبھی قبول ہی نہ کرے گا، لہذا اس سے پہلے کہ غذا کا استعمال کرو اس کو اچھی طرح دیکھ لو کہ اس کے ساتھ کوئی بُری چیز تو نہیں ملی۔ اس کے ساتھ ساتھ سوچ لیجئے کہ اگر جسم بیماری میں مبتلا ہے اور امراض صعبہ میں گرفتار ہے تو کیسی ہی عمدہ غذا اُدودہ ہو، یا انڈا کیوں نہ کھائیے نفع دینا تو درکنار، اُلٹا نقصان۔

مرض کی تعریف علم طب میں ملاحظہ کیجئے۔ "مزاج کا نقطہ اعتدال سے ہٹنا یا کسی امر غیر طبعی کا پیش آنا مرض کہلاتا ہے۔" پس روح کی حالت

اعتدال یہ ہے کہ اس کی نسبت رب اکرم کے ساتھ قائم ہو، اور کوئی دوسرا علاقہ اپنی کشش مقناطیسی سے اس کو اپنے مقام سے جدا کرنے والا اور ہٹانے والا نہ ہو۔ اس رب کے منشاء کے خلاف جس قدر امور ہیں وہ امور غیر طبعی روحانی کہے جائیں گے۔ اس لئے روح کا ماسوا اللہ کی طرف میلان اور معافی کی جانب رجحان یہی وہ بلائیں ہیں جن کو طب روحانی میں امراض روحانی کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ فلسفیان اخلاق نے اسی کو ذمائم سے یاد کرتے ہوئے اس کی اصلاح کی تدبیریں اور علاج کے لئے دوائیں تعلیم فرمائیں ہم یہاں بڑی بڑی بیماریوں کا ذکر کرتے ہیں جو حقیقتاً مہلک ہیں اور حیات حقیقی کا خاتمہ کر دینے والی۔

تم نے سنا کہ مزاج کا حالت اعتدال سے ہٹنا ایک مرض ہے، لیکن جہاں حالت اعتدال سے صرف کسی قدر ہٹنا ہی نہیں، بلکہ اصل سے قطع تعلق ہو تو وہ مرض یقیناً سخت ترین بن جائے گا اور اس کے نتائج کیسے کچھ مہلک ہوں گے۔ روحانی امراض میں یہ بدترین مرض شرک ہے یعنی ”اُس خداوند جلیل جبار جل جلالہ کی ذات یا صفات میں کسی کو کسی عنوان سے اس کا ہمسرو ہم پلہ ماننا، یا کسی ایسے فعل کا کرنا جو اس اعتقاد پر دلالت کرنے والا ہو“ اس کو بغاوت کہیے، غدر سمجھئے۔ اسی لئے یہ مرض غایت درجہ مہلک ہے اگر اسی حالت میں زندگی کا خاتمہ ہو گیا (معاذ اللہ) تو مالکِ عالم فرما رہا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ

لہ یقیناً اللہ اس بات کو نہ بخشنے والا کہ اس کے ساتھ کسی کو شرک کیا جائے اس کے سوا جو کچا ہے۔

ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ اور اسی کے جیسا کفر یعنی شرک میں ماسوا اللہ سے رابطہ کا جوڑنا تھا، اور کفر میں، محسوس خدا سے سرکشی و روگردانی خواہ کسی اور سے رابطہ پیدا ہو یا نہ ہو یہ بھی ایسا ہی خطرناک کَمَاقَالِ اللّٰهِ تَعَالٰی ”وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ“ ان کے ساتھ ہی ساتھ ایک اور بلا بھی ہے کہ حقیقتاً دل میں شرک ہو، کفر ہو اور ظاہر یہ کیا جائے کہ ایسا نہیں ہے بلکہ خدا کے سامنے گردن جھکی ہے یعنی مسلم ہیں اس کو نفاق کہتے ہیں، چون کہ یہ بہت سے امراض کا مجموعہ ہے، شرک ہے، کفر ہے، جھوٹ ہے، دھوکا ہے، ریا ہے وغیر ذلک، اسی لئے یہ سب سے زیادہ ہلاکت میں ڈالنے والا کَمَاقَالِ تَعَالٰی ”اِنَّ الْاٰمِنَافِیْقِیْنَ فِی الدَّرَجٰتِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ“ یقیناً منافق تو لوگ کے سب سے نیچے طبقہ میں ڈالے جائیں گے۔ بزرگی بڑائی عظمت و جلالت اُسی شہنشاہ کے شایانِ شان ہے جس نے تمام عالم کو بنایا۔ سب کچھ اس کی ملک وہ سب کا مالک، وہی حقیقی بادشاہ ہے، سب فنا ہونے والے، اور وہ یَمِیْنُ الْمُلْکِ الْیَوْمَ کا نقارہ بجانے والا اس کے سامنے اکڑنا اپنے آپ کو بڑا جاننا، خواہ اس کے مقابلہ میں ہو، جیسے فرعون و عمرو کا دعویٰ خدائی یا اس کی اور مخلوق پر اپنی بڑائی نسبتیں اگرچہ علیحدہ علیحدہ ہیں مگر مرض نہایت زبردست مہلک، جس کو اس اصطلاح امراض روحانی میں تکبر و نخوت و غرور و تمکنت کے نام سے یاد کرتے ہیں اس کی ہلاکت کو

لہ ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔ (القرآن - ۲۰: ۷۵) القرآن - ۲۰: ۱۲۵۔

تہ آج کے دن ملک کس کے لئے ہے۔ (القرآن - ۱۶: ۳۰)

غیور قہار و جبار خداوند عظیم نے یوں فرمایا ہے کہ قُلْ لِّسْ مَوْتٰی الْمُنٰکِرِیْنَ
نیز ارشاد ہوتا ہے۔ اَلَّذِیْنَ یَاۡمُرُوۡا بِالْاِثْمِ وَالْعَظٰمِۃِ اِنَّ اِیَّیْ فَمَنْ نَّازَعْنٰی فِیْ اَحَدٍ
مِّنْہُمَا الْقَیۡمَۃُ جَہَنَّمُ وَاَ لَاۡ اُبٰلٰی۔ یہ ہیں سب سے زیادہ مہلک امراض
باقی ان کے ماسواہر وہ چیز جو اس رب کی مرضی کے خلاف ہو جس سے
اس نے صراحتہ منع فرمایا، یا اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ
وسلم نے برا بتایا مرض روحانی ہی ہے کہ ہر وہ بات جو روح کو اُس کے
نقطۂ اعتدال یعنی قرب ربانی کے مقام سے ہٹانے والی ہوگی مرض ہی
کہلائے گی اسی چیز کو اصطلاح شرع میں گناہ کہتے ہیں۔

آج تم دیکھتے ہو کہ ایک شخص یا جماعت ایک کام کو برا بتائے
دوسرا شخص یا جماعت اُسے اچھا جانے اس کا فیصلہ کون کرے۔ بیمار
بسا اوقات اپنی بیماریوں کو نہیں جانتا۔ ہوتا ہے بیمار مگر سمجھتا ہے کہ میں
تندرست ہوں یا بُری بھلی ہر چیز کے کھانے کی رغبت کرے اور چپٹے
مزے کے لئے ہر چیز کی طرف ہاتھ بڑھائے، یہ امر کہ کون سی چیز اس کے
لئے مفید ہے، کون سی مضر۔ نیز یہ کہ کون سی حالت، حالتِ صحت
ہے اور کیا کیفیتِ مرض۔ اس کا فیصلہ حاذق طبیب کے ہاتھ اُسی کا
اس باب میں اعتبار۔ اسی طرح تشخیص امراض روحانی اور تعین بیماری

لہ پس تکبر کرنے والوں کا ٹھکانا تو بہت ہی بُرا ہے۔ (القرآن - ۱۶: ۲۹)

لہ کبر بانی میری ردا ہے اور عظمت میری ازار۔ جس نے میرے ساتھ ان میں سے کسی ایک
میں بھی جھگڑا کیا میں نے اس کو جہنم میں ڈالا اور مجھے اس کی کچھ پروا نہیں۔ (الحیث)

حقیقی یعنی کسی چیز کے گناہ ہونے یا نہ ہونے میں انسانی رائے کو نہ دخل
ہو سکتا ہے نہ ہونا چاہیئے اس کا فیصلہ الہامِ دوحی سے ہوتا ہے اُسی پر
اس تعین و تشخیص کا دار و مدار۔ سب سے پہلے یہ دیکھنے کی ضرورت کہ یہ
الہامِ دوحی صحیح ہے یا نہیں۔ اس امر کو جس کوئی پرچا ہو اچھی طرح پرکھ لو
اور جب کسی چیز کا الہامِ دوحی ہو نامعلوم ہو جائے تو اس کے بعد جس چیز کو
الہامِ دوحی بُرا بتائے ہے چون و چرا مان لیا جائے کہ بیشک وہ بُری ہے،
خواہ اس کی بُرائی ہماری سمجھ میں آئے یا نہ آئے اسی لئے فرمایا گیا۔

مَا اَنۡکَرُ الرَّسُوۡلُ فَاَخَذُوۡہُ وَاَمَّاۤ اَنۡہَاۤ اَعۡنَیۡہُمْ فَاَنۡتَہَوٰہُ (القرآن - ۵۹: ۴۰)

(رسول تمہارے لئے جولائیں اُسے لے لو اور جس چیز سے منع کریں اس سے
بچے رہو) قتل نفس ہو یا زنا، چوری ہو یا اور کوئی بد معاشی، جس چیز کو بھی اُس
سرکار رسالت نے بُرا بتایا، وہ بُری اور وہی روحانی بیماری۔ جب کبھی
کوئی بدی بیماری پیش آتی ہے بلغم، سودا، صفرا خون ان میں سے کوئی خلط
حد اعتدال سے بڑھتا ہے فساد آتا ہے طبیب منضج پلا کر مادہ اکھاڑ کر مہل
دیتا اور تنقیہ کرتا ہے۔ جب تنقیہ سے صفائی ہو جاتی ہے قوت کی دوائیں
اور عمدہ غذائیں کھانے کی اجازت دیتا ہے، جو دوا وہ کھلائے کھانی ضروری
اور جس چیز سے وہ بچائے بچنا واجب۔ اسی طرح بلا تمثیل امراض روحانی کے مبتلا
کے لئے طبیب روحانی کی ضرورت، اور جو وہ بتائے اس پر عمل کرنے کی حاجت۔

ضرورتِ شیخ

اگر امراضِ روحانی میں مبتلا ہو، خطراتِ ماسویٰ اللہ کا هجوم ہے اور ہلاکت کا اندیشہ، طبیب کو ڈھونڈو جو خود تندرست ہو۔ صحیح الدماغ والحواس ہو مرض کی حقیقت جاننے والا ہو اور مزاج کو بھی پہچاننے والا صرف عقل کے گھوڑے دوڑا کر آپ کو طبع آزمائی کا آلہ بنانے والا نہ ہو بلکہ تجربہ کار اساتذہ طب، حکماء مشہور کے اقوال سے متمسک رکھنے والا اور اُس شاہ راہ پر چلنے والا ہو جس پر چل کر بہت سے مریض تندرست ہو چکے ہوں۔ وہ زبردست طبیب جن کے پاس نہ صرف دوا ہے بلکہ نسخہ شفا، جن کے علاج نے کبھی خطا نہ کی۔ ایک دو نہیں بلکہ لاکھوں کروڑوں لاتعداد اولیٰ التحصیل ایسے زبردست بیماریوں کو جو پانچو گور تھے جن کے قلوب رنگار معاصی سے اس قدر سیاہ ہو چکے تھے کہ ہر منیر ایمان کی تجلیات کا منعکس ہونا ہی از قبیل محالات تھا۔ اَنَا فَا نَا نہ صرف صحیح و تندرست بنایا بلکہ ایسا زبردست پہلوان کر دکھایا کہ بڑے بڑے شہ زور اُن کے نام سے ٹھراتے اور بڑے بڑے بادشاہ ان کے در سے لرزہ میں آتے۔ سید کوئین رسول الثقلین طبیب القلوب شفیع الذنوب سرکارِ مکہ مولائے مدینہ ہیں صلی اللہ تبارک و تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ و اصحابہ و بارک وسلم۔ اس لئے سب سے مقدم یہ امر کہ اُن کے دربار کے سند یافتہ ان کی درس گاہ کے تعلیم یافتہ ایسے شخص کی طرف رجوع کرو جس کا سلسلہ، حضور نبی کریم صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک صحیح ہو۔ صحیح الحواس ہو نہ کہ مجذوب۔ مرض و مزاج کی پہچان رکھتا ہو۔ عالم بکتاب اللہ ہو، اور خود صحیح المزاج یعنی متبع سنتِ سنہ و معرض عن الاثام والمعصیۃ ہو اگر اس میں یہ صفات موجود نہیں ہیں تو خود بھی ڈوبے گا اور تم کو بھی لے ڈوبے گا۔ اگر مکار ہے اور بندہ شکم شیروں کے لباس میں لگدھا ہے۔ بچو بچو! تم متردد ہو گے کہ ہم پہچانیں کیوں کر؟ کرامتوں پر نہ بھولنا۔ مکاشفات پر نہ رکھنا بزرگوں نے فرمایا کہ اگر کسی کو ہوا پر اڑتا دیکھو اور پانی پر چلتا لیکن سنت کے خلاف پاؤ سمجھ لو کہ وہ زندیق ہے۔

لے بسا ابلیس آدم روئے ہست

پس بہر دستے نہ باید داد درست

ان شرطوں کو دیکھ لو کتاب و سنت کی کھلی ہوئی کسوٹی پر پرکھ لو، نسبت صحیح اگر حضور اکرم روحی فدائے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے رکھتا ہے ضرور اُن کے دربار میں مؤدب ہوگا۔ اطباء روحانی یعنی اولیائے کرام کی شان میں ہر آن ہر لحظہ پاس ادب رکھے گا۔ اگر گستاخ و بے ادب ہے دولتِ علم الہی سے محروم ہے اور بد نصیب، زہار زہار اُس کے قریب نہ جانا۔ اَيَّاكُمْ وَ اَيَّاكُمْ لَا يُضِلُّوْكُمْ وَلَا يُفْتِنُوْكُمْ

از خدا خواہم توفیقِ ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب
بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد!

لہ تم اُن سے بچے ہی رہنا کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں اور فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ (الحمدیث)

وہ خود مریض ہے تمہیں کیا شفا دے گا۔ ہاں جو، ان شرائط میں کامل ہے وہی تمہارے لئے فاضل، اس کی ذات کو غنیمت سمجھو۔ اعتقاد شرط ہے۔ اگر طبیب ظاہر سے بد عقیدہ ہو گئے، دوا کے متعلق پہلے ہی سے یہ سمجھ لو گے، کہ فائدہ نہ دے گی تو مشہور بات ہے کہ اثر نہ ہوگا، یا ہوگا تو بدیر۔ لہذا صحیح اعتقاد کے ساتھ اسی کو اپنا ہادی اور رہبر سمجھ کر، مؤذبانہ حاضر ہو، شرمندگی کے آنسو بہاتے ہوئے سچے دل سے توبہ و استغفار کا منفع و سہل استعمال کرو اور قدرت الہی کا تماشا دیکھو۔ **الثَّابُّ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ۔** (حدیث)

تزکیہ قلب

روح حیوانی کا مولد قلب ہے، روح حقیقی کے ساتھ بھی قلب کو ایک خاص تعلق اسی لئے کہا گیا ہے کہ **إِنَّ فِي جَنْدِ آدَمَ كَمُصْفَعَةٍ تُؤَفِّدُ فَسَدَ الْجَسَدِ كُلِّهِ وَتَوْصَلُهُ صَلَاحَ الْجَسَدِ كُلِّهِ أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ۔** (حدیث) جب تک معاصی سے اجتناب تھا قلب پاک تھا۔ احادیث میں یہ مضمون موجود کہ ایک معصیت قلب پر ایسا کام کرتی ہے جیسے زنگار کا ایک نقطہ چمک دار لوہے پر۔ پس غور کرو کہ چمک دار لوہا جس میں تمہارا منہ نظر آتا ہے کچھ دنوں کیچڑ میں پڑا ہا زنگ کے نقطے

لے گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا کر گیا اس نے کبھی گناہ کیا ہی نہ تھا۔ لہ آدمی کے جسم میں ایک پارہ گوشت ہے اگر اس میں فساد آیا اگر وہ اصلاح پذیر ہو اتمام بدن اصلاح پذیر ہوا۔ خبردار ہو جاؤ وہ قلب ہے ہوشیار ہو جاؤ وہ دل ہے غور سے سن لو وہ دل ہے۔ ۱۲

لگتے لگتے اس کو کالا بنا دیں گے تب اس کی اصلاح کی کیا تدبیر؟ کسی لوہا کو تلاش کرو وہ اس زنگ آلود سیاہ لوہے کو بھٹی میں ڈال کر دھونکنی سے آگ کو دھونکے گا۔ یہاں تک کہ لوہا اچھی طرح تپ جائے اور حرارت اس کے رگ و پے میں اس طرح سرایت کر جائے کہ خود انگارہ معلوم ہونے لگے، اس وقت لوہا آہرن پر رکھ کر ہتھوڑے سے کوٹے کا زنگ دور ہوگا، پانی میں غوطہ دے کر دھوئے گا، پھر صیقل کرے گا۔ وہی زنگ آلود سیاہ لوہا آئینہ سکندری کی طرح شفاف ہو کر جمال محبوب دکھانے کے قابل ہو جائے گا۔ بلا تمثیل اسی طرح وہ مصفی و مجلی قلب جو زنگار معاصی و تکذرات ماسوی اللہ سے آلودہ ہو کر سیاہ پڑ گیا ہے، قلوب پر صیقل کرنے والے، یعنی تزکیہ باطنی فرمانے والے (جن کی شان میں فرمایا گیا **يُزَكِّيهِمْ** وہ اُن کا تزکیہ فرماتے ہیں) سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کرو۔ ان کے دربار کے خادم اُن کے ساتھ صحیح نسبت رکھنے والے اسی صیقل گری کے سند یافتہ شیخ کی خدمت میں لاؤ۔ وہ محبت الہی و ایمان کی چنگاری باطنی قوت سے تمہارے قلب میں ڈالیں گے اور تمہیں سکھائیں گے کہ **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** کی دھونکنی سے اُسے دھونکو **إِلَّا اللَّهُ** کی ضربوں سے اُسے کوٹو اور **مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ** کے مبارک ذکر کے آبِ رحمت میں اسے غوطہ دو، پھر ذکر اسم ذات سے اس پر صیقل کرو۔ کفر و شرک کے جلی داغ اس طرح جائیں گے کہ کو قلب سے اٹھاؤ دایں شانہ تک لاؤ۔ الٰہ کے ہمزہ کو شانہ سے اٹھاؤ اور لڑ کو دماغ تک کھینچ کر ہا دماغ سے نکال کر عرش تک پہنچاؤ کہ تمام معبودین باطل فنا ہوں، "لا معبود الا انت" تصور ذہن میں رہے وہاں سے

فیوض الہیہ کو لئے ہوئے الہی جلال و قوت کی ضرب **إِلَّا اللّٰه** قلب پر دو تاکہ حدائے قدوس کی تجلیات قلب پر تو فگن ہوں اور دل میں بیٹھ جائے کہ "بس وہی ایک معبود ہے"۔

جب یہ مضمون دل پر جم جائے شرک و کفر، کذب و زور، وغیرہ کا مجموعہ نفاق یا ریا کا شائبہ بھی باقی نہ رہ جائے اس وقت **لَا مَعْبُودَ إِلَّا اللّٰه** کے تصور کے بجائے **لَا مَقْصُودَ إِلَّا اللّٰه** کا تصور کرو، یہ ہے النقطۃ ماسویٰ اللہ جب تک تنہا ہی سے ایک ہی جانب رجوع کر کے یک سوئی **CONCENTRATION** کے ساتھ متوجہ نہ ہو گے مطلب حاصل نہ ہوگا۔

لہذا اچھی طرح دل میں جمائیے کہ میرا مقصود سوائے اللہ کے کوئی نہیں ہے اور کوئی جس کا دوسوہ دل میں باقی ہے۔ نگہ جس کا نقطہ قلب پر لگا ہے، بلکہ خود اپنی ہستی جو ایک پردہ بن کر راہ میں حائل ہے انانیت کی صورت میں کہیں رنگ نہ لائے اس لئے اس حقیقت پر غور کرو کہ وہی تھا اور کچھ بھی نہ تھا، وہی رہے گا اور کچھ بھی نہ ہوگا۔ یہ تمام ظل ہو یا ظہور فی نفسہ کچھ بھی نہیں۔ اس کو بھی ہٹاؤ اور **لَا مَقْصُودَ إِلَّا اللّٰه** کے بجائے تصور کرو **لَا مَوْجُودَ إِلَّا اللّٰه** یہ ہے وہ زبردست تنقیہ جس کو اصطلاح صوفیاء میں جاروب قلب کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

تاہ جاروب لا نہ روئی راہ نہ رسی در سر لے **إِلَّا اللّٰه**

اس میں دوا بھی ہے اور غذا بھی، مرض بھی جائے گا اور قوت بھی آئے گی، اس کے مختلف طریق ہیں، چہار زانو یا دوزانو بیٹھ کر، بلند آواز سے، خواہ پست آواز سے خواہ سانس کے ساتھ تصور ہی تصور میں، خواہ

بس دم کے ساتھ محض تخیل، سے خواہ بلا جس دم خیال ہی خیال میں۔ اس لئے کہ اصل مطلب دھیان کا جمانا اور یکسوئی پیدا کرنا ہے جس مریض کے لئے جیسا مناسب ہو یہ طبیب بتا سکتا ہے اسی تنقیہ کو "تزکیہ قلب" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

علم تصوف

وہ مقدس و مبارک علم جو قلب کو ذمائم کی نجاست سے پاک بنانے کی ترکیب سکھائے اور صفائے باطن کا طریق بتا کر روح کو اُس کی معراج کمال تک پہنچانے اور رفیقِ اعلیٰ سے وصال حقیقی پانے کی طرف دال ہو۔ تصوف کہلاتا ہے۔ تزکیہ و عروج کے طریقہ کو سلوک، اس راہ کے چلنے والے کو سالک یا متصوف، اور انتہی کو صوفی کہتے ہیں۔

بفحوائے ع عشرتِ قطرہ ہے دریا میں فنا ہو جانا

وہ روح جو اُس ربِّ قدیر کے ساتھ خاص نسبت رکھتے ہوئے اس عالمِ ناسوت میں جسمِ انسانی کے قفس میں مقید ہوئی، ہر کان و ہر لحظہ بے چین ہے اپنے مطلوب کے وصال کے لئے بے تاب ہے اپنی اصل تک پہنچنے کے لئے، کما قال الشیخ المعنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

لے چوں حکایت میکند وز جہانی ہاشکایت میکند

جب اس دولتِ لازوال وصال سے مالا مال ہوتی ہے تو اُس حقیقی و قیوم قادرِ مطلق سے وصال، سوچو کہ روح کو کن کمالات کی طرف دال ہوگا۔ بلا تیشیل قطراتِ آب، بصورتِ سحاب، بحیرہ ناپیدا کنار سے

اُنکھ کر زمین پر برس کر دریا کی صورت میں کوہ و بیابان کی سیر کرتے اپنی اصل اور اپنے مطلوب کی طرف دوڑے چلے جا رہے ہیں، تا آنکہ وہی منبع و مخزن وہی سمندر ہے، اور وہ قطرہ، سمندر کی ہر طوفان خیز موج، انہی قطروں کا وجود اپنے اندر رکھتی ہے۔ مگر حاشا تمثیل کو حقیقی تمثیل نہ سمجھنا، وہاں تجزی ہے یہاں تجزی محال؛ اُس ذات بے چون و چگون کے انوار کی ایک تجلی، اُسی کے ارشاد کُن کا ایک جلوہ ہے جب اپنی حقیقت میں گم ہوا تمام عوالم اُس کے ماتحت، سب اشیاء اسی کے تحت تصرف کمالاً یخفی عینک بعد از ذالک حقیقۃ الاولیاء۔

اس منزل تک رسائی اور اس دریائے وحدت کی مشناوری کے لئے اسی سلوک پر گامزن ہونے کی ضرورت جس کا پہلا مقدمہ تزکیہ ہے اور اس کی پہلی صورت :

التَّوْبَةُ النَّصُوحُ سچے دل کی توبہ

توبہ و استغفار کرنے اور معاصی و منہیات سے بچنے کا ارادہ قوی کرنے کے بعد روحانی ارتقاء و ترقی کی ورزشوں کو علی الترتیب عمل میں لائیے۔

پہلے اس خدائے جلیل و جبار کی حمد اس کی جلالت و جبروت کے اقرار اور اپنے مقصود کے اظہار کے لئے سورۃ فاتحہ پڑھ کر بجالائیے پھر اس کا تصور سورۃ اخلاص تین بار پڑھ کر اس طرح جمائیے کہ وہ ایک

ہے، بے نیاز ہے نہ اس کے کوئی بیٹا نہ وہ کسی کا بیٹا نہ کوئی کسی عنوان سے اس کا شریک و ہم۔

روح حقیقی اس جسدِ خاکی کے ہر ہر بن و نم میں پر تو نگوں لیکن ہر اُس مقام کو جہاں اُس کے جلوہ اپنا خاص رنگ دکھاتے ہیں۔ اصطلاح مشائخ و صوفیائے نقشبندیہ میں لطائف کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

سُلُوكُ نَقْشَبَنْدِيَّةِ مُجَدِّيَّةِ

اس مشرب مبارکہ میں عالمِ امر و خلق دس لطائف پر منقسم، بلا تمثیل جیسے ڈنبل کے ذریعہ ورزش کرنے والا ورزش کے وقت اعصاب و اعضاء کا خاص لحاظ رکھتا ہے جن کو اس مشرب مبارکہ شیخ الشیوخ زمانِ جدید کے صحیح نبض شناس حضرت سرکارِ امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس ترتیب سے مدون فرمایا۔

ان دسوں لطیفوں سے اول علیحدہ علیحدہ کام لیجئے اور اس ورزش اور کام لینے کی ترکیب یہ ہے۔

(۱) دوزانو یا چہار زانو قبلہ رو بیٹھے خدائے ذوالجلال کی ترکیب ذکر کی طرف متوجہ ہو کر نہایت تضرع و زاری کے ساتھ غفلت و معصیت پر نادم ہو کر پچیس بار یا کم از کم تین بار یہ پڑھیے اَسْتَغْفِرُ اللہَ سَرَّحَ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَ اُكْتُوبُ الرَّحْمٰنَ۔

(۲) پھر پانچ مرتبہ اس سرکار و الاتبار احمد مختار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار میں ہدیہ درود و سلام پیش کیجئے۔

(۳) مَنْ بَعْدُ خُذْنِي جَلِّ وَعِلَّا كِي حَمْدُ وَشَا كَرْتِي هُوَ اِنِّي
عبودیت کا اقرار، اور مقصد کا اظہار سورۃ فاتحہ ایک بار پڑھ کر
سورۃ اخلاص تین بار تلاوت فرما کر کیجئے اور اس کا ثواب تمام انبیاء و
مہرسلین و مشائخ و صوفیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام و رضوان اللہ تعالیٰ علیہم
اجمعین کی ارواح طیبہ کو پہنچا کر اُن کے صدقہ میں مالک جَلِّ وَعِلَّا سے
دعا مانگیے کہ خداوند اپنے ان مقربین کے صدقہ میں مجھ پر بھی فیض و رحمت
و معرفت کا دروازہ کھول۔

مشق اول ذکر لطیفہ قلب

زبان کو تالو سے لگائیے، (سانس بند نہ کیجئے) اور یہ دھیان
جمائیے کہ بائیں پستان سے دوا انگشت نیچے قلب اللہ اللہ کر رہا ہے۔
اول اول ویسے ہی دھیان جمائیے۔ پھر سب پر شمار کرنا شروع کیجئے جب
تسو مرتبہ اس طرح ذکر کر چکیں تو ٹھہر جائیے اور دل ہی دل میں اس طرح
دعا مانگیے کہ :-

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ مَقْصُوْدِيْ وَ مُرَادِيْ وَ رِضَاكَ مَطْلُوْبِيْ وَ اَلَيْكَ
اِسْتِنَادِيْ۔ (تَرْكَتُ الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةَ لِاجْلِكَ) فَاتَّخِذْ عَلَيَّ نِعْمَتَكَ

لہ میں نے دنیا و آخرت کو تیرے لئے ترک کیا۔ (اس جملہ کو اسی وقت ادا کیجئے جبکہ اس مضمون پر دل جا
ہو یا ایسا نہ ہو کہ مالک کے سامنے کذب بیانی ہو جائے۔ اگر کیفیت نہ ہو تو استغناء اس جملہ کے بقیہ دعا طیبیے

بِقَضَائِكَ وَ اَرْزُقْنِيْ اِلَى حَضْرَتِكَ وَ صُلَّةً كَامِلَةً وَ هَبْ لِيْ
مِنْ لَدُنْكَ مَحَبَّةً جَامِعَةً وَ مَعْرِفَةً شَامِلَةً (یا اللہ میرا مقصود
مُراد تو ہی ہے، تیری ہی رضا مندی مجھے مطلوب، تو ہی میرا سہارا،
پس اپنے فضل سے مجھ پر اپنی نعمتوں کو پورا کر اور مجھے اپنی جناب میں
کامل وصل عطا فرما اور مجھ کو اپنی خاص جامع محبت اور ہر حال میں
شامل معرفت نصیب فرما) ہر سو مرتبہ ذکر کے بعد اسی طرح دعا مانگتے
جائیے، جس قدر دیر تک دل لگے اور گھبراہٹ نہ پیدا ہو ذکر کرتے
رہیے اور بتدریج اس مشق کو بڑھائیے دن رات میں جتنی بار بیٹھ سکیں
بیٹھئے اور جس قدر ذکر کر سکیں کیجئے یہاں تک کہ پچیس ہزار کی تعداد
پوری ہو جائے پھر اسی طرح لطیفہ رُوح کی طرف متوجہ ہو جائیے۔

مشق دوم ذکر لطیفہ رُوح

دائیں پستان سے دوا انگشت نیچے محل رُوح ہے، جس طرح
مشق اول میں قلب کے ذکر کرنے کا تصور باندھا تھا، اب یہ ترکیب
مذکور زبان کو تالو سے لگائیے اور یہ دھیان جمائیے کہ لطیفہ رُوح
اللہ اللہ کر رہا ہے۔ تسو بار ذکر کر لینے کے بعد ٹھہر جائیے، دُعا
بارگشت پڑھیے اور اس لطیفہ سے پندرہ ہزار بار تعداد ذکر کو پورا
فرما کر پھر مشق اول کو دہرائیے اور قلب سے دس ہزار ذکر فرمائیے۔
اب لطیفہ ہر کی طرف توجہ کیجئے۔

مشق سوم ذکر لطیفہ سر

بائیں پستان سے دو انگشت اوپر محل لطیفہ سر ہے، جس طرح
مشق اول و دوم میں قلب و روح سے ذکر کیا، اب یہ دھیان جمائیے کہ
لطیفہ سر اللہ اللہ کر رہا ہے۔ دھیان جنے کے بعد شمار شروع کیجئے
ہر سیکڑہ پر دعائے بازگشت پڑھتے رہئیے، اور اس لطیفہ سے پندرہ
ہزار بار ذکر کیجئے، پھر مشق اول کے مطابق قلب سے ۵ ہزار اور
مشق دوم کے مطابق روح سے ۵ ہزار ذکر فرمائیے، اب لطیفہ خفی
کی طرف توجہ کیجئے۔

مشق چہارم ذکر لطیفہ خفی

دائیں پستان سے دو انگشت اوپر محل لطیفہ خفی ہے، جس
طرح سابقہ مشقوں میں قلب و روح و سر سے دھیان جمایا تھا، اب
یہ تصور باندھیے کہ لطیفہ خفی اللہ اللہ کر رہا ہے۔ ذکر جاری ہونے کے
بعد شمار کیجئے، ہر سیکڑہ پر دعائے بازگشت پڑھتے رہئیے، تا آنکہ کل تعداد
ذکر اس لطیفہ سے پندرہ ہزار بار ہو جائے، پھر قلب سے ۴ ہزار روح
سے ۳ ہزار سر سے ۳ ہزار ذکر فرمائیے، اب لطیفہ خفی کی طرف توجہ کیجئے۔

مشق پنجم ذکر لطیفہ اخفی

دونوں پستانوں کے درمیان سینہ کے وسط میں محل لطیفہ
اخفی ہے، جس طرح سابقہ لطائف سے مصروف ذکر رہے اسی طرح
اب یہ خیال جمائیے کہ لطیفہ اخفی اللہ اللہ کر رہا ہے۔ ذکر جاری ہونے کے
بعد شمار شروع کیجئے ہر سیکڑہ پر دعائے بازگشت پڑھتے رہے اور اس
لطیفہ سے تعداد ذکر کو ۱۳ ہزار تک پہنچائیے، پھر قلب سے ۳ ہزار
روح سے ۳ ہزار سر سے ۳ ہزار خفی سے ۳ ہزار ذکر فرمائیے۔ اب لطیفہ
نفس کی طرف توجہ کیجئے۔

مشق ششم ذکر لطیفہ نفس

اس کا محل خاص پیشانی کے وسط میں ہے عالم خلق کے بقیہ
تمام لطائف بھی اسی کے ساتھ منسلک جس طرح سابقہ مشقوں میں لطائف
عالم امر سے فرادی فرادی ذکر کا دھیان جمایا تھا اب تصور باندھیے کہ لطیفہ
نفس اللہ اللہ کر رہا ہے، جس کا اثر لطائف آب و آتش خاک و ہوا و اربعہ
عناصر جن سے قالب انسانی مرکب ہے) پر اس طرح پڑھ رہا ہے کہ
تمام بدن کے رونگٹے سے ذکر اسم ذات اللہ اللہ جاری ہے جب اچھی
طرح یہ کیفیت جم جائے، تب شمار شروع کیجئے اور ہر سیکڑہ پر دعائے

بازگشت پڑھتے رہیے اور اسی انداز پر ۱۵ ہزار تک ذکر کی تعداد پہنچائیے پھر قلب سے ۲ ہزار رُوح سے ۲ ہزار ستر سے ۲ ہزار خفی سے ۲ ہزار اخفی سے ۲ ہزار ذکر فرمائیے۔

ہدایت :- جب اچھی طرح تمام لطائف سے ذکر جاری ہو جائے اور یہ حالت پیدا ہو جائے کہ جس لطیفہ کی طرف خیال کریں فوراً ذکر کا دھیان جما ہوا معلوم ہو تب مستقل طور پر روزانہ انداز جس تعداد میں ذکر کرنا ہے کیجئے اس کے علاوہ تھوڑا سا وقت نفی و اثبات کے لئے بھی وقف کیجئے اور مشق ہفتم عمل میں لائیے۔

مشق ہفتم ذکر نفی و اثبات

بہ ترکیب مذکور بیٹھ کر زبان کو تالو سے لگا کر دھیان جما کر ناف سے لاکو اٹھائیے اور خیال ہی خیال میں کیچتے ہوئے شانے تک لائیے، وہاں سے لاکو اٹھا کر دماغ تک پہنچائیے اور لاکو دماغ سے نکال کر عرش تک لے جائیے، وہاں سے بذریعہ قوت تخیلہ انوار الہی لئے ہوئے **اَللّٰہُ** کی ضرب خصوصاً قلب پر دیجئے، جس کا اثر تمام لطائف پر پہنچے ایک سو ایک بار تسبیح پر گریں کہ اس مشق کو کیجئے اور پھر زبان سے کہیے **مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور کیجئے کہ میں اُس سرکار کی غلامی میں داخل ہوا اور حضور کا فیض میرے رگ و ریشہ میں سرایت کر گیا پھر وہی مذکورہ دعائے بازگشت پڑھیے۔

ہدایت :- یہ تمام مشقیں برابر جاری رہیں یہاں تک کہ ذکر میں اس درجہ استغراق و بے خودی طاری ہو جائے کہ فکر میں دل لگنے لگے اور ذوقِ صحیح حاصل ہو، اب (فکر) مراقبات کی طرف متوجہ ہو جائیے، ذکر کی کثرت سے مراقبات میں مدد ملے گی۔

مراقبہ اَحَدِیَّت

بادخو چہار زانو رو بقبلہ زبان کو تالو سے رگاکر آنکھیں بند کر کے قلب کی طرف متوجہ ہوں اور صورتِ شیخ کو سامنے تصور کر کے یہ دھیان کریں کہ "بے چوں و بے چگوں بے شبہ و بے نموں تمام صفات سے موصوف اور تمام نقصانات سے منزہ ذات کی طرف سے اس شیخ کے واسطے فیض آتا ہے"

کم از کم پندرہ دن تک، دس منٹ سے تیس منٹ تک اندازاً بتدریج بڑھاتے ہوئے اس مراقبہ کو کیجئے اور فیضِ الہی کے آثار قلب پر مشاہدہ فرمائیے؛ (اس مراقبہ کو مشق اول و دوم و سوم ذکر کے ساتھ ساتھ بھی کر سکتے ہیں، تاکہ ذکر میں امداد ملے) نیز اس مراقبہ کے دوران باوقات مختلفہ کلمہ طیبہ اکثر چلتے پھرتے وردِ زبان رہے۔

مراقبہ مَعِیَّت

بہ ہیئت مذکورہ قلب کی طرف متوجہ ہو کر، یہ خیال کریں کہ فیض آتا ہے۔ اس ذات سے جو میرے ساتھ ہے اور تمام عالم کو محیط ہے" یعنی اس

آیت کا تصور کرے۔ وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ (وہ تمہارے ساتھ ہی ہے جہاں کہیں تم ہو)۔ (القرآن ۴۰: ۵۷)

دس منٹ سے تیس منٹ تک اس مراقبہ میں مشغول رہیں اور ہر وقت چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے بھی اس مراقبہ کا خیال رکھیں، یہاں تک کہ اس کے اثرات پیدا و ہویا ہوں اور یہ تصور اچھی طرح جم جائے۔

مراقبہ اقربیت

لطیفہ نفس کی طرف متوجہ ہو کر

بہ ہئیت مذکورہ اس آیت کا تصور جمائیے کہ نَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ یعنی یہ خیال کیجئے کہ "فیض آتا ہے، اس ذات سے جو میری رگ گردن سے بھی زیادہ قریب ہے، کثرتِ نوافل و تہجد و مشق ذکر و غیرہ اثبات پر اس مراقبہ کے دوران میں مداومت ضروری ہے۔

مراقبہ محبت

بہ ہئیت مذکورہ لطیفہ نفس کی طرف متوجہ ہو کر یہ دھیان کیجئے يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ ۖ "فیض آتا ہے اس ذات سے، جو مجھ سے محبت رکھتی ہے اور میں اس سے محبت رکھتا ہوں۔"

اس مراقبہ میں الوارِ الہیہ بدنِ سالک پر بلکہ تمام عالم پر محیط معلوم ہوتے ہیں، ایک دائرہ وسیع تجلیاتِ خاصہ و کیفیاتِ غیر مشورہ کا پیدا ہوتا ہے جس میں نفسِ انسانی مستہلک، قطرہ یا نقطہ کے مانند ہو جاتا ہے۔

مراقبہ سیف القاطع

اس نام ہی سے اس کی کہنہ حقیقت کا پتہ چلتا ہے۔ بہ ہئیت مذکورہ لطیفہ نفس کی طرف متوجہ ہو کر یہ دھیان جمائیے کہ، اس ذات کی طرف سے فیض آرہا ہے جو اصل منشائے دائرہ سیف القاطع ہے۔

مراقبہ قوس (نصف دائرہ)

فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ ۖ

یہ ایک خاص مراقبہ ہے اور ولایتِ کبریٰ و دائرہ امکان کی آخری سیڑھی، بہ ہئیت مذکورہ یہ دھیان جمائیے، کہ فیض آرہا ہے اس ذات سے جو منشاء و اصل دائرہ قوس ہے۔

ولایتِ صغریٰ و ولایتِ کبریٰ

حضرات مشائخ نقشبندیہ مجددیہ اس دائرہ امکان کو دو ولایتوں پر تقسیم فرماتے ہیں۔

(۱) ولایتِ صغریٰ (۲) ولایتِ کبریٰ

مراقبہ احدیت و مراقبہ معیت، ولایتِ صغریٰ میں ہیں اور مراقبہ قربیت و محبت و سیف القاطع و قوس داخل ولایتِ کبریٰ۔

دائرہ ولایتِ صغریٰ، یعنی مراقبہ احدیت و معیت میں ظلالِ اسماء و صفات کی سیر ہوتی ہے، ماسویٰ اللہ کا خیال دل سے محو ہوتا ہے، نسبت

توحید غلبہ کرتی ہے، کبھی رقت طاری ہوتی ہے بے خودی پیدا ہوتی ہے، استغراق بڑھتا ہے، اور دوام حضور حاصل ہوتا ہے، اور معیت کا بھید جس کی طرف الفاظ ”وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ“ دال ہیں، قلب پر منکشف ہوتا ہے اور وہ خصائص ستودہ جن کا مفہوم دائرۃ الفاظ سے نکل کر گوشہ دماغ میں ایک شکل مفروضہ رکھتا ہے، وجود سالک میں پیدا ہو پیدا ہوتی ہیں، یعنی

مقامات عشرہ

توبہ۔ انابت۔ زہد۔ قناعت۔ ورع۔ شکر۔ صبر۔ توکل۔ رضا۔ تسلیم اجمالاً حاصل ہوتے ہیں۔

اب سالک میں اتنی قوت پیدا ہو جاتی ہے کہ کشف قبور کشف قلوب و کشف ارواح، اس کے لیے اُن کیفیات کے حاصل، و مقامات پر فائز ہونے کا ایک ادنیٰ کرشمہ معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اس مقام پر پہنچ کر اگر ان بکھیروں میں پڑا اور یہیں کا ہو رہا تو ایک سخت محرومی ہے، طالب صادق کا کام ہے کہ اس سے آگے بڑھے۔ اگر اس کی طلب تھی تو یہ حاصل ہوا، مگر یہ خود ماسویٰ اللہ میں داخل کشف القبور میں صاحب کی قبر کی طرف متوجہ ہوئے، اس کی حالت کا پتا چلا یا بلکہ اس سے باتیں کیں، فیض بھی لیا، کشف القلوب میں کسی کے دل کی بات معلوم کر لی، اس کے خطرات پر آگاہ ہو گئے، کشف ارواح میں عالم ارواح کی سیر کی جن روحوں سے ملنا چاہا ان کی حالت معلوم کی، یہ سب کچھ ہوا اگر اس لئے تھا کہ ذوق و شوق

بڑھے، ہمت بلند ہو، پرواز کی جرات ہو۔ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ اب اس سے آگے چلو کہ، میدان وسیع ہے اور منزل مقصود کہیں اور ہے اے برادر بے نہایت درگاہ ست

ہرچہ بروے می رسی بروے مایست

ہوشیار رہنا کہیں یہ کیفیات اُس مطلوب حقیقی سے غافل نہ کر دیں جس کے سُرائع میں گھر سے نکلے ہو، ریل میں بیٹھ کر جا رہے ہو، رستہ میں عجیب عجیب مناظر نظر آئیں گے، دشت و بیابان میں سبزہ زار کا سماں ضرور دلکش ہوگا۔ دامن کوہ میں پانی کا چلنا، چشموں کا ابلنا، یقیناً دل فریب ہوگا، روح کو فرحت، قلب کو راحت ملے گی اور ضرور ملے گی، مگر ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں، وہ نظر فریب ادائیں، اگر ایسی بھائیں کہ وہیں بیٹھ رہے، تو ادھر گھر بار چھوڑا، اُدھر مقصود نہ ملا، دوسرے یہ خوف ہے کہ اس سبزہ زار میں جہاں ہرن چوکر پیاں بھر رہے ہیں، بلبلیں چہچہا رہی ہیں، طوطی نغمہ گارہی ہے، شیر بیابان بھی کسی نہ کسی جھاڑ میں چھپا ہوگا، سانپ اور بکھو بھی اسی سبزہ زار میں پنہاں ہوں گے نفس و شیطان کا شیر، خودی و انانیت کے سانپ اور بکھو، کہیں کام تمام نہ کر دیں۔ اور خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ کی نوبت نہ آئے، اس لئے ولایت کبریٰ میں قدم رکھو، اس ولایت میں جذبات ہوں گے، مگر بد مزگی و کم حلاوتی سے وہ لطف و حظ جو ولایت صغریٰ کے مناظر میں تھا، اگرچہ نہ ہوگا، مگر نگرانی تفوق پیدا ہوگی اور شرح صدر یہی اس ولایت کی علامت تکمیل ہے۔ اب عالم امکان کے ہر علم کا چشمہ اس بحر ناپید اکنار علوم کے سامنے ایک قطرہ نظر آئے گا۔ موجودات کا جو ذرہ سامنے آئے گا، اپنے لمعان تجلیات سے اثر

مقناطیس پیدا کرتے ہوئے جذب کرنا چاہیے گا، مگر سالک حقیقی کا کام ہے کہ آگے بڑھے، ہر ہر ذرہ میں اُسی ذات کو ظاہر سمجھتے ہوئے ولایت علیا میں قدم رکھے اور

مراقبہ اسم ظاہر

اسی ہیئت مذکورہ کے ساتھ کرے، یہ سمجھتے ہوئے کہ فیض آرہا ہے اس ذات سے جو منشائے "اسم الظاہر" ہے، لطائف آب و آتش و باد پر۔ پھر

مراقبہ اسم باطن

اسی ہیئت مذکورہ کے ساتھ کرے، فیض آرہا ہے اُس ذات سے جو منشائے "اسم الباطن" ہے، لطائف آب و آتش و باد پر۔

مراقبہ
هو الظاهر والباطن
دارہ ولایت علیا
با ولایت ملائکہ

اس ولایت علیا کی سیر کے وقت روح میں بدرجہ غایت لطافت پیدا ہوگی، اگر فضل الہی شامل حال ہے، تو وسعت باطن نصیب ہوگی، ملائکہ اعلیٰ سے مناسبت بڑھے گی، اور ملائکہ کی زیارت و ملاقات حاصل ہوگی اس مقام کی کیفیت عجیبہ جب طاری ہوں گی، تو ابتدائی درجات اس کے سامنے ہیچ نظر آئیں گے، زہار نہیں کے نہ ہو رہنا، وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ كِ حَقِيقَتِ پر غور کرو، ملائکہ سے انبیاء کا مرتبہ ہے، دائرہ کمالات

نبوت کی طرف قدم بڑھاؤ۔

مراقبہ
فَاتَّبِعُوا مَلَكًا
وَجْهَ اللَّهِ
(۳:۱۱۵)

میں مشغول ہو، مورد فیض، عنصر خاک کو سمجھو، اور دائرہ کمالات نبوت کی سیر کرو، پردہ اسماء و صفات سے تجلی ذات کا مشاہدہ ہی نہیں بلکہ کیفیت دوام تجلی ذات کا ذوق حاصل کرو۔ اس جگہ ایک نقطہ طے کرنا جمع مقامات ولایت صغریٰ سے افضل و بہتر ہے، اتبعاُ سنت ہی وہ زینہ ہے، جس کے ذریعہ ان مقامات پر صعود میسر، فضل الہی شامل حال ہے تو قدم بڑھائیے اور دائرہ کمالات رسالت میں گامزن ہو جائیے۔

مراقبہ
حقیقت ابراہیمی
فَاتَّبِعُوا مَلَكًا
وَجْهَ اللَّهِ
(۳:۹۵)

مورد فیض ہیئت وجدانی کو سمجھے، اس مقام پر سالک کو اُنس خاص حضرت حق سبحانہ تعالیٰ شانہ سے پیدا ہوتا ہے، اور تمام خلقت کی طرف سے اس قدر بے التفاتی ہو جاتی ہے کہ کسی کا توسط بھی خوش نہیں آتا، یہ مقام خلست ہے اور کثیر البرکات، درود ابراہیمی کی کثرت مفید ہے۔

مراقبہ
حقیقت موسوی
”رَبِّ ارْنِيْ اَنْظُرُ
اَلَيْكَ“
(۱۳۳: ۷)

مورِ فیض ہیئتِ وجدانی سالک ہے اور یہ مقام محبتِ صرفہ ذاتیہ توسطِ حضرت کلیم اللہ، کیفیتِ عجیب حاصل ہوتی ہے۔ باوجود ظہورِ محبتِ ذاتی، شانِ استغناء و بے نیازی جلوہ فرماتی ہے۔

حقیقت محمدیہ
علیٰ صاحبہا السلام
والتحیۃ

مورِ فیض ہیئتِ وجدانی سالک۔ معنی قول حضرت مجددِ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دھیان کر :-

”کہ من خدا را ازان می پرستم کہ ربِّ محمد است“ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم
درود شریف صَلَّی اللہُ عَلَیْ سَیِّدِ الْخَلْقِ مُحَمَّدٍ کا ورد روزانہ ایک ہزار بار بے حد مفید۔

حقیقت احمدیہ
علیٰ صاحبہا السلام
والتحیۃ

بہ نسبتِ حقیقتِ محمدیہ یہ حکمِ روح و جسد ہے۔ مورِ فیض ہیئتِ وجدانی سالک اس جگہ علو نسبتِ باشعشا و انوارِ عجیبہ ظہور فرماتے ہیں۔
اب تکمیلِ لطائفِ عشرہ ہوئی عروج و نزول و انجذابِ تمام بدن

کو نصیب ہوگا۔ اس وقت دائرہ کمالات اولو العزم کی طرف آئیے۔

دائرہ
کمالاتِ اولو العزم

مورِ فیض وہی ہیئتِ وجدانی سمجھے، اور دل چاہے تو اپنے مشرب کی تلاش کیجئے، یعنی جس لطیف سے زاید فیض آتا ہو، وہی لطیف آپ کے مشرب پر دال ہوگا، مثلاً روح، ابراہیمی المشرب ہے، سرِ عیسوی المشرب، خفی موسوی المشرب، اور اخفی محمدی المشرب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم و سلام اللہ و صلوة علی جمیع الانبیاء والمرسلین۔ اس کے آگے دور آئی پیش آتی ہیں، ایک بجانب حقائق الانبیاء، دوسری بجانب حقائق الہیہ دائرہ، قیومیتِ بحت، علی الاختلاف مقامِ قطبیت و منصبِ عظم ہے، بہ تقدیرِ الہی اولیائے خواص میں سے خاص کو مرحمت ہوتا ہے، البتہ اس کی سیرِ توجہ شیخِ کامل میسر۔

حقیقتِ کعبہ
یہ مقام ہر اوقات عظمتِ کبریا ہے
باطن سالک ہیئتِ لہو ہوتی ہے جبکہ
فنا و بقا حاصل ہوتی ہے تو سالک توجہ
جمیع ممکنات اپنی طرف پاتا
ہے۔

دائرۃ لاتعین
سیر قدی موقوف صرف نظر
ممكن ہے صفات نامیہ تکوین قدرت
سمع بصر کلام علم حیوۃ و ارادہ
میں سیر و غور و خوض

دائرۃ
حقیقت
صلوۃ

دائرۃ
حقیقت قرآن
عظیمہ

حب
صرفہ

یہ ہے وہ مبارک سلوک، جو حضرات مشائخ و صوفیائے نقشبندیہ کا معمول رہا ہے۔ صدر اول میں ایک نگاہ پر الوار سرکار نبی اکرم روحی فدائے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیفیات ذکر و فکر پیدا کرنے والی اور مقامات طے کراتے ہوئے منزل مقصود تک پہنچانے والی ہوتی تھی صحابہ کرام اسی سراج منیر سے منور شدہ کو اکب و نجوم تھے، اصحابی کالنجوع یاہم اقتدینہم اھتدینہم نہ انہی کی شان تھی، اصحاب میں اکبر، خلفائیں

لے میرے اصحاب ستاروں جیسے ہیں تم نے جس کسی کی پیروی کی ہدایت پائی ۱۲ (الحديث)

اول، معیت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں انحصار، کہ معیت ذات کے منصب جلیلہ پر ممتاز، اور اِنَّ اللہَ مَعَنَا کے صاحب راز، حضرت صدیق اکبر ہیں، رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه، جنہوں نے مشکوٰۃ نبوت سے الوار اخذ کرتے ہوئے اس راہ کو پایا، اُن کے نقش قدم پر چلنے والے حضرات مشائخ نقشبندیہ ہیں، رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، جنہوں نے سالکین راہ طریقت کی آسانی کے لئے ان قواعد و ضوابط کو مرتب و مدوّن کرتے ہوئے عالم کے سامنے پیش کیا۔ مبارک ہیں وہ نفوس جو اس راہ پر گامزن ہوں اور خوش نصیب ہیں وہ افراد جو فائز المرام ہوں، اور دولت وصال محبوب سے مالا مال اُن سے عرض کہ

چو باصیب نشینی و بادہ پیما

بیاد آر حریفان بادہ پیما

اس ترکیب و تصفیہ اور فائز المرام ہونے کے لیے اور متعدد طریقے ہیں کَمَا قِيلَ "الطَّرِيقُ إِلَى اللَّهِ بِعَدَدِ أَنْفَاسِ خَلْقِ اللَّهِ" راستہ ایک ہی ہے مرکب مختلف، یا مرکب ایک ہی ہے، درجات متفرق یا درجات برابر ہیں مگر گاڑیاں جُدا جُدا، جیسے ریل کے مختلف ڈبے، ہر ایک کے مختلف قواعد مخصوص اور محصول علیحدہ وہی قلب ہے جس کا ترکیب مطلوب، وہی محبوب ہے جس سے وصال مقصود، جس طرح غذائیں سب عمدہ مزہ سب کا

لے یقیناً خدا ہمارے ساتھ ہے۔ (القرآن - ۹۰: ۲) لے اللہ تک پہنچنے کے رستے خلق الہی کے سانسوں کی تعداد کے

برابر ہیں یعنی ہر ایک کا مالک سے ملنے میں خاص نرالا انداز

اچھا، قوت سب میں حاصل، لیکن میلان طبع بعض خاص قسم کی اغذیہ کی طرف واقعات روزمرہ سے ہے۔ اسی طرح طرق ذکر و فکر میں سالک جس طریقہ کی طرف اپنی طبیعت کو مائل پائے۔ یا جس راہ پر شیخ کامل لگائے۔ ہمت و استقلال کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہو جائے بِحَوْلِ اللَّهِ وَقُوَّتِهِ وَبِمَنَّتِهِ تَعَالَى اُمید حصول و وصول یقینی۔

سلوکِ قادریہ

بحرِ ناپید کنارِ توحید میں مستغرق ہو کر، مرتبہ محبوبیت سے نوازے جانے والے، جو اپنے مقام قرب خاص ولایت پر ممتاز ہو کر قَدَحِیْ هَذِهِ عَلٰی رَقَبَتِهِ كُلِّیْ وَلِیَّ اللّٰهُ فرمائیں اور جملہ اولیائے زمانہ اُن کے قدم مبارک اپنی گردنوں پر لیں، محبوبِ سبحانی، قطبِ ربّانی، غوثِ الثقلین، مغیثِ الکونین، ربِّ قادر کے قدرتِ نہا پیارے سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، جنہوں نے اسلام کے مردہ وجود میں جان ڈالی اور محی الدین کہلائے، مُردہ دلوں کو زندہ کیا اور محی حقیقی جل و علا کی حیات بخشی کے نمونے ظاہر فرمائے، نفس و شیطان پر موت کا پہاڑ توڑا اور ربِّ میت کی قدرتِ ممات کے جلوے دکھائے اُن کے غلام انہیں اس طرح یاد کرتے ہیں۔

گہ زندہ کنی ہزار جاں در نفی گہ می کشی از کرشمہ ناز بے
محی و ممیت ما توئی در عالم اے سرورِ مائز تو نداریم کسے
جب اپنی محبوبانہ، دلربایانہ، ادائیں دکھائیں، عالم کو دیوانہ و متوالا بنائیں

عجمی کہلائیں اور عرب پر اپنی سطوت و جبروت کا سکہ بٹھائیں۔
اُن ترک عجم چوں زعمے حسن طرب کرد
بر پشتِ سمند آمدہ و صید عرب کرد
چوں کامل ترکانہ بر انداخت زمستی

غارت گری کوفہ و بغداد و حلب کرد
عربی تاجدارِ روحی فدائے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لاڈلے بیٹے اسی شہنشاہ
ہفت اقلیم کے قدم بہ قدم چل کر۔

وَكُلُّ وَبَلٍ لَّہٗ قَدَمٌ وَرَاقِیٌّ عَلٰی قَدَمِ النَّبِیِّ بِذِی الْکَمَالِ
کہتے ہوئے جو نقش قدم اپنے قدم پکڑنے والوں کے لیے چھوڑتے ہیں سلوک
قادریہ کی صورت میں اس طرح پیش۔ زہے نصیب جو ان قدموں پر سر
جھکائے اور خوش قسمت جو اس راہ پر چل کر منزلِ مقصود پائے اور دولت
وصال سے مالا مال ہو جائے۔

اصول عشرہ یا عوالم کلیہ

کشتیوں، ریلوں اور ہوائی جہازوں میں سیر کرنے والے اصول مساحت کے اعتبار سے خشک صحراؤں اور بڑے بڑے سمندروں کو ماپیں اور کرۂ ارضی کی پیمائش (SURVEY) کرتے ہوئے اپنی دور بینوں اور آلات کے ذریعہ جو کچھ معلوم کریں اس کو ترتیب دے کر عالم کا نقشہ بنائیں اور جغرافیہ مدون کریں، ہم نے تم نے نہ ان کی طرح پیمائش کی، نہ ان کی طرح سفر کیا، نہ ہم کو وہ آلات میسر نہ ہم اس فن مساحت سے واقف جو کچھ انہوں نے کہہ دیا اس پر یقین اور جو کچھ وہ بتائیں بلا تحقیق اس کی تصدیق۔ اگر یہ اصول صحیح ہے اور دیکھنے والوں، جاننے والوں، تحقیق کرنے والوں کے کلام کا اعتبار کرنا دنیا کا دستور، تو روحانی ممالک کی سیر فرمانے والوں، اقالیم ملکوت و لاہوت و جبروت کی مساحت فرمانے والوں اور اس جغرافیہ مافوق الارض کی پیمائش (SURVEY) کرنے والوں کے ترتیب دیئے ہوئے جغرافیہ کو بھی سن لیجئے۔ خدا توفیق دے بہت ہو تو خود سیر کرو خود تحقیق کرو معلوم ہو جائے گا کہ بے شک جو کہا گیا سچ تھا جو بتایا گیا واقعی تھا۔ سیر ارضی و مساحت دنیوی کے لئے آلات اور دور بینیں درکار۔ اس

سیر میں قلبی آنکھوں اور روحانی دور بینوں سے سروکار۔ وہاں ان سے کام چلے، یہاں ان کے ذریعہ راہ ملے، جغرافیہ روحانی کی تفصیل تو سیر سے ہی معلوم ہوگی یہاں ایک اجمالی نقشہ دیتے ہیں اور فقط ممالک کی تقسیم بتاتے ہیں کہ ابتدا میں طلباء کو جغرافیہ ارضی بھی اسی طرح سکھایا جاتا ہے۔

ہر خط کے دیکھنے کے لئے جو آد خاص آپ کے وجود میں موجود ہیں اس کی طرف اشارہ ہوگا اور وہاں کی پیداوار کا الوان و الوار کے الفاظ سے اظہار۔ آپ نے پہلے بھی دیکھا کہ ان آلات کو اصطلاح صوفیاء میں لطائف کے لفظ سے یاد کیا گیا۔ اس سلوک مبارک میں لطائف بسیط یا عوالم کلیہ دس بتائے جاتے ہیں اور انہیں کو اصول عشرہ کہتے ہیں۔

اس عالم کا نام عالم بہت یا باہوت ہے
اور لطیف اخفی کو اس سے خاص نسبت
یہاں ظہور عنائیہ حضرت ذات الہیہ
ہے اور خلوت احدیت جلوت علم ذاتی
ہے، اور نوریت اختریہ۔

اصل اول

ولایت حضرت مجربیت محمدیہ
علی صاحبہا السلام والرحمۃ

اصل دوم

ولایت عیسویہ
علی صاحبہا السلام والرحمۃ

عالم ہویت یا باہوت۔ لطیف اخفی کو
اس سے خاص نسبت یہاں ظہور صفات
تشریفیہ ہے اور خلوت وحدانیت
جلوت علم اجمالی ہے اور نوریت
اسودیہ۔

عالم الہیہ یا لاہوت۔ لطیفہ بر کو خاص
نسبت، یہاں ظہور صفات شیونہ ہے
اور خلوت احدیت اس میں جلوہ علم
تفصیلی ہے اور نوریت ابیضیہ —
عالم روحیہ یا عالم جبروت، لطیفہ روح
کو خاص نسبت یہاں ظہور مجرد از مادہ و
جسمیت ہے اسی ولایت میں جلوہ
صفات سبعہ ہے اور اس کی نوریت
اصفر ہے۔

یہ عالم مثال ہے یا عالم ملکوت لطیفہ
قلب کو اس سے خاص نسبت یہاں
نوریت مجرد از جسمانیت ہے۔ لیکن
مشبہ بصورت شہادت یہہ حضرت
نوریت مثالیہ ہے اسی میں جلوہ فعلیہ
الہیہ ہے اور یہاں کی نوریت احمریہ۔

عالم نفسیہ؛ لطیفہ نفس کو اس سے
نسبت خاص یہاں صورت جسمیہ
مدبرہ حیوانیہ مقتضیہ حرکات
شہوانیہ ہے اس میں جلوہ خالقیت
ہے۔

اصل سوم

ولایت موسویہ
علی صاحبہا السلام والتحیۃ

اصل چہارم

ولایت ابراہیمیہ
علی صاحبہا السلام والتحیۃ

اصل پنجم

ولایت آدمیہ
علی صاحبہا السلام والتحیۃ

اصل ششم

نفس

اصل ہفتم
نار
عالم ناریہ۔ لطیفہ نار کو اس سے نسبت
اس میں بھی جلوہ خالقیت۔
عالم ہوائیہ؛ لطیفہ ہوا کو اس سے
خاص نسبت یہ حضرت طبریہ ہے اس
میں بھی جلوہ خالقیت ہے۔
عالم مائیہ؛ لطیفہ آب کو اس سے
نسبت، یہاں صورت جسمیہ مقتضیہ
برودت و رطوبت ہے اس میں جلوہ
خالقیت ہے۔

اصل نہم
مار
عالم ارضیہ؛ لطیفہ خاک کو اس سے
نسبت صورت جسمیہ مقتضیہ برودت
ویسورت ہے یہ حضرت تمکین و
سکینہ؛ اور کمالات نبوت کا اس سے
انکشاف

یہ اجمال حقیقتاً جن عوالم کی تفصیل ہیں وہ ان ناموں سے مشہور۔

عالم لاہوت
عالم جبروت
عالم ملکوت
عالم ناسوت
اس میں اصول خمسہ از ششم تا دہم یعنی
نار، ہوا، آب، خاک سب داخل

سلوک سلسلہ علیہ عالیہ قادریہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) انہیں چار عالموں کے طے کرنے پر منظوری۔ سالک کی پہلی منزل عالم ناسوت جس میں اصول خمسہ نفس و نار و ہوا و آب و خاک داخل سامنے ہے علی الترتیب ادنیٰ سے چل کر اعلیٰ تک راہ پائیے اور ذیل کی مشقوں پر علی التدریج عمل فرمائیے۔

جسم انسانی چار عنصروں سے مرکب نار و ہوا، آب و خاک ضرورت ہے کہ ان چاروں عناصر کی کثافت پر روحانی لطافت اس طرح غالب آجائے کہ اس وجود میں باوجود مادیت روحانی گلشن کی سیر کی قابلیت پیدا ہو جائے اس لئے ہر عنصر کی تطہیر کی حاجت۔ خاکی وجود پر ارضیت ہی غالب اسی لئے پہلے اس عنصر کی طرف توجہ درکار۔ یوں تو تمام جسم اسی سے مرکب مگر جسم میں اس کا محل خاص یا نقطہ مرکزی زیر ناف اس لئے اس مقام سے ابتدا کیجئے۔

مشق اول تطہیر لطیفہ خاک

بعد توبہ و استغفار و قرأت کلمہ شہادت و فاتحہ حسب معمول دوزانو یا چہار زانو قبلہ رو بیٹھئے اور اس طرح ذکر لا الہ الا اللہ کیجئے۔
لا :- ناف کے نیچے محل لطیفہ خاک پر سانس روک کر لا کو کھینچ کر دماغ سے اوپر بر تصور مافوق الی العرش المعلىٰ لے جائیے۔
لا الہ :- تمام مادیات کی نفی کا تصور کرتے ہوئے دائیں کان دھے پر لائیے۔
الا اللہ :- بائیں طرف لیتے ہوئے قلب پر ضرب دیجئے۔ آواز نہ بہت بلند نہ

بالکل پست بہتر یہ ہے کہ زبان سے ذکر کیجئے۔ ہاں اگر کچھ مواقع ہوں اور شیخ اجازت دے تو صرف خیال ہی خیال میں کیا جاسکتا ہے۔

ضرب لا اللہ پر اس قدر سانس کو روکے رکھیے کہ دم گھٹنے لگے۔ اس کے بعد سانس کو آہستہ آہستہ چھوڑیے زبان سے مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کیجئے۔ اسی طرح جتنی دفعہ اور جتنی دیر ذکر کرنا ہے کئے جائیے چند روز کے بعد جب ایک سانس میں ایک بار اچھی طرح ذکر جم جائے اور سانس بچنے لگے تب تعداد کو بڑھائیے اور ایک سانس میں تین بار اسی ترتیب سے ”لا الہ الا اللہ“ کیجئے اور تیسری مرتبہ سانس چھوڑ کر مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کیجئے جتنی بار ذکر کرنا ہے اسی طرح کئے جائیے جب اس کی عادت بھی اچھی طرح ہو جائے تو تعداد کو اور بڑھائیے اور ایک سانس میں پانچ مرتبہ فرمائیے پانچویں بار سانس چھوڑ کر مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کیجئے اسی طرح عادت ڈالتے ہوئے بتدریج ایک سانس میں ذکر لا الہ الا اللہ کی تعداد کو اکیس تک پہنچائیے۔
مراقبہ ذکر کے بعد تھوڑی دیر خاموش بیٹھئے اور قلب پر فیض ربانی کا انتظار کیجئے۔

نتیجہ و طریقہ امتحان
جب قلب میں حرارت و رقت پیدا ہو! سمجھئے کہ اجزائے ارضی میں صفائی پیدا ہوئی حالت مراقبہ میں زمین، پہاڑ، مکانات، غار، معدنیات، مساجد، معابد، مقابر اکثر سامنے آئیں گے۔ یہی صاف ہوتے جانے کی دلیل ہے کہ کشف قبور سے اس کا مزید امتحان کر سکتے ہیں، اگر صاحب قبر کی کیفیت مکشوف

ہونے لگے سمجھ کر یہ مشق صحیح طور پر کی گئی آگے بڑھیے۔

اگر اس امتحان میں ناکامی ہو تو اکیس تک تعداد ذکر کو پہنچانے کے باوجود پھر ابتداء سے شروع کیجئے اور معنی کا تصور، نفی کا مفہوم، مد و شد تحت و فوق، یعنی کیفیت ذکر کو ہر اعتبار سے درست کرتے ہوئے۔ بہ تدریج تعداد بڑھائیے شمار بڑھانے کی عجلت نہ کیجئے مقصود اس کا اثر رکھیے، جب اچھی طرح امتحانات سے ثابت ہو جائے کہ اس عنصر کی تطہیر ہو چکی تب مشق دوم یعنی تطہیر لطیفہ آب کی طرف توجہ کیجئے۔

مشق دوم

تطہیر لطیفہ آب

حسب معمول اسی ذکر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کو کیجئے۔

۱۔ دائیں پستان کے نیچے سے اٹھائیے اور مشق اولیٰ کی ترتیب کے مطابق مافوق العرش تک لے جائیے۔

۲۔ دائیں شانہ پر لائیے۔ تمام مادیات کی نفی فرمائیے۔

۳۔ قلب پر ضرب دیجئے اور اسی ترتیب مشق اول کے مطابق بتدریج تعداد ذکر کو بڑھائیے۔ اکیس تک لے جائیے روزانہ۔ بعد فراغ تھوڑی دیر کے لئے مراقبہ فرمائیے۔

نتیجہ و امتحان | جب قلب کی سی حرکت دائیں پستان کے نیچے بھی پیدا ہو جائے۔ حالت مراقبہ میں مینہ کی کھوار

زور کی بارش، حوض نہر، دریا، سمندر خود بخود بار بار سامنے آئیں دلیل

صفائے لطیفہ آب ہے۔ آگے بڑھیے۔

مشق سوم

تطہیر لطیفہ ہوا

حسب معمول وہی ذکر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کیجئے۔ توجہ کو ناف سے اوپر قائم فرمائیے اور اسی طرح :-

۱۔ ناف کے اوپر سے سانس روک کر اٹھائیے مافوق العرش لے جائیے۔ ۲۔ دائیں شانہ پر لائیے وہاں سے۔

۳۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی ضرب قلب پر دیجئے۔ تعداد ذکر کو اسی ترتیب کے ساتھ بڑھائیے ایک سے چل کر اکیس تک لے جائیے۔

نتیجہ و امتحان | جب ناف کے اوپر اس مقام پر بھی نبض کی سی حرکت محسوس ہونے لگے عین مشغولی ذکر، یا

وقت مراقبہ بعد ذکر، یا اسی زمانہ ذکر میں خواب کے اندر، اپنے آپ کو اڑتا دیکھیے قسم قسم کی ہواؤں کا انکشاف ہو، سمجھیے کہ لطیفہ ہوا میں صفائی پیدا ہوئی۔

مشق چہارم

تطہیر لطیفہ ناز

حسب معمول وہی ذکر لا الہ الا اللہ کیجئے توجہ کو سینہ کے بالکل وسط میں قائم فرمائیے، غم معدہ سے اوپر دونوں پسلیوں کے ملنے کی جگہ دھیان جمائیے، وہیں سے لاکو اٹھائیے اور حسب معمول قلب پر ضرب لا الہ الا اللہ دیجئے۔ تعداد ذکر کو اسی ترتیب کے مطابق بڑھائیے اور اکیس تک لے جائیے۔

جب اس مقام پر حرکت نبض محسوس ہونے لگے یہ دلیل **نتیجہ و امتحان** صفائے لطیفہ ناز ہے، مزاج میں گرمی پیدا ہو، بات بات میں اشتعال ہو، حالت ذکر و فکر یا خواب میں آگ، شہاب ثاقب برق و صواعق چراغ و شعل معائنہ ہوں سمجھئے کہ لطیفہ ناز میں صفائی ہوئی۔

مشق پنجم

تطہیر لطیفہ نفس

اسی مذکورہ قاعدہ کے مطابق ذکر لا الہ الا اللہ کیجئے، مگر توجہ اُمّ الدماغ پر قائم کیجئے۔

لا۔ وہیں سے اٹھائیے مافوق العرش لے جائیے۔

لا الہ۔ کو دائیں شانہ پر لائیے اور تمام مادیات و نفسانی خواہشات کی نفی کرتے ہوئے لا الہ الا اللہ کی ضرب قلب پر دیجئے۔ تعداد ذکر کو اسی ترتیب مذکور

سے بڑھائیے اکیس تک لے جائیے، تاکہ اُمّ الدماغ سے بھی حرکت نبض پیدا ہو جائے۔

نتیجہ و امتحان | چونکہ دماغ سے عصبات تمام جسم میں پہنچتی ہیں اس مشق کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمام رگ و پے میں حرکت ذکر

محسوس ہو اور بڑھتے بڑھتے ذکر کو یہ معلوم ہونے لگے کہ میرے ساتھ میرے جسم کا ہر حصہ ذکر ہے، ہر رُبن موجب ذکر میں مشغول معلوم ہو، اعضا جوارح میں کثرتِ انوار اس طرح مشاہدہ ہو جیسے آسمان پر ستاروں کا ہجوم، سمجھئے کہ لطیفہ نفس میں صفائی ہوئی یہی سلطان الاذکار ہے۔

اس حالت میں مدّ کو جس قدر طویل کیا **ہدایت خاص** جائے زیادہ مفید اگرچہ عدد ذکر کمتر ہے

مگر مد و شد و توجہ معانی بیشتر رہے تاکہ نفع جلد اور پائدار ہو، جسم کے اعضاء کی حرکتیں برابر رہیں اور تمام وجود اس طرح فکر میں مشغول ہو جائے کہ تمام اعضاء کے ذکر کی مختلف آوازیں شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی ایک آواز کی طرح سنائی دیں، یہاں کوشش کرنی چاہیے

کہ یہ تمام آوازیں اسی طرح ایک ہو جائیں کہ مد و شد کچھ نہ معلوم یہی آواز صوتِ سرمدی کے نام سے موسوم اس وقت آفتاب نیم روز یا بدرِ کامل کی سی نورانیت ظاہر ہو اور نور ہی نور محیط نظر آئے۔ نفوسِ انسانی و حیوانی و حتی و شیطانی فلکی و کوکبی سب مکشوف ہوں اور اگر مدد کہ صحیح ہے تو کشفِ قلوب بہت بڑھ جائیگا۔

یہاں ذکرِ جسدی تمام ہوا ناسوت کی منزل طے ہوئی اگرچہ بعض

صاحبانِ ارشادِ طالبینِ بالاستعداد کو اس مقام تک ترقی یافتہ ہو کر دوسروں کو بیعت کی اجازت دیتے ہیں، مگر حاشا حاشا یہ نہ سمجھنا کہ یہ منصب کمال ہے۔ بلکہ یوں سمجھ لو کہ فضلِ ربانی شاملِ حال ہے تو یہ مقام استعدادِ کمال کی ایک دلیل ہے آگے بڑھو نفسِ امارہ سے خلاصی کی تدبیر کرو ایسا نہ ہو کہ کشف و کرامت کی الجھنوں میں پھنس کر مقصودِ اصلی سے دُور جا پڑو۔ یہ تو سیرِ ناسوت تھی اب عالمِ ملکوت میں قدم رکھو۔
وَاللّٰهُ الْبَاقِی۔

مشق ششم لطیفہ قلب

اوپر کی مشقوں میں جس جز کو قلب یا دل کے نام سے یاد کیا گیا وہ قلبِ حقیقی نہیں بلکہ صورتِ قلب تھی۔ کیوں کہ گوشت کا ٹکڑا ایک جسمانی شے، وہ گویا قلبِ حقیقی کا مرکب ہے یا اُس کا مقام قلب کی حقیقت کی طرف اصل پنجم ولایتِ آدمیہ میں اشارہ کیا گیا ہے کہ وہ نورِ جسمانیت سے مجرّد، مشبہ بصورتِ شہادت ہے، اس کا نام عالمِ مثال اور یہی ولایتِ آدمیہ اس کا تصفیہ اس طرح کرو، لَا إِلَهَ إِلَّا نَفْسِي تَهَا مَرَكِبَاتِ كَيْ تَصْفِيهِ كَيْ لِيَةِ اس کے ذکر کی ضرورت تھی اب مجرّدات کا باب شروع ہے یہاں اثباتِ مجرّد سے کام لو اور صرف (۱) إِلَّا اللَّهُ کے معنی کا دھیان کرو، یہاں نفی کے ذکر سے مقصود میں فتور اور کام میں قصور (۱) كَلِمَةُ إِلَّا اللَّهُ کا مفہوم (یعنی اللہ ہے) ذہن میں لو۔

(ب) قلبِ ظاہر جس صورت میں تم کو مکشوف ہوا (خواہ بصورتِ جسمانی محسوس یا بصورتِ آفتاب یا ماہتاب) اُس صورت کے اندر داخل ہو، اور الفاظ سے مجرّد محض مفہوم اثبات کو قائم کرو یہاں تک کہ قلب کی صورت مثال بصورتِ طالبِ ظاہر ہو اور خود اپنی جسمانیت سے علیحدہ ہو کر قلب کی وہ صورت جو پہلے قائم تھی بالکل غائب ہو کر طالب کو اپنی ہی صورت اس طرح نظر آئے، جس طرح آئینہ میں منہ دیکھتے وقت بے کم و کاست معلوم ہوتی ہے، یہاں جسم و ذکرِ جسمانی سب غائب ہیں تجلیاتِ افعال کا ظہور ہے۔
نتیجہ | سالک پر جملہ کائنات جو مخلوق ہو چکی یا آئندہ مخلوق ہوگی اعمال کی صورتیں افعال و اقوال کی امثلہ منکشف ہوتی ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ فناءِ جسمیت کے بعد فعلیہ مثالیہ رب العزت جل و علا کی تجلی ظاہر ہوتی ہے، اس کی ترتیب احاطہ تحریر میں اسی قدر آسکتی ہے، باقی حال ہے، جب وارد ہوگا مشاہدہ کر لینا انشاء اللہ تعالیٰ اس ذکرِ قلبی سے عالمِ ملکوت کی منزل طے ہوئی اور اس عالم کی تم نے خوب سیر کی الْحَمْدُ لِلّٰهِ ثُمَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ لیکن ابھی منزلِ دُور ہے آگے بڑھو۔

مشق ہفتم

تطہیر لطیفہ رُوح

اب عالم جبروت شروع ہے اِلَّا اللّٰہ کے اِلَّا سے بھی قطع نظر محض "اللّٰہ" اسم ذات سے کام ہے طریقہ مشق یہ ہے، قلب کی وہ صوت مثال جو قائم ہو چکی ہے اس میں غور کرو پہلے مفہوم "اللّٰہ" ہے ذہن میں تھا اب نسبتوں سے منزہ ہو کر محض اسم ذات کی ورزش کرو رہ مضمون اس سے بھی باریک ہے القارِ مرشد کی ضرورت (جب یہ توجہ کامل ہو جائے گی تو اب وہ صورت جسم بھی غائب ہوگی اور صورت رُوح محض نور۔ صورت جسم سے منزہ صفات الہیہ سے مربوط مشاہدہ ہوگی (صفات الہیہ سے مراد اقبات الصفات صفات سبعیہ ہیں حیات، علم، قدرت، سمع، بصر، کلام، ارادہ) اب جسم و صورت جسم و مثال سب غائب صرف ایک نور مجرّد مشاہدہ ہوگا جو بذاتہ حی و علیم و قدیر و سمیع و بصیر و مرید ہے، یہاں سالک پر "قُلِّ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي" کا راز کھلے گا۔ ارواح لطیفہ داعیان عجیبہ کا شہود اور کرامات غریبہ کا ظہور ہوگا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَالَمِ جبروت کی منزل طے ہوئی، آگے بڑھو۔

مشق ہشتم

تطہیر لطیفہ سر

اب عالم لاہوت شروع ہے۔ اسم نہیں بلکہ تصور ذات "ا" کی مشق ہے۔ اس طرح کہ وجود روحی بھی غائب ہو اور صرف وجود علمی باقی رہے۔ اس کی کیفیت قلم کیا لکھے؟ اتنا ہی سمجھ لیجئے کہ پہلے صفات ثبوتیہ کا ظہور ہوا اب صفات سے بڑھ کر شیون ذاتیہ کی تجلی ہے جب یہ توجہ کامل ہوتی ہے تو سالک پر ایک خلا ظاہر ہوتا ہے۔ جیسا کہ آسمان و زمین کے درمیان خلا ہے، خلا کے سوا اُسے کچھ نہیں ملتا البتہ اپنے علم کا شعور، ضرور باقی رہتا ہے، جس کے ذریعہ اسرار کلامیہ، علوم عقلیہ، معارف حقیقہ علوم لدنیہ اور تجلیات شیونیہ عظمت و جلالت کا ظہور ہوتا ہے۔ سالک پر کُلُّ یَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ کا راز کھلتا ہے اور منزل لاہوت طے ہو جاتی ہے۔ لیکن لِقَائِ رَبِّ کی تمنا تو سالک پر لازم کہ تعمیل امر رب فرمائے کہ ارشاد حضرت عزت جلالت عظمت ہے۔

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا (جو رب کے دیدار کی تمنا رکھتا ہو پس اُسے چاہیے کہ نیک کام بجالائے اور رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے یہ ضرور ہے کہ عالم لاہوت سے آگے جائے گا مگر زن نہیں یہی انتہائے سلوک اسی لئے یہاں سالک کو منہی کہتے ہیں اور اکثر مشائخ اس مقام پر طالب کو اجازت کی عزت سے نوازتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ منزل ناسوت

کاٹے ہونا، قبولِ کمال اور استعدادِ کمال کی دلیل ہے اس کے بعد ملکوت طلبِ کمال و ارادۂ تحصیلِ عروج بدرگاہ ذوالجلال اور جبروت، طیّ مسافت اور لاہوت در شہریار پر پہنچنا۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ اس کے آگے جانے کا کام زن نہیں۔ حقیقتاً تمنائے لقا کا پیش کرنا اور جب تک دیدارِ یار نہ ہو، عجائبات و کرامات پر فریفتہ رہنا مقصود سے کوسوں دور ہو جانا ہے۔ اسی وجہ سے بعد طی منزل لاہوت، سالک مستعد ہونا ہے اب اس کو ہمت کرنے کی ضرورت ہے۔ جمال جہاں آرا کا مشتاق رہنا چاہیے۔ وَاللّٰهُ لَذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ (القرآن - ۲: ۱۰۵) اور اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ (القرآن - ۹: ۱۲۰)

مشق نہم

لطیفہ خفی

مشق ہشتم کے دوران میں جو غلا نظر آیا تھا، کیا تھا؟ ہائے ہوئیّت کی وسعت تھی قَدْ احاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا اسی کی طرف اشارہ وہ وسعت حَدِّ شَیْوَنَات سے بڑھ کر سالک کو حیرت میں ڈالے گی اور صفات باری میں مستہلک کر دے گی وسعت کا احساس غائب ہوا، صورِ عقلیہ اور علومِ اضافیہ سے یک لخت غیبِت میسر ہو کر صفاتِ الہیہ میں فنا حاصل ہوئی، اب سالک پر جلوۂ محبوب ہزاروں صفاتِ جمال و جلال کے پردوں سے منجمدی ہو کر اس امر کا ایمانِ کامل عطا فرماتا

لَا یَقِیْنُ (اللہ) اپنے علم سے تمام چیزوں کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ القرآن - ۶۵: ۱۲

ہے کہ كُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَاَنٌ وَیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ۝ تجلیاتِ تنزیہی کا نور ہوا تو سالک کو اذعان ہوا کہ اللّٰهُ الْقَمَدُ لَمْ یَلِدْہٗ وَلَمْ یُولَدْہٗ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ (ترجمہ) اللہ بے نیاز ہے نہ کسی کو جنما۔ نہ کسی سے جنما اور نہیں اس کے جوڑ کا کوئی۔ (القرآن - ۱۱۲: ۲، ۳، ۴) عالم لاہوت کے بعد یہ عالم ھاہووت، بالطفِ ربّانی کھل جاتا ہے مرشد کی ہمت اعانت فرماتی ہے بظاہر اس کی مشق کو یوں خیال کر لینا ہے کہ عالم لاہوت میں توجہ کے لیے ”ہائے ہوئیّت“ ”ا“ کی مشغولی راہ بر تھی اب کیا کیجے؟ اسی ا کے دائرہ میں سرگردانی یا کیا؟ ہاں! بات تو یہی ہے، لیکن یہ بتائیے کہ اللّٰہ کی ”ا“ یہ اُلٹا پیش جو نظر آتا ہے وہ کیا ہے؟ یہ ا کا اشباعی ضمہ ہے جو ھو میں داؤ کی صورت رکھتا ہے اور محض ا پر اس کا اُلٹا یعنی واؤ کا عکس منعکس ہے مطلب یہ ہوا کہ واؤ اور قلب کی صورت ایک جو جسم عنصری ہیں ذات بے چوں و بے چگوں کی آیت ربّانی ہے جب رایت ذوالجلالی یعنی ضمہ اشباعی ا پر پہنچی، تو قلب اُلٹا اور اپنی اصل کی طرف دوڑا تو اب شکل راست ہوئی اور اس راستی کی بدولت اپنے آپ کو قطرہ کی طرح دریا میں پہنچ کر فانی و مستہلک پایا۔ اِنَّ اللّٰهَ وَاِنَّ الْاٰیٰتِ رَاجِعُوْنَ ۝ کا سفر طے کر کے اِلٰی رَبِّکَ الْمُنْتَظَرِ کی منزل گاہ مقصود پر پہنچا۔ علوم اضافیہ کو غائب اور صفات الہیہ تنزیہیہ کو غالب پایا۔ فَبِاٰیِّ اٰلَآءِ رَبِّکَ ۝

لہ اس پر جو کوئی بھی ہے فنا ہونے والا۔ باقی رہتی ہے تمہارے رب کی ذات جو جلال و اکرام والا ہے۔

(القرآن - ۵۵: ۲۶-۲۷) ۲: ۱۵۶ تہ القرآن - ۵۳: ۲۲

تَتَمَارَى لَهُ - قَالَ حَمْدُ اللَّهِ عَلَى الْآكَامِ وَتُسَبِّحَانِ اللَّهُ عَلَى نِعَمَائِهِ -

مشق دہم لطیفہ اخفی

عالم ہا ہوت میں سالک کو صفات تنزیہیہ میں فنا میسر ہوئی، لیکن صفات اگرچہ فی ذاتہا متحد لیکن تعدد ضرور حقیقتہ صفات غیر ذات نہیں لیکن غیریت اعتباری کا شعور باقی اور سالک کی نسبت یہ سمجھے کہ اگرچہ فانی لیکن کس میں؟ صفات میں پس **قُلِ اللَّهُ تَعَالَى هُمْ سَالِكٌ** کو لازم کہ صفات سے ذات کی طرف راہ لے اور اپنی فنا کے شعور کو بھی فنا کر دے تاکہ **فَنَا فِي الْفَنَاءِ** حاصل اور ذات سے واصل، اب اس کی مشق کا کیا عنوان ہو، یہاں تو ضمہ اشباعی بھی نہیں پس اسی لیے یہاں بعد طے عالم لاہوت سالک کو تحیر چہار طرف سے گھیر لیتا ہے۔ اسی کو عالم بہت یا عالم باہوت کہا گیا کہ اقصیٰ مراتب سالک "تحیر" یا "حیرت" بنا یا گیا ہے، جب سالک متحیر ہوا اور قطرہ کو تمنا ہوئی کہ دریا بنے اور کوئی راہ ملی نہیں تو حیرت زدہ ہو کر پکارتا ہے۔

قَدْ تَحَيَّرْتُ فِيكَ حَذْبِي بَدَلِي لَا لِمَنْ تَحَبُّوْنِي كَا
أُدْهَرُ آوَا زَا نِي لَا تَقْطَعُوْا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ

لہ (۵۵: ۵۳) پس (۱) سننے والے بتا، تو اپنے رب کی کن نعمتوں کو جھٹلائیگا۔ تہ (۶۱: ۹۱) آپ فرمادیجئے اللہ بھر چھوڑ دیجئے نہیں۔ تہ (۵۳: ۳۹) مایوس نہ ہو جاؤ اللہ کی رحمت سے یقیناً اللہ تعالیٰ بخش دینا ہے سارے گناہوں کو۔

جَمِيعًا۔ اپنی داماندگی سے نہ گھبرانا۔ مَن اَنَا فَنِي مَنِي اَتَيْتُهُ هَرَوْنَةً۔ آہا! اے بندہ آ! دریائے کشش کی قطرہ کو اپنی طرف کھینچا۔ جذب الہیہ نے سالک کو خلوت عمائد میں پہنچایا۔ اب نور احدیتہ چمکا **قُلِ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ** کا راز کھلا۔ سالک فانی سلوک فانی فنا فانی یعنی انا کو کھو کر فنا حاصل کی تھی اب فنا کا شعور بھی غائب ہے تو حقیقتاً ایمان و عرفان تک رسائی ہوئی۔ یعنی ذات اگرچہ متصف بصفات متعددہ لیکن متحد بالذات **الْهَكُمُ إِلَهٌ وَاحِدٌ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الَّذِي خَلَقَ الرَّحْمِيمُ** (۲: ۱۶۳) بذاتہ سمیع و بصیر و حکیم اور جی و قدیر و فرید و علیم ہے۔ یہ کیفیت جس پر گزرے وہی جانے دوسرا اس کو کیا پہچانے اس کا بیان اسی قدر سمجھ لو کہ سالک جسمائیت کو چھوڑ مثال سے منہ موڑ کر رُوح و سر سے گزر کر تجلیات افعالی صفات۔ شیونات سب سے ذہول کر چکا ہے اس کی تمثیل بلا تمثیل ایسی ہی ہے کہ کوئی عاشق زار و دیدار یار کے تمنا میں دریا کو آستانہ کعبہ سمجھے سر نیاز جھکائے وہیں کا ہو رہا ہو۔ محبوب کو اس کی حالت زار پر رحم آئے اور اپنے مقربان خاص کو اجازت دے کہ اس کو ہماری بارگاہ جلالت پناہ میں حاضر کرو۔ اب وہ وہاں پہنچ کر جملہ زیب و زینت کو دیکھے اور محبوب کا پتہ نہ پائے اگر پائے تو صرف اتنا کہ چلن سے بھر و کوں سے، تجلیات صفائی سے فائض ہو کر کبھی اس پر غشی کا عالم طاری کر دیتی ہوں اور کبھی ہوش میں لے آتی ہوں۔ گویا ایک قسم کا شعور فنا باقی ہے یہ عالم ہا ہوت تھا۔ اب باہوت آیا۔ جب اس کی حیرت بڑھتی لقاء محبوب کی تمنا جوش مارتی ہو کہ یکا یک محبوب چلن کو اٹھا طالب دیدار

کا ہاتھ پکڑ کر کھینچے اور سینہ سے لگالے اور عاشق کو فرط خوشی سے شادی مرگ ہو جائے تو بتاؤ کوئی شعور؟ انا و فنا باقی رہا؟ کوئی نہیں، پس ظہور عمایہ ہوتا ہے اور ذات مجرّد سے تجلی ذاتی فائض ہو کر سالک کو فناء حقیقی سے نوازتی ہے اور اُس سے شعور فنا کو بھی کھودیتی ہے —

فناء الفنا غیبیۃ الغیبۃ اسی حالت کا نام ہے اور سالک فانی فی اللہ کہا جاتا ہے۔ سہ گم شدن در گم شدن دین من است، کار از یہی ہے کہ یہاں ذات کے سوا کچھ اور باقی نہیں رہتا یَبْقَى وَجْهٌ رَبِّکَ کی حقیقت کھلتی ہے اور سَقُّهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا کا جام طالب کو مست و مدہوش کر دیتا ہے یہی حقیقت وحدۃ الوجود ہے یہیں سے شطحیات کا صدور ہوتا ہے، کیوں کہ سالک پر لَمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۖ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْفَقَّارِ کا پیش آنے والا واقعہ طاری و مشاہدہ ہوتا ہے یعنی عالم صغیر کی قیامت قائم ہوئی۔ اُس کے قومی و حواس معطل مدعیان باطل سب فنا ہو چکے تاکہ اس کا شعور بھی باقی نہ رہا لَمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ کی صدائے ذات پیدا ہے عالم صغیر میں کوئی جواب دینے والا نہیں مرتبہ ذات سے ہی لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْفَقَّارِ کا جواب ہے۔ وہی اَنَا اللّٰهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا کی آواز جو شجرہ موسوی سے سموع ہوئی تھی شجرہ سالک سے اَنَا الْحَقُّ کا نعرہ بلند کرتی ہے اور (قول): سُبْحَانِي مَا أَعْظَمَ شَانِي کا ترانہ سُنانی اور لَيْسَ فِيَّ يَجُوتِي غَيْرُ اللَّهِ کی خبر پہنچاتی ہے۔ فَاللّٰهُ الْحَمْدُ أَوْلَاوُا خِرَاء

لہ القرآن - ۵۵: ۲۷ لہ القرآن - ۷۶: ۲۱ -

لہ ۴۰: ۱۶ - کس کی بادشاہی ہے آج! (کسی کی نہیں) صرف اللہ کی جو واحد (اور) تہا ہے۔

آئینہ جہاں نما یا صورت انسان

عناصر اربعہ آب و آتش و خاک و باد سے مرکب، تمام موجودات کو، ماہرین مادیات، "موالید ثلاثہ" پر تقسیم کریں اور جمادات، نباتات، حیوانات کے کلیات میں ان جمیع جزئیات کو داخل جانیں۔ نظر براختصاً ہم کو بھی اس وقت انہی سے سروکار، حضرت انسان کے پیکر جسدی میں تینوں موالید آشکار، ہڈیاں اور دانت جمادات کی صورت، بال اور روئیں نباتات کی صورت اور خود یہ ذی حیات حیوان ناطق۔ جزئیات میں بھی اگر جاد تو یہی وہ آئینہ کائنات ہے، جس میں دریاؤں کی طرح رگوں میں خون جوش مار رہا ہے ندی نالوں کی صورت میں شرابین خون بہا رہی ہیں۔ ہڈیوں میں گودا، معاون کا نمونہ، دریا میں سیپ اور سیپ میں موتی، صورت نطفہ سے ہویدا۔ ذَا لَکْ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ - (۶۰: ۶۶)

بلکہ ان موالید ثلاثہ سے آگے بڑھو فلکیات کی مثلہ پر غور کرو تو آنکھ کی پتلی میں کو اکب کی چمک، آفتاب و مہتاب کی جھلک، بلکہ فلکیات سے بالا عالم ملکوت کی سیر کرنا چاہو تو روح انسانی نفس غفری میں اسی انداز سے کہ جو لباس چاہے، اختیار کرے، جس ظرف میں جائے، ویسی ہی ہو جائے اور ظرف سے علیحدہ ہو تو بھی اس کا

وجود، وجود کہلائے۔ غرض تمام کائنات کا آئینہ یہ وجود انسان۔ سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا
 يَا وَلَدِي فَاذْكُرْكَ فَاذْكُرْكَ فَاذْكُرْكَ فَاذْكُرْكَ فَاذْكُرْكَ فَاذْكُرْكَ فَاذْكُرْكَ
 تمام عوالم اس آئینہ انسان میں اسی طرح پنہاں، جیسے بلا تشبیل ایک دانہ میں درخت، اس کی پتیاں، شاخیں اور تنہا پھل اور پھول، سب کچھ پنہاں۔ پودا نکلے گا۔ اسی سے پتیاں بنیں گی، اسی سے کلیاں چٹکیں گی، اسی سے پھول کھلیں گے، مگر اُس وقت جب کہ یہ دانا اپنے آپ کو خاک میں ملائے اور خود گویا نیست و نابود ہو جائے۔

فنا بغیر بقا کا پتہ نہیں ملتا!

خودی مٹائے نہ جب تک خدا نہیں ملتا

ہر دانہ میں ایک نقطہ ہے اور ہر تخم میں ایک مرکز، وہی اول اول پھٹتا ہے نہ کہ تمام دانہ، وہ مرکز، وہ نقطہ، اس جسدِ عنصری میں **قلب صنوبری** ہے۔ اس مرکز سے تمام عوالم کے دواثر ظہور میں آنے والے اور اسی نقطہ پر تمام کائنات کی تصاویر نمودار ہونیوالی یہ انسان ہے، یا آئینہ جہاں نما، اس کو دیکھا سارے عوالم کو دیکھا اس کو پہچانا تمام عوالم کو پہچانا، عوالم مظہر صفات، آئینہ عوالم مستجب جمیع کمالات اس کی سیر تمام صفات کی سیر، اس کا عرفان موصوف کا عرفان اس لیے ارشاد کہ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ (الحور) جس نے اپنی ذات کو پہچانا یقیناً رب کو پہچانا۔

اس مرکز کی تہ میں جائیے۔ اس نقطہ کی حقیقت کو پائیے اُس

نور حقیقی و تجلی ذات کو قلبی آنکھ کی پتلی میں تلاش فرمائیے۔ فِيْ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ (وہ) تمہاری جانوں میں ہے۔ پس کیا تم دیکھتے نہیں پہلے شانِ ربوبیت کو دیکھا۔ اب تمام الوان سے ماورا، تمام کیفیات سے بالا، ذات کا جلوہ معائنہ کرتا ہے، تو آگے بڑھو، وَرَاءُ الْوَرَاءِ ثُمَّ وَرَاءُ الْوَرَاءِ۔

سہروردیہ طریق کے شیخ الشیوخ حضرت مخدوم شیخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی درس گاہ کے لیے جو نصاب مقرر فرمایا۔ اُس کا اجمال آپ کے سامنے آیا۔ میدانِ عمل میں آئیے۔ بالترتیب اس تفصیلی سلوک پر گامزن ہو جیئے اول موالید ثلاثہ، جمادات، نباتات، حیوانات میں صفا پیدا کیجئے اور اس صفا کے لیے وہی ایک اوزار وہی متفقہ ہتھیار یعنی ذکر کلمۃ لا الہ الا اللہ۔

ترتیب سلوک سہروردیہ

یہ جلسہ معہودہ و طریقہ معلومہ بعد توبہ و فاتحہ و استغفار و کلمہ شہاد لا۔۔۔ کوناف سے اٹھائیے۔

اَللّٰہ۔۔۔ دائیں کا ندھے پر لائیے۔

اَللّٰہ۔۔۔ کو قلب پر ضرب دیجئے۔

ایک سانس میں ایک بار، آواز نہ بلند ہو نہ پست، بلکہ بین بین، جب ایک بار بے تکلف شد و مد کے ساتھ ہو سکے اور سانس باقی رہنے لگے تو ذکر کی تعداد کو بعد دطاتی تین پانچ سات نو گیارہ تیرہ وغیرہ

بڑھاتے جائیے۔ مگر مقصود زیادتِ تعداد نہ ہو۔ معنی کا لحاظ رہے اور مد کو جس قدر طویل کیا جائے بہتر کہ اسی لاکھ تمام ماسواء اللہ کی نفی متصور جب تک موالید میں صفائے تامہ ملا حظ میں نہ آئے۔ تعداد ذکر بڑھائے جائیے۔ بعد ذکر کچھ دیر مراقب ہو کر انتظار فیض ربانی فرمائیے۔

کیفیتِ اول

جب مشقِ اول کرتے ہوئے برکتِ ذکر سے موالید میں صفائی نظر آئے تو اب سالک اپنی اس بری عادت کو دیکھے جو اس میں زیادتی کے ساتھ پائی جائے یعنی مثلاً کسی کے مزاج میں جنگ و جدل، غصہ و غضب، بہت زیادہ ہے، تو اس کو اپنی جبلتِ شیر یا بھیر پڑیے کی شکل میں نمودار ہوگی۔ اگر حرص کا مرض زیادہ ہے تو کتے کی صورت سامنے آئے گی۔ ہر ایک کو خواہ مخواہ ایذا پہنچانا اور تکلیف دینا، اگر عادت میں داخل تو سانپ، بچھو کی تصویریں بن جائیں گی۔ یہی صورتیں نفسِ امارہ کی مختلف شکلیں ہیں اور یہ ذکر اسی نفسِ امارہ کے ساتھ جہاد، غرض اسی طرح ہر عادت کے متعلق فکر کریں اور بطریقِ مشقِ اول لَدَالۃ سے اُسی عادت یا صورت کی نفی کرتے ہوئے۔ نور الہی و قوتِ ربانی کو ضربِ اِلَّا اللہ کے ساتھ قلب میں جگہ دیجئے۔

کیفیتِ دوم

جب وہ تمام اشکال بتدریج دفعہ ہوں اور آئینہ قلب میں اپنی ہی صورت تمامہا دکھا لیا نظر آئے۔ اُس وقت دل میں مصیبتوں اور گناہوں پر رنج اور نا فرمانیوں پر سخت ترین ندامت کی کیفیت طاری ہوگی، گریہ و بکا و سوزِ قلبی پیدا ہوگا، اس مقام پر اتبالیٰ سُنّت کی ہر امر میں رعایت رکھیے۔ کثرتِ استغفار و زیادتیِ نوافل و طاعات سے قلب کو چلا دیجئے۔ جب قلب ابھی طرح مجلی و مصفی ہو جائے گا اپنی صورتِ آئینہ قلب میں ابھی طرح جم کر دوسرے آئینوں میں اپنا عکس دکھائے گی۔

کیفیتِ سوم

اب جس ذرّہ کی طرف نظر اٹھتی ہے۔ وہی سالک کی تصویر کا آئینہ ہر شے میں اسی کا ظہور اور ہر نور میں یہی مستور لیکن یہ ایک خارستان ہے۔ خبردار ہوشیار دھوکا نہ کھانا۔ اصل سے غافل منزل سے کاہل نہ ہو جانا یہاں شیطان ہر آن بہکانے کے لیے مستعد یہی وہ مقام ہے جہاں بہت سے گمراہ ہو گئے۔ اگر یہ وادی خاردار پیش نہ آئے یا آنکھوں آنکھوں میں گزر جائے۔ بہت ہی اچھا، وَاِلَّا اس کے مقابلہ کا یہ آسان طریقہ کہ نفی و اثبات گزر کر صرف ذکرِ اثبات جاری کرو

اور۔

مشق دوم

ذکرِ اَللّٰہ ایک سانس علی التوالی جتنی بار ہو سکے کئے جاؤ، ہر سانس کے ختم پر تھوڑی دیر مراقب ہو جاؤ۔ یہاں تک کہ وہی تصویریں یا سمجھے کہ ہستی سالک دریائے توحید میں غوطے لگاتی ہوئی معلوم ہو رہی ہو، خواہی، قلب میں اطمینان و سکینہ پیدا کرے گی اور نفس مطمئنہ صفا پذیر ہوتے ہوئے سالک کے لئے جملہ طاعات و عبادات میں روانی پیدا کر دے گا۔

مشق سوم

اب صرف ذکر "اللہ" کیا جائے۔ ضرب قلب پر دی جائے۔ تاکہ وہ صورت جو قلب میں نمودار تھی غائب ہو کر نور ہی نور رہ جائے یہ ہے روح انسانی کی ایک خاص تصویر، ذکر اسم ذات اس روح انسانی کو تمام شوائب سے پاک کرے گا۔

کیفیت خاص

اب کہ روح انسانی جملہ شوائب سے پاک ہوئی ذکر انسانی بند ہوا اور ذکر و ذکر سب مذکور میں مستہلک، مقام "ہو" یہی ہے یہاں روح مشاہدہ قدوسیّت رب میں فنا ہے۔ اس کیفیت کا اظہار الفاظ میں دشوار۔ ایک حال ہے جو مقال میں نہیں آسکتا صرف

بتایا جاسکتا ہے کہ یہ، نور، نور الہی میں فانی اور اس ذاتِ حق و قیوم کی بقا سے باقی ہو کر فنا و بقا سے ہم آغوش ہے اور مقربانِ خاص کے دوش بدوش رَزَقَنَا اللّٰہُ تَعَالٰی وَ جَمِیعُ الْمُؤْمِنِیْنَ - اَمِیْن کَمَامِیْن !

سلوکِ حضراتِ چشت اہل بہشت

منسوب بہ سرکارِ خواجہ خواجگان سلطان السلاطین ولی و والی ہند
سیدنا معین الدین چشتی اجمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه عنہا۔

طریقِ ذکر — صورتِ اول

ہیئتِ ذکر چہار زانو رو بقبلہ اس طرح بیٹھئے کہ دائیں پیر کے انگلیوں
اور اُس کی برابر والی انگلی سے بائیں ران میں رگھٹنے
کے جوڑ کے قریب پسٹھ کے نیچے رگ کیما س کو دبایا جائے۔ بائیں
گھٹنا محلِ شیطان، دایاں گھٹنا محلِ نفس اور سیدھا شانہ محلِ فرشتہ
کاتب اعمال خیر اور قلب محلِ ورودِ انوارِ الہی۔ ان چاروں مقامات
کو ذہن میں رکھیئے۔

الف - ذکرِ چہار ضربی

اب ذکر شروع کرنے کے لیے اول فاتحہ پھر سچے دل سے تین بار
استغفار۔ پھر تین بار بلند آواز سے کلمہ شہادت معنی پر غور کرتے ہوئے
پڑھیئے۔ پھر اس طرح ذکر **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** کیجئے کہ سر کو جھکا کر بائیں گھٹنے
کے محاذی لاکر ڈاکو شدت و قوت کے ساتھ بائیں گھٹنے کی طرف سے
نفیِ خطراتِ شیطانی کا تصور کرتے ہوئے اٹھائیئے اور کھینچتے ہوئے
دوسرے گھٹنے تک لائیئے یہاں سے اللہ کے ہمزہ کو شدت و قوت

کے ساتھ اٹھائیئے۔ خطراتِ نفس کی نفی کا تصور کرتے ہوئے اللہ
کھینچتے ہوئے سیدھے شانے تک پہنچائیئے اور اللہ کی تھا کی
ضرب شانے پر نفیِ خطراتِ ملکی کے تصور کے ساتھ خوب اچھی طرح
مُنہ پھیرتے ہوئے دے کر چوتھی ضرب **إِلَّا اللَّهُ** انوارِ فیضِ الہی کو
ساتھ لیے ہوئے شدت تمام قلب پر دیجئے۔ پہلی تینوں ضربیں
باوجود اچھی طرح کھینچنے کے ایک سانس میں ہونی چاہئیں آواز نہ
بہت بلند ہو نہ بالکل پست۔ مبتدی اولاً صرف یہی ذکر تھوڑا تھوڑا
شروع کر کے بڑھاتا رہے تا آنکہ حرارتِ قلب میں پیدا ہو۔ جب
اچھی طرح رواں ہو جائے۔ تب اس کے ساتھ دوسرے طریقے
بھی ضم کرے۔

ب - ذکرِ دو ضربی

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کو ایک ہی ضرب میں تینوں خطرات کی نفی کے ساتھ اٹھائیئے
اور **إِلَّا اللَّهُ** کی ضرب قلب پر دیجئے۔ تین۔ پانچ۔ سات یا دس
بار کہہ کر **مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ** (صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)
کہتے رہیئے۔

جب یہ ذکر ختم کریں تو تھوڑی دیر کے لیے گردن جھکا کر
تواضع کے ساتھ اس انتظار میں ٹھہریں کہ حق تعالیٰ کی طرف سے
دل میں کیا وارد ہوتا ہے۔ پھر تین بار پورا کلمہ مدطویل کے ساتھ پڑھیئے۔

ج۔ اثباتِ مجرد

شدت کے ساتھ قلب پر کلمہ **الَا اللہ** کی ضربیں لگائیے پھر تھوڑی دیر منتظر فیوض الہی رہیئے۔

د۔ اسمِ ذات

اللہ :- اسم ذات کا ذکر اس طرح کیجئے کہ تین ضربیں قلب پر دی جائیں۔ **اَلْ - لَآ - هُوَ**۔ پہلی اور دوسری ضرب معمولی اور تیسری بہت سخت ہو۔ یہاں تک کہ حرارت قلب میں پیدا ہو۔

ہ۔ اسمِ ذات **اللہُ اللہُ**

اللہُ اللہُ :- کا ذکر اسی طرح کیجئے کہ ہر بار اللہ کے ساتھ ایک ضرب قلب پر دی جائے۔

ان پانچوں اذکار سے فارغ ہو کر خداوندِ سُبح و قدّوس کی پاکی و بے عیبی کا تصور کرتے ہوئے تسبیح و تحلیل کے کلمات کہہ کر فاتحہ پڑھیئے۔ بزرگانِ سلسلہ کی ارواح پر فتوح کو ایصالِ ثواب کیجئے۔ اگر شیخ سامنے ہیں تو شیخ کی قدمبوسی سے مشرف ہوں۔

ان چاروں افکار کے لیے تعداد کا تعین اس لیے نہیں کیا گیا کہ طالبِ صادق اپنے وجود میں جس قدر صلاحیت پائے عمل میں

لائے۔ یا حسب ہدایت شیخ معمول بنائے۔ معمول مشائخ اس طرح جاری ان مشقوں کو ذکر و اذکار تسبیح کہتے اور ہر ایک وقت اس ترتیب سے کرتے ہیں :-

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ (۲۰۰) بار

إِلَّا اللَّهُ (۴۰۰) بار

اللَّهُ اللَّهُ (۶۰۰) بار

بعض حضرات ان بارہ تسبیح کے بعد ذکر **اللہ** تین ضربوں **(اَلْ - لَآ - هُوَ)** کے ساتھ ایک سو بار اضافہ کرتے ہیں۔

چند اخوان طریقہ ساتھ مل کر حلقہ باندھ کر بیٹھیں تو سب آواز ملا کر اسی عنوان پر ذکر کریں۔ اسی کو حلقہ چشتیہ کہتے ہیں۔

اس قدر تعداد نہ ہو سکے تو اس کا نصف یا ربع ہی کر لیں مگر ہر ذکر کی تعداد کی مناسبت علیٰ حالہا قائم رہے۔ اگر فضل الہی شامل حال ہے یا اور دوسرے معائب سے پاک رہ کر اسی ذکر شریف پر کچھ دنوں پابندی کے ساتھ عمل پیرا ہوں تو اُمید ہے انشراحِ باطن ہو ذوق و شوق بڑھے اور استغراق حاصل ہو۔

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ (۱۱: ۸۸)

ضمیمہ صورتِ اول (الف)

جب ذکر لا الہ الا اللہ کرتے ہوئے خطراتِ شیطانی و نفسانی و ملکوتی تینوں کی علیحدہ علیحدہ نفی اچھی طرح جم جائے تب کلمہ لا الہ کہتے وقت لا معبود کا تصور باندھیے اور دل پر لا الہ کی ضرب دیجئے۔ جب یہ بھی اچھی طرح جم جائے تب لا الہ کہتے وقت لا مقصور الا اللہ کا تصور جما کر ذکر کریں جب یہ بھی اچھی طرح جم جائے تب لا الہ کہتے وقت لا موجود الا اللہ کے تصور کے ساتھ ذکر کیا کریں۔ ذکر کے بعد بلکہ دورانِ ذکر میں بھی ہر کلمہ کی تعداد پوری کرنے کے بعد تھوڑی تھوڑی دیر کے لیے بیٹھئے اور یہ سمجھتے ہوئے کہ ”میرے شیخ میرے سامنے ہیں اور فیضِ الہی قلبِ مرشد سے میرے قلب پر وارد ہو رہا ہے۔“ مراقبہ کیجئے۔ اس خیال کو اس قدر بڑھائیے کہ معمولی اوقاتِ روزمرہ میں بھی ہر وقت صورتِ مرشد آنکھوں کے سامنے رہے۔ پھر اس حالت کو پہنچائیے کہ ہر آن و ہر لحظہ صورتِ مرشد دائیں جانب رہے یہاں تک کہ سالک کا وجود صورتِ مرشد میں گم ہو جائے اور فنا فی الشیخ کا لطف آئے۔ اس مقام سے ترقی انشاء ربی بہت جلد کہ مرشد کی صورت ”آئینہ رسول نما“ اس تصور سے مقام سے فنا فی الرسول حاصل اس کے بعد خود بخود مقامِ فنا فی اللہ پر عروج اور بقا باللہ کے درجہ پر فوز۔ وَهَذَا لَكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزَائِهِ (القرآن - ۱۴۰: ۲۰)

طریقِ دیگر

ذکرِ نفسی۔ ذکرِ پاسِ انفس۔

سانس کی دو صورتیں ہیں۔ ایک مرتبہ ہوا باہر آتی پھر باہر سے اندر جاتی ہے سانس کو ذکرِ الہی میں مصروف رکھنے کی متعدد شکلیں۔

صورتِ اول

جب سانس اندر سے باہر آئے تو محض تصور میں یہ سمجھئے کہ لا الہ کہتا ہوا آیا جب باہر سے اندر جائے تو تصور میں سمجھئے کہ اِلَّا اللہ کہتا ہوا گیا۔

جس کی خفیف ضرب کا اثر ایسی صورت میں کہ سانس میں کوئی تغیر نہ ہونے پائے قلب پر محسوس ہو یا اس کا عکس اس صورت میں کہ جب سانس اندر جائے تو لا الہ کہتا ہوا اور جب باہر آئے تو اِلَّا اللہ کہتے ہوئے۔

صورتِ دیگر

جب سانس اندر سے باہر آئے تو محض تصور سے یہ سمجھئے کہ اللہ کہتا ہوا آیا۔

جب باہر سے اندر جائے تو محض تصور سے یہ سمجھئے کہ اللہ کہتا ہوا جارہا ہے جس کی خفیف ضرب بغیر سانس میں تغیر آئے قلب

پر لگ رہی ہے اور ذوق و شوق بڑھا رہی ہے۔ ان دونوں طریقوں میں سے جسے چاہے اطمینان کے ساتھ با وضو و با طہارت رو بہ قبلہ چہار زانو یاد و زانو بیٹھ کر اچھی طرح جمائیے پھر چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے بلکہ لیٹے ہوئے بھی وضو بے وضو ہر حالت میں اس قدر جاری کیجئے کہ سوتے جاگتے کوئی دم یادِ خدا سے خالی نہ جانے پائے۔

ذکرِ حبسِ دم

ایسے وقت میں جبکہ نہ معدہ بالکل خالی ہو نہ بالکل پُر۔ ایسے مقام پر جہاں نہ تیز ہوا ہو نہ بالکل حبس، نہ زیادہ روشنی ہو۔ بلکہ تاریکی اولیٰ، فاتحہ و درود کے بعد سچے دل سے توبہ و استغفار کرتے ہوئے طہارتِ ظاہری و باطنی کے ساتھ دل کو نکلے راتِ ماسواہ و خیالاتِ این و آن سے حتی الوسع خالی کر کے اس طرح ذکر میں مشغول ہوں۔

محرابہ صغیر و کبیر

منہ بند کر کے زبان کو نالوے لگا کر سانس کو ناف کے پاس روکیے اور دل سے اسمِ ذاتِ اللہ کا ذکر پوری رعایت ملاحظہ و واسطہ و شد و مد و تحت و فوق کے ساتھ کیجئے۔ ایک سانس کے روکنے کی مدت میں جس قدر آسانی ہو سکے پھر آہستہ آہستہ سانس کو چھوڑ دیئے اور بتدریج ہر حبس میں تعداد ذکر کو بڑھائیے۔ تا آنکہ ایک حبس میں چالیس بار ہو جائے۔ (اس کو محرابہ صغیر کہتے ہیں) پھر چالیس کے عدد سے آگے جائیے۔ (اس کو محرابہ کبیر کہتے ہیں) یہاں تک کہ ایک دم میں ایک سو بیس مرتبہ پوری رعایتوں کے ساتھ ذکرِ اللہ ہو جائے اس کو مقامِ محویت کہتے ہیں۔ استغراق حاصل ہوتا ہے اور سلطانِ الاذکار طاری و ساری ہو جاتا ہے۔

طریقِ دیگر

منہ بند کر کے سانس کو ناف کے پاس جو محلِ نفس ہے۔ روک کے ناف سے لہ کو اٹھائیے اور خیال ہی خیال میں کھینچتے ہوئے دائیں شانہ تک لائیے وہاں سے اللہ کے ہمراہ کو اٹھا کر لہ کو کھینچ کر دماغ تک پہنچا کر ہر کو عرش تک لے جا کر وہاں سے الوارِ الہی کو لئے

لہ چشتیہ کے نزدیک ناف محلِ نفس ہے۔

ہوئے اِلَّا اللّٰہ کی ضرب قلب پر دیجئے۔ پوری رعایت ملاحظہ و واسطہ
و شد و مد و تحت و فوق کے ساتھ اول دم میں ایک بار کہئے پھر آہستہ
سے سانس چھوڑیئے اور زبان سے مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی
عَلِیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کہئے۔ دو ایک دن اسی کی مشق کیجئے ایک جلسہ میں اس قسم
کا جس دس بار کیا جائے۔ جب جم جائے تب تعداد بڑھائیئے کہ ایک
جس میں تین مرتبہ ہو دو تین دن بعد ایک جس میں پانچ بار کیجئے اسی
طرح مشق کرتے ہوئے بتدریج دوسرے تیسرے دن بڑھاتے رہیئے۔
مگر طاق عدد کا خیال رکھیئے۔ ایک جس میں تین بار مجموعی تعداد دس
مرتبہ کے جس میں تین ہو جائے گی اور پانچ بار ہوگا تو پچاس ہو جائیگی۔
یہاں تک تعداد ذکر کو بڑھائیئے کہ محویت و استغراق حاصل ہو جائے۔

○

ہدایت ضروری
دونوں طریقوں میں ذکر سے فارغ ہوتے
ہی فوراً ٹھنڈا پانی نہ پیجئے۔ ٹھنڈی
ہوا میں نہ نکل آئیے۔ پسینہ آجائے تو کپڑے نہ اتار ڈالیئے۔ یہ ظاہری
رعایتیں بھی ضروری ہیں۔

○

ہدایت خاص
ایک جلسہ میں ذکر چہر لسانی و ذکر خفی قلبی
کو ہرگز جمع نہ کریں۔ ورنہ سخت مضرت کا اندیشہ۔

محاسبہ

ارشاد خداوندی وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ اور حدیث
میں آیا ہے۔ حَاسِبُوا قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوا نظر بر آن سالک کو
چاہیئے کہ شبانہ روز کی ہر گھڑی و ہر ساعت جب ذکر و فکر یا دنیا
کے کام کاج سے فارغ ہو اپنے نفس کا حساب لے کہ کتنے منٹ
سیکند یا خدا میں گزرے اور کتنا وقت غفلت میں جس
قدر غفلت ہو اس پر توبہ کرے نادم ہو۔ جس قدر وقت یادِ الہی میں
رہا اس پر شکرِ خدا سبحان لائے کہ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ
اِلَّا بِاللّٰہِ۔ دن اور رات میں کم از کم دو بار ضرور محاسبہ کر لیا کرے۔
رات کا محاسبہ اشراق کے وظائف کے بعد اور دن کا محاسبہ مغرب
کے وظائف کے بعد۔

فکر

فکر کی دولت وہ زبردست نعمت ہے جس کے لئے ارشاد
نبوی تَفَكَّرُوا سَاعَةً حَیْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ سُنَّةٍ یعنی ایک گھڑی بھر کا فکر
سال بھر کی عبادت سے بہتر ہے اس تفکر سے مراد وہ غور و خوض ہے

۱۔ ہر شخص کو غور کرنا چاہیئے کہ اُس نے پہلے سے کیا بھیجا ہے۔ (القرآن - ۵۹: ۱۸)
۲۔ اس سے پہلے کہ تمہارا حساب کیا جائے خود حساب کرو۔ (الحجرت)
۳۔ ایک گھڑی کا فکر کرنا ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ (الحجرت)

جو اپنی ذات کے مختلف احوال طفولیت و بلوغ و کھولت و پیری، زمانہ میں نفس خبیث کے اغوائے جو معائب و سنہیات کبار و صغائر ظہور پذیر ہونے پر کیا جائے۔ یہ عام لوگوں کا "فکر" ہے۔ نیز ارشاد سرکار کہ تَفَكَّرُوا سَاعَةً خَيْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ سِتِّينَ سَنَةً یعنی ایک گھڑی بھر کا فکر ساٹھ برس کی عبادت سے بہتر ہے۔ یہ وہ غور و خوض ہے، جو شیطان کے شر اور نفس و ہوا کے وساوس پر کیا جائے۔ حرص و ہوا کے بندھنوں کا توڑنا اور نجات حاصل کرنا یقیناً ساٹھ برس کی عبادت سے بہتر نیز ارشاد سرکار تَفَكَّرُوا سَاعَةً خَيْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ الثَّقَلَيْنِ یعنی ایک گھڑی بھر کا فکر جن دُانس کی مشترکہ عبادت سے بہتر ہے۔ یہ "دل کو خطرات ماسویٰ اللہ سے قطعاً پاک رکھتا ہے۔" یقیناً ایسی ایک آن واحد جس میں ماسویٰ اللہ سے قطعاً انقطاع ہو۔ دنیا و مافیہا کی عبادت سے بہتر۔

مراقبات

مراقبہ کے معنی ہیں "منتظر ہونا اور نگہبانی کرنا" اصطلاح صوفیاء میں دل کی نگہبانی کرنے اور منتظر فیض الہی ہونے کو مراقبہ کہتے ہیں جب بفرمائی اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ ذکر کی قوت و برکت سے قلب کو طمانیت نصیب ہو۔ یا یوں کہہ دیجئے کہ ذکر کی مشق کرتے کرتے ایک سوئی پیدا ہونے لگے اور کسی ایک امر پر دھیان جم سکے اُس وقت مراقبہ کیا جائے۔ اسی حالت میں فکر کی حقیقی لذت سے بہرہ اندوز ہو سکتا ہے اور یہ تعمیل ارشاد ربّانی وَتَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ

وَالْاَرْضِ اِسی حالت میں سالکین طریقت تَفَكَّرُوا فِي الصِّفَاتِ فرماتے ہیں پس ذکر کے بعد اگر سالک میں صلاحیت خاص پیدا ہو گئی ہے تو جس آیت قرآن کریم کے معنی یا موجودات ارضی و سماوی میں سے جس چیز میں فکر کرے گا اور جس چیز کے لئے مراقب ہوگا۔ بِحَوْلِ اللّٰهِ وَقُوَّتِہَا اس کی حقیقت مکشوف ہوگی اور اُس کی کیفیات قلب پر وارد ہوں گی یہاں بعض مراقبات معمول مشائخ کی صورت پیش کی جاتی ہے تاکہ سالک کو طے سلوک میں آسانی ہو اور کیفیات کے اشارے کام میں مُمد بنیں۔

۱۔ مراقبہ احدیت

دل کو جملہ خطرات ماسویٰ سے علیحدہ کرتے ہوئے آنکھیں بند کر کے چہار زانو یا دو زانو زبان کوتالو سے لگا کر خاموش بیٹھے اور یہ سوچئے کہ میرا شیخ میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ اور فیض الہی اس کے قلب سے میرے قلب میں آتا ہے (اس مراقبہ کو حالت ذکر دوازہ تسبیح میں بھی ہر کلمہ کی تعداد پوری کرنے کے بعد تھوڑی تھوڑی دیر کے لئے کیا جاسکتا ہے) جتنی دیر دل لگے۔ اسی انداز سے مراقب رہے۔ اس کے بعد فاتحہ پڑھ کر دعا مانگیے جس کام میں چاہے مشغول ہو جائیے۔

۲۔ مراقبہ اسم ذات

بطریق معلومہ مراقبہ کیجئے اور مخروطی شکل والے قلب پر اسم مبارک کہ اللہ آپ زر سے لکھا ہوا تصور کیجئے اور اس امر پر اس قدر دھیان جمائیے کہ نورانی حروف تمام قلب کو منور کر دیں اور بتدریج الف کے صورت تحریر سے غائب یا نور ہی نور بن کر صرف ک باقی رہ جائے، یہ حلقہ بتدریج آہستہ آہستہ پیدا اور بڑا ہو کر ایک بڑا دائرہ بن جائے گا اس دائرہ سے نور ہی نور اس طرح پھیلے گا کہ تمام عوالم اس دائرہ کے انوار میں نمایاں اور مہر ہر ذرہ سالک کی نظر میں عیاں ہوگا۔

۳۔ مراقبہ آیات

۱۔ مراقبہ آیتہ اَلَمْ يَعْلَم بِاَنَّ اللّٰهَ یَرٰی کو مراقبہ علم دل بھی کہتے ہیں اسی مراقبہ سے ایسی حالت پیدا ہو جاتی ہے کہ حق تعالیٰ جلّٰلہ کو ظاہر و باطن اپنی تمام حرکات و سکنات پر مطلع جاننے کا یقین ہوتا اور منہیات شرعیہ سے خود بخود اجتناب پیدا ہو جاتا ہے۔

۲۔ مراقبہ آیتہ کَرِیْمٌ اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّکَ سے ایک عجیب کیفیت

وارد ہوتی ہے۔

او باہمہ در جمال چشم ہمہ کور او باہمہ در حدیث و گوش ہمہ کر

۱۔ کیا وہ نہیں جانتا کہ یقیناً اللہ دیکھتا ہے۔ (القرآن - ۳/۹۶)

۲۔ کیا تو اپنے رب کو نہیں دیکھتا۔ (القرآن - ۲۵/۲۵)

اس مقام پر یہ تصور جمائیے کہ میری ہستی اور تمام عوالم فانی یحییٰ وہی ذات باقی نہ مجھ میں اس میں کچھ حجاب، نہ کوئی پردہ نہ نقاب، اگر پردہ ہوتا "اَلَمْ تَرَ" نہ فرماتا۔

۱۔ دوست حجاب تو کسے نیست توئی

واندر رہ تو خار و خس نیست توئی

۳۔ مراقبہ اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَتَحْوَ وَجْہُ اللّٰہِ سے اور حجابات اٹھتے

ہیں اور یہ کیفیت وارد ہوتی ہے۔ جدھر دیکھتا ہے حق ہی حق نظر آتا ہے۔

۴۔ مراقبہ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِمْ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ وَتَحْتُ اَقْرَبُ

اِلَیْہِمْ مِنْکُمْ وَلَکِنْ لَا تُبْصِرُوْنَ میں، ان آیات کا مفہوم دل میں جم کر

یہ کیفیت وارد ہوتی ہے کہ میں اُس ذات کے ساتھ غایت قرب کے سبب

ادر اک سے قاصر ہوں۔ ورنہ ذات حق اس وجود میں ظاہر۔

۵۔ مراقبہ مَعٰفٰی و فِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ سے راز قرب اور

واضح ہونا اور پردہ غیب الغیب کے تجلیات ذات جلو نما ہو کر سالک

کو اپنے وجود اور اپنی حالت سے بے خبر بنا دیتی ہیں۔

۶۔ مراقبہ معیت بہ تصور معنی آیتہ وَہُوَ مَعَکُمْ اَیْمًا کُنْتُمْ

۱۔ جدھر نہ پھرو اُدھر ہی اللہ کا منہ ہے۔ (۲۱/۱۱۵) ۲۔ ہم اس سے اس کی شہ رگ

سے بھی زیادہ نزدیک ہیں۔ (۵۰/۱۱۶) ۳۔ ہم تو تم سے بہت ہی قریب ہیں کیا تم دیکھتے نہیں۔

(القرآن - ۵۶/۸۵) ۴۔ وہ تمہاری جانوں میں ہے پس کیا تم دیکھتے نہیں۔ (۵۶/۸۵)

۵۔ وہ تمہارے ساتھ تم جہاں کہیں بھی ہو۔ (القرآن - ۵۷/۴)

کیا جائے تاکہ رازِ محبت آشکار ہو اور اللہ مَعْنٰی کا تصور ایسا بندھ جائے کہ کوئی آن بھی اس حال سے اپنے آپ کو خالی نہ پائے۔ اسی حال میں فنا کا لحاظ ہو اور محبت طاری تو اسی کو مراقبہ فنا و مراقبہ توحید کہتے ہیں دریائے توحید میں غواصی کرتے ہوئے بقا کی منزل سامنے۔
وَمَا تَوْفِیقِیْ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ۔

طُرُقِ اذکارِ آخر سلاسلِ عالیہ چشتیہ و قادریہ

مُرْتَبَہ سلوک کی ایک ایک صورت تو آپ کے سامنے پیش ہو چکی اذکار کے بعض اور طریقہ جو سالک کی حالت کی مناسبت سے بعض اوقات تعلیم کئے جاتے ہیں۔ طالبین کی آسانی کے لئے تحریر میں آتے ہیں تاکہ وقت ضرورت کام دیں۔ یہ ایسے اذکار ہیں کہ بعض اوقات اس میں سے صرف ایک طریق ہی صفا و جلالت قلبی پیدا کرتے ہوئے تمام منازل کا طے کر دینے والا ہوتا ہے۔

لے اللہ میرے ساتھ ہے۔

۱۔ ذکرِ حدادی

فاتحہ و استغفار و کلمہ طیبہ پڑھنے کے بعد دونوں زانودن پر ہاتھ رکھ کر اس طرح کھڑے ہو جائیے جیسے لوہا رکھڑا ہوتا ہے اور کلمہ لا الہ الا اللہ کو بائیں طرف سے اٹھا کر دل پر کلمہ لا الہ الا اللہ کی ضرب پوری شدت و قوت کے ساتھ دیتے ہوئے۔ اس طرح بیٹھ جائیے۔ جیسے لوہا راہرن پر لوہا کاٹنے کے لئے ضرب لگاتے ہوئے بیٹھتا ہے۔ برابر لگاتار اسی طرح کھڑے ہوں اور بیٹھیں اور لا الہ الا اللہ کا مبارک ذکر کرتے ہوئے زنگ خوردہ معاصی سے آلودہ قلب پر ضربیں لگا کر زنگ ماسوی اللہ کو دور کرتے ہوئے آپ رحمتِ الہی سے ہوتے ہوئے الوارِ ربانی سے بجلی و منور بنائیں۔

دل بود مرآت وجہ ذوالجلال

در دل صافی نماید حق تعالیٰ

اس ذکر میں محنت و مشقت ظاہری بہت زیادہ ہے کمزور طبیعت کے سالکین اس کو نہ کریں۔ یہ ظاہر ہے کہ محنت و مشقت زیادہ۔ لہذا انفع جلد اور نسبت عجیب و غریب۔

۲۔ ذکر اور دو برد

ہر دس برس ملائے ہوئے چہار زانور و بقبلہ بیٹھے رگِ کیماس پائے چپ کو نر انگشت پائے راست سے دبا لیجئے۔ پھر اس طرح

ذکر کیجئے۔

جانب راست ہا کی ضرب دیجئے۔

جانب چپ ھو ”

سرنگون قلب پر ھی ”

یہ ایک ہائے ہویت کے معروضہ تعینات مختلف ہیں اور لاتین کو ہائے ہویت کہتے ہیں ھ حروف بسا ئط سے ہے۔ اشباع ضمہ سے واو پیدا ہوا۔ جو واجب الوجود کی طرف دال ہو مع شش مراتب واجب الوجود یعنی علم، نور، وجود، شہود، روح اور مثال۔

۳۔ ذکر مکاشفہ

چہار زانور و بقبلہ رگ کیما س کو پکڑ کر بیٹھئے اور یا ھو کہتے ہوئے زانور چپ سے گردش سر باز انوئے راست و کتف راست پر گزرتے ہوئے زانور چپ تک لی جائے۔ اسی طرح یا من ھو پھر یا من لا الہ الا ھو اسی طرح زانور چپ سے گردش سر باز انوئے راست پر لیتے ہوئے کتف راست پر تمام کر کے الا کو دماغ میں لے جا کر ھو کی تین ضربیں قلب پر دیجئے اس ذکر کی مشق سے کشف بڑھے گا بلید طبیعت بھی کھل جائے گی قبض اگر لاحق ہو گیا ہو تو بسط پیدا ہو جائے گا۔

۴۔ ذکر حیدری

حسب معمول چہار زانور بیٹھئے اللہ اکبر جانب راست اللہ اکبر

جانب چپ لا ناٹ سے اٹھا کر اللہ الا ھو کی تینوں ضربیں دماغ پر دیجئے الا اللہ کی ضرب قلب پر دیجئے واللہ اکبر دوش راست پر ضرب کیجئے۔ اللہ اکبر دوش چپ پر ضرب فرمائیے۔ واللہ الحمد کو دماغ پر ضرب دیجئے یہ ذکر عجب و کبیر و ریا کا بہترین علاج ہے اور مرتبہ فنا اس کے ذریعہ جلد حاصل۔

۵۔ ذکر آیتہ الکرسی

حسب معمول چہار زانور بیٹھ کر اللہ قلب پر ضرب دیجئے لا الہ الا ھو زانور چپ سے اٹھا کر زانورئے راست و کتف راست تک لا کر الا کو دماغ میں ضرب دیجئے۔ ھو قلب پر ضرب دیجئے الحی جانب راست ضرب دیجئے۔ اَلْقِیُومُ جانب چپ ضرب دیجئے۔ قلب جامد متحرک ہو اور ہر وقت ذکر جاری ہو جائے۔

۶۔ ذکر خواص

حسب معمول نشست ذکر کے مطابق بیٹھے اور دائیں بائیں آگے اور دل میں چاروں طرف لفظ "حق" کی ضربیں دیجئے اور یہ خیال جمائیے کہ آگے پیچھے دائیں بائیں اور میرے دل میں حق ہی حق ہے اس کے سوا کچھ نہیں۔

اس ذکر کو دوازدہ تسبیح کے ساتھ بھی ایک تسبیح یا زیادہ شامل کیا جاسکتا ہے۔ انشاء اللہ بہت جلد کشف و کار ہو ملاحظہ معنی شرط ہے۔

۷۔ ذکر کشفِ روح

سرکارِ دو عالم نبی مکرم و معظم حضرت محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم

بعد نماز عشاء صورت مثالیہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تصور کرتے ہوئے اول درود شریف چند بار پورے ادب و الحاح کے ساتھ عرض خدمت کریں۔ پھر اس انداز سے ذکر کریں۔

يَا أَحْمَدُ جانبِ راست ضرب دیں۔ يَا حَقَّادُ جانبِ چپ ضرب دیں۔ يَا رَسُولَ اللَّهِ قلب پر ضرب کریں جس قدر تعداد میں ہو سکے ذکر کرتے رہیں۔ جب کیفیت نوم طاری ہونے لگے صورت برزخ محمدیہ رُوبقبلہ ہو جائیں۔ اُمید کہ اگر سرکارِ کرم فرمائیں اپنا جمالِ انور خواب میں دکھائیں بلکہ اگر ذوق و شوق بڑھ جائے۔ اس ذکر میں بھی ایسی محویت طاری ہو جائے۔ کیا عجب کہ بین التوم والیقظہ اسی حالت میں پردہ اٹھائیں اور جمالِ انوار دکھائیں صلی اللہ تعالیٰ علی جمالہ الکریم و علی آلہ و صحبہ التسلیم۔

۸۔ ذکر اسمِ ذات چہار ضربی

منتقبل قبلہ نشست معہود پر بیٹھیں۔ اگر بزرگوں میں سے کامل بزرگ کی قبر پر حاضر ہوں تو اُسے یا قرآن عظیم کو سامنے رکھیں۔ چار ضربوں کے ساتھ

اس طرح ذکر اللہ اللہ اللہ کریں کہ پہلی ضرب بائیں جانب دوسری دائیں جانب تیسری قبر یا قرآن عظیم پر اور چوتھی قلب پر دیں اور ذکر میں دُوب جائیں۔

۹۔ کشفِ ملائکہ و ارواح

يَا رَبِّ يَا رُوحَ الْأَرْوَاحِ دل پر ضرب دیں۔
يَا رُوحُ يَا رُوحُ آسمان کی طرف ضرب دیں۔
سُبُّوحُ جانبِ راست
قُدُّوسُ جانبِ چپ
رَبَّنَا وَرَبَّ الْمَلَائِكَةِ آسمان کی طرف ضرب دیں۔
وَالرُّوحُ کو قلب پر ضرب دیں۔

اس طرح یہ ذکر (۱۱۱) بار کیا جائے۔ اگر روزانہ کیا جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ کشفِ ملائکہ و کشفِ ارواح جلد حاصل ہو۔ تاحصول مقصود برابر کئے جائیں۔

۱۰۔ کشفِ قبور

جب یکسوئی کی عادت بڑھ جائے۔ قلب میں چلا پیدا ہو جائے، تو کسی قبر کے پاس دوڑا تو بیٹھ کر پہلے فاتحہ پڑھ کر صاحبِ قبر کو ایصالِ ثواب کیجئے۔ اس کے بعد صاحبِ قبر کے مواجہہ میں بیٹھ کر اِکْشَافِیْ یَا نُورُ اپنے دل پر ضرب لگائیے عَنْ حَالِہِ قبر پر ضرب دیجئے۔ (۱۱۱) بار کرنا انشاء اللہ تعالیٰ

مفید مطلب ہوگا اور صاحبِ قبر کی حالت مکشوف ہو جائے گی اُن سے باتیں بھی ہوں فیض بھی ملے۔

۱۱۔ کشف ارواح

چہار زواجب معمول بیٹھے دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھ کر اول (۲۱) بار یا زبت کہیے۔ (دل پر ضرب دیتے ہوئے) پھر آسمان کی طرف یا رُوح اور دل پر یا رُوح الرُوح ضرب کرتے رہیے جس قدر ہو سکے اُس کے بعد مراقب ہو کر مطلوب کی روح کی طرف دھیان جمائیے۔ اُمید ہے کہ وہ ملائی ہو اور جو باتیں آپ کرنا چاہیں اس سے کر لیجئے۔ مگر یہ اسی وقت ہوگا کہ اول اور افکار کے ذریعہ یک سوئی کی عادت ہو چکی اور قلب جلا پا چکا ہو۔

بعض اشغالِ خاص

یا

مُشاہدے کے بعض طریقے !

شغل ہوا کسی خالی ہوا دار مکان میں یا یکہ و تنہا کسی جنگل میں بیٹھ کر دونوں آنکھیں اچھی طرح کھولیں اور ہوا میں نظر کو جمائیے اس طرح کہ پلک نہ جھپکے۔ بتدریج اس کی عادت ڈالیے آخر ہوا میں جو اسرار الہی پیدا ہو اور جو انوارِ خاص ہویدا ہیں۔ وہ قلب پر وارد ہوں گے اور حیرت طاری اس حال میں بعض اولیاء اللہ سالہا سال محو تماشا رہے۔

چشم بکشا کہ جلوہ دلدار	متعلی است بر در و دیوار
سرمہ گر ز نور بی تبصر	در کشی در دو چشم پر زنگار
شاہد لا الہ الا اللہ	پیش تو پردہ گیر داز رخسار

شغلِ آفتاب

وقت طلوع آفتاب بہتر یہ ہے کہ کسی ایسے مقام پر جہاں آفتاب افق سے نمودار ہوتا ہوا معلوم ہو۔ جرم آفتاب پر نظر جمائیے اسی طرح کہ پلک نہ جھپکنے پائے، نہ جسم آفتاب سے ہٹنے پائے جب تک نظر ٹھیر سکے ٹھیرائیے۔ تا آنکہ آنکھوں میں آنسو بھر آئیں اگر بے اختیار پلک جھپک جائے۔ پھر اُسی طرح جمائیے۔ یہاں تک کہ آفتاب کی روشنی تیز ہونے لگے اور نظر کا ٹھیرانا اس

پردشوار ہو جائے۔ اس وقت فوراً کسی تاریک حجرہ میں آئیے اور اسی قرص خورشید کا تصور اپنے قلب میں جمائیے اور اسی طرح منور تصور فرمائیے۔ جب آفتاب خط استواء پر پہنچے پھر چند لمحہ اس پر اسی طرح نظر جمائیے پھر حجرہ تاریک میں جائیے اور وہی تصور فرمائیے۔

وقت غروب پھر اسی طرح ملاحظہ فرمائیے اور اس کے بعد حجرہ تاریک میں بیٹھ کر اسی سورج کی صورت کو اپنے قلب میں پائیے چند روز کی مشق سے بحول اللہ وہ قوت وہ آفتاب قلب میں منور ہو کر زمین آسمان سورج اور چاند بلکہ تمام جہاں اس کے نور سے منور ہو جائیں گے اور مغیبات کے اسرار آنکھوں کے سامنے آئیں گے۔ یہاں ظاہر میں دھوکہ نہ کھائیں۔ اس کو آفتاب پرستی نہ ٹھہرائیں۔ یہ نظر باز سورج کی کرپا سے معاذ اللہ دل نہیں لگا رہا۔ بلکہ ایک عادت ڈالنے کے لئے نظر نور پر ٹھہرا رہا ہے تاکہ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ کا نور حقیقی جب جلوہ فرمائے تو چمکا چوند نہ ہو جائے۔

نقاب رخ سے اٹھار ہے ہیں جمالِ رعنا دکھا رہے ہیں وہ آج بے پردہ آر ہے ہیں ہمیں کو تاب نظر نہیں ہے حضرت شاہ بدیع الدین قطب مدار قدس سرہ العزیز نے اس مشاہدہ کے ذریعہ جن کوائف کا اور اک فرمایا اور شواہد قدرت کو جس انداز میں ملاحظہ کیا وہ اُن کے حالات سے ظاہر ان کا مقام وہ مقام عالی کہ شمس و قمر و نجوم و کوکب سب اس قطب مدار کے ہر چہار طرف سیارہ طواف کنان۔

شغلِ ماہتاب

ایام بیض کی راتوں یعنی تیرہ چودہ پندرہ تاریکوں کے ماہتاب پر نظر جمائیے۔ اسی طرح کہ پلک نہ بچکے جب تک ہو سکے اس شغل کو کیجئے جب تھک جائیے حجرہ تاریک میں آئیے اور اسی صورتِ ماہتاب کا تصور اپنے دل میں جمائیے۔ یہاں تک کہ نقطہ دلِ ماہتاب کامل بن کر تمام اسرارِ مغیبات کو مکشوف کر دے اور تمام عوالم کی سیر اس کے نور میں کرتے ہوئے انوارِ ذات کی صورت نظر آئے۔ اس عمل سے یہ ظاہری فائدہ بھی حاصل ہو جائے کہ بنیائی بھی کم نہ ہو اور آنکھیں دُکھنے بھی نہ پائیں۔

سلوکِ طریقت

و احکامِ شریعت

عقلائے دہراپنے ذہنی و عقلی و خیالی مفروضہ مجسمہ کو سامنے لائیں اور اُس خیالی تصویر سے دل لگائیں۔ وہم پرست مادیات میں آلودہ اپنے ہاتھوں کی بنائی پتھر کی مورتوں یا آب و آتش کے سیال و مشتعل وجودوں سے دل بہلائیں مگر مدرسہ حقیقت کے سمجھدار متعلیمین کو سزاوار نہیں کہ چھوٹی چھوٹی چیزوں پر یکھیں مخلوق کو خالق سمجھیں۔ مملوک کو مالک جانیں اُن کا کام

یہ ہے کہ اس غیبِ مرامِ ہستی پر کہا "هُوَ هُوَ" ایمان لائیں وہ کیا ہے؟ کیسا ہے؟ جب حقیقت بیدار ہوگی سمجھ لیں گے۔ اس کے دربار میں بار پائیں گے تب وہ جو بلوائے گا بولیں گے جو وہ سمجھائے گا سمجھیں گے اَلَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ کے یہی معنی یعنی صرف یہ اعتقاد کہ "ہے" اور کون کے جواب میں فقط "ہو" یہ ہے ان کی ابجد جس کو لا الہ الا اللہ کہلو اتے ہوئے پڑھایا جا رہا ہے درس گاہ میں قدم رکھا ہے۔ شانِ مُتَعَلِّی یہ ہے کہ آدابِ بجالائے معلمِ صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے زانوئے ادب تکررتے ہوئے مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کہہ کر اپنی غلامی اور اس سرکارِ اعظم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے واسطہ فیض و رابطہ حقیقی ہونے کا اقرار کرے۔ کوچہٗ عشق و محبت میں قدم رکھا ہے۔ عاشق کی پہلی بسم اللہ ہے نقد جان و مال معشوق کے دربار میں نثار کرنا۔ اسی لئے — وَیَقِیْمُونَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰہُمْ یُنْفِقُوْنَ — سے ان عشاقِ جان باز کی کیفیات کا اظہار جمینِ نیاز مالکِ کار ساز کے سامنے جھک رہی ہے قیام، رکوع، وسجود، وقعود آدابِ دربارِ شایانہ ہیں۔ جس کی صورتِ نماز میں پیدا؛ ذوقِ محبت و جذبہٗ عشق میں وارفتہ ہو کر کھانے پینے اور لذتِ نفسانی سے محترزہ کر درجائے قرب طے کرتے ہیں۔ اس کی کیفیتِ رمضان کے روزہ میں ہویدا۔ مال اس کے نام پر فدا، غریب و مساکین پر تقسیم جس سے فریضہٗ زکوٰۃ ادا، عاشق کی البیلی شان اسی طرح

۱۔ جو لوگ غیب پر ایمان رکھتے ہیں۔ (القرآن - ۲: ۳)

۲۔ اور قائم رکھتے ہیں نماز کو اور جو ہم نے روزی دی ہے ان کو اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ (القرآن - ۲: ۳)

نمایاں کہ نہ بننے کا ہوش نہ بناؤ سنگھار کا دھیان، ایک چادر اوڑھے اور ایک چادر باندھے کبھی کعبہ کے گرد پروانہ کی طرح نثار ہوتا ہے کہ یہاں معشوق نے دیدار کا وعدہ کیا ہے۔ کبھی صفا و مروا میں دوڑ رہا ہے کہ محبوب نے ان گلیوں میں بھی جلوہ دکھایا ہے۔ کبھی عرفات کے میدان میں لبیک لبیک پرکار رہا ہے کہ پیارے معشوق کے جلوے عشاق نے ان گٹھائیوں میں بھی دیکھے ہیں۔ عشق و محبت کے ارادہ کی تکمیل اس حج سے ظاہر اسی لئے شہادتِ کلمہ و نماز و روزہ و زکوٰۃ و حج یہ پانچ باتیں اس مبارک طریق کا اصولِ اساسی اور اس مبارک مدرسہٗ عشق و محبت کے مضبوط ستون زبان اس مبارک حکم سے آراستہ جسم ان چاروں ارکان کے مبارک لباس سے پیراستہ مَّا اَنۡتُمْ اِلَّا رُسُلُ اللّٰہِ فَاخۡذُوۡہُ وَاَمَّا نَہُکُمۡ عَنْہُ فَاَنۡتُمْ ہُوۡا کا الہامی بیان ان کی حیات کے ہر شعبہ پر اسی طرح رنگ جمائے ہوئے کہ ہر حرکت ہر سکون ہر قول ہر فعل محبوب کے محبوب نمونہ کے سانچے میں ڈھلا ہوا۔ اب درس و تدریس کا دروازہ کھلتا ہے۔ معانی و بیان کے انکشاف کا وقت آتا ہے۔ اس جمال کے معائنہ کے لئے خاص آنکھیں درکار ہیں اور ان مطالب کے ادراک کے لئے ایک خاص مدرسہ کی ضرورت، ہمتِ مردانہ کو کام میں لائیے اور استقامت کے ساتھ قدم بڑھائیے اور مطالعہ فرمائیے کہ وہ آنکھیں کون سی آنکھیں ہیں اور وہ مدرسہ کون سی مدرسہ صدرِ اول میں ایک نگاہ پر انوارِ سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

۱۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جو کچھ تمہارے پاس لائیں اُسے لو اور جس چیز سے منع کریں اُس سے باز رہو۔ (القرآن - ۵۹: ۷)

خاص ان آنکھوں کو منور اور اس خاص مدرکہ کو بیدار فرماتی ہے۔ دولت دیدار سرکار سے مشرف ہونے والے صحابہ آن کی آن اور لحظہ کے لحظہ میں فائز المرام اور دولت وصال سے شاد کام ہوتے ہیں۔ آج بھی ان کی نسبت تو وہی قائم مگر حجاب ہیں، عالم کی نظر کے سامنے نکل رات ہیں دنیا کے آئینہ خیال میں زنگ ہے روابط دنیوی میں مربوط انسانوں کے قلب پر ہے۔

اپنے آئینہ دل میں جو صفائی ہوتی
شکل محبوب الہی نظر آئی ہوتی

لہذا اس کی صفائی کی ضرورت، ورنہ اس مالک کی شان تو یہ ہے اِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ۔ انہی نکل رات کو ہٹانے، حجابات کو اٹھانے اور زنگ معاصی کے پھڑانے کے یہ تمام طرق ہیں جو آپ نے ابواب سابقہ میں ملاحظہ فرمائے۔ مگر بعض افراد اپنے نزدیک ایک بہت زبردست اعتراض کی شکل میں یہ شبہ پیش کر دیا کرتے ہیں کہ افکار و اشغال کے یہ طریقے تو ایجاد ہیں۔ نہ زمانہ نبوت میں ان کا سراغ نہ صحابہ و تابعین کے دور میں ان کا وجود۔ یہ شبہ محض نادان قفیت و لاعلمی کے سبب پیدا ہوتا ہے کہ نہ ہمارے ان شبہ کرنے والے عزیزوں کو ان اذکار کی حقیقت کا علم نہ اسلام کی

لے جب آپ سے میرا کوئی بندہ میرے متعلق پوچھے تو آپ فرمائیے کہ میں قریب ہوں پیکار نے والے کی آواز کو سنتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ (القرآن - ۱۸۶: ۲۰)

حقیقی تعلیقات کی خبر اس مقام پر ہم چند باتوں کا اظہار ضروری خیال کرتے ہیں تاکہ ان شبہات کا سد باب ہو سکے۔ اگر یہ امر کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روحی فداہ کے زمانہ میں ان طرق کا رواج نہ تھا۔ صحیح مان بھی لیا جائے تو آپ دن رات دیکھتے ہیں کہ اُن دیہات میں جہاں کوئی ماہر فن جراحی موجود نہیں کسی ذنب یا پھوڑے سے مواد خارج کرنے اور پھر زخم کے اندمال کے لئے ادویہ کا استعمال کیا جائے گا۔ پلٹس باندھی جائے گی۔ ہاں اگر کسی شہر میں کوئی قابلِ سرجن موجود ہو تو اس قدر شفقت کی ضرورت نہیں۔ وہ ایک آن واحد میں عمل جراحی (اپریشن) کرے گا اور تھوڑی مدت میں سب کام درست ہو جائے گا۔ مدتوں کا مریض کم زور عرصہ تک اطباء کے زیرِ مشق رہے۔ مگر ایک تجربہ کار ماہر فن طب کسیر کی ایک ذرا سی پڑیا میں ایک عرصہ کے مفلوج وجود کو کندن بنا دیتا ہے۔ اسی مثال سے قیاس فرمائیے کہ دور اول میں نظرِ کیمیا اثر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم آن واحد میں آلودگی نکل رات ماسومی اللہ سے قلب کو پاک کرنے والی اور اپنی قوت باطنی سے روح کو درست حالت میں لانے والی ہوتی۔ اُس دور میں ہماری ظاہری آنکھیں اُس جمال پر الوار کے دیدار سے محروم ہیں۔ ہمیں اُن اصولوں پر غور کرنا ہے، جو ہمارے علاج اور تغذیہ کے لئے سرکار نے بتائے اور اُس پلٹس کو استعمال کرنا ہے، جو مواد کو پکائے۔ اور قابلِ اخراج بنائے۔ اندرونی علاج کرنا ہے۔ اس مادہ فاسد کا جو ہماری صحت روحانی کا سب سے بڑا دشمن ہے یعنی نفیس اَمَّارَہ جس کے لئے قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔ (اِنَّ النَّفْسَ لَآهْمَارَةً

بِالشُّوْبَةِ نَفْسٍ تَوْبَرَأَىٰ إِلَىٰ حَاكِمٍ دِينِهِ وَالْأَمْرَ سَرَّكَارٍ دُوْعَالِمْ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّم کا ارشاد: اَعْدَىٰ عَدُوْكَ نَفْسُكَ الَّتِیْ بَیْنَ جَنْبَیْكَ۔ تیرا سب سے بڑا دشمن تیرا نفس ہے جو جنبین کے درمیان ہے۔ پھر علاج کرتا ہے اس بے پروائی سرد گرم حملہ کا جو شیطان کی صورت میں رونما ہو جس کے لئے ارشاد خداوندی: اِنَّ الشَّیْطَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ۔ یقیناً شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے اور الشَّیْطَانُ یَعِدُّكُمْ الْفَقْرَ وَیَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ (شیطان تمہیں فقر کی طرف بلاتا ہے اور یہ ہودہ باتوں کا حکم دیتا ہے)۔ پس ان دونوں امراض کا علاج وہی اصول علاج بالصّد کے مطابق ملاحظہ فرمائیے۔ دشمن اول کے مقابلہ کے لئے ارشاد خالقو الهوی (الحديث)۔ مخالفت کرو خواہشوں کی (دوسرے کے لئے حکم کہ لَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّیْطَانِ۔ یہ شیطانی خطروں کی پیروی نہ کرو اسہال کی تدابیر و اخراج مادہ کا طریق صورت توبہ میں موجود ہے وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا) استغفار کی حقیقت التوبۃ الندم (توبہ شرمندگی کا نام ہے) سے ظاہر تھی۔ اب رہیں اغذیہ ان کے لئے ارشاد اور نہایت روشن ارشاد کہ دل کا چین اور قلب کی راحت اللہ کے ذکر میں ہے۔ اَلَا یَسْنُوْا کَرَّ اللّٰهِ اَطْمَئِنَّ الْقُلُوْبُ۔ دل اللہ ہی کے ذکر سے آرام پاتے ہیں۔ دل کے چین اور اطمینان پر تمام امور موقوف اس لئے کہ وہ

وجود کی جزا اور تمام جوارح اسی سے متعلق۔ اسی لئے دل کو یہ غذا پہنچانے کے لئے تاکید پر تاکید کہیں ارشاد کہ فَادْكُرُوْنِیْ اَذْكُرْكُمْ تَمِّمِرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا۔ کہیں یہ حکم کہ وَادْكُرْ رَبَّكَ كَثِیْرًا وَسَبِّحْ بِالْعَشِیِّ وَالْاَبْكَارِ کثرت کے ساتھ اپنے رب کا ذکر کرو اور شام سویرے اسی کی پاکی بیان کرو تحریر کے لئے حدیث میں یوں فرمایا گیا کہ لَا یَقْعُدُ قَوْمٌ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا حَقَّقَتْهُمُ الْمَلَآئِکَةُ وَغَشَّیَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَیْهِمُ السَّكِیْنَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِیْ مَنْ عِنْدَهُ۔ (الحديث)۔ جو لوگ اللہ کا ذکر کرنے بیٹھتے ہیں۔ فرشتے انہیں ڈھانپ لیتے ہیں۔ رحمت ان پر چھا جاتی ہے سکینہ و اطمینان انہیں حاصل ہوتا ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ ان کو اس مجمع میں یاد کرتا ہے جو (اس کے مقربین کا) اس کی بارگاہ میں ہے۔ پھر تہدید کے لئے قرآن کریم آیا۔ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ فَاِنَّ لَہٗ مَعِیْشَةً ضَنْکًا وَنَحْشُرْہٗ یَوْمَ الْقِیَمَةِ اَعْمٰی۔ جس کسی نے ہمارے ذکر سے روگردانی کی اس کے لئے تنگ روزی ہے اور قیامت کے دن ہم اسے اندھا اٹھائیں گے۔ پر حدیث صحیح میں یہ بھی بتا دیا گیا کہ افضل الذکر لا الہ الا اللہ اسی ذکر لا الہ الا اللہ کے یہ مختلف طریقے ہیں جو آپ نے ملاحظہ فرمائے تاکہ روح قلب کو ان کے ذریعے ایسی قوت حاصل ہو جائے کہ وہ آرام پاسکیں چین حاصل کرسکیں اور قوت دافعہ اس قدر بڑھ جائے کہ مادہ فاسدہ یعنی

نفسِ امارہ و حملہ بیرونی یعنی شیطان و ابلیس کے شرور سے محفوظ ہو جائیں۔
 جہاد کی فرضیت و ضرورت میں کس کو انکار، مقصود اصلی مقابلہ
 کفارِ مسلم، اس کے لئے سامان کی حاجت تسلیم۔ زمانہ سرکارِ صلی اللہ
 علیہ وسلم میں تیر و تلوار و نیزہ کمان کے ذریعہ مقابلہ کفار کیا جاتا، آج
 اگر توپ و بندوق، ہوائی جہاز، بم کے گولے یا سمندروں میں تارپیڈو
 وغیرہ جہاد کے وقت استعمال میں لائے جائیں تو کیا اس کو یہ کہہ کر چھوڑا
 جاسکتا ہے کہ سرکار کے زمانہ میں یہ آلات نہ تھے علیٰ ہذا ایمانی قوت
 رکھنے والے سرکار کے فیض صحبت سے پلنے والے صحابہ کو نہ پریڈ کی
 ضرورت تھی، نہ قواعد کی حاجت نہ نشانہ بازی کا باقاعدہ انتظام آج
 اگر باقاعدہ بہ تعین اوقات قواعد و پریڈ کے لئے اہتمام کیا جائے
 اور جدید اصول حرب استعمال میں لائے جائیں تو کیا ان کو یہ کہہ کر رد کیا
 جاسکتا ہے کہ قرون سابقہ میں ان کا وجود نہ تھا۔ شاید ہی کوئی بے عقل ایسا
 ہو، جو ایسی رکبک بات اپنے ذہن میں بھی لائے۔ پس اسی پر قیاس کر لیجئے
 کہ یہ جتنے طرق ہیں ہر زمانہ کے مطابق اعداد کی سرکوبی کے لئے اختیار
 کئے جا رہے ہیں۔ جس کی تعلیم خود سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے دی۔ وہاں
 تو آلات حرب کی صورت اور جنگ کا طریق ہی بالکل بدلا ہوا نظر آتا ہے
 لیکن یہاں نہ آلات میں تغیر، نہ طریق جدال میں تفاوت، اصل وہی تعلیمات
 ہیں طریق ادا ہر متعلم کی استعداد کے مطابق جدا جدا تعلیم کیا گیا۔ معہ
 کو غذا پہونچانا۔ کھانا کھانا فرائض حیات میں داخل اس کھانے کے
 متعلق حلال و حرام کو دلائل قرآن عظیم و احادیث رسول کریم علیہ الصلوٰۃ

والتسلیم نے واضح کر دیا۔ گائے کا گوشت حلال اور مقوی، انڈا، مکھن،
 دودھ، دہی ساری غذائیں اچھی ہی اچھی اسی طرح پھل پھلواری، دال
 ترکاری۔ اجمال یا تفصیل سے بہر صورت کسی نہ کسی طرح ہر شے کے
 متعلق حکم بتا دیا گیا اور پھر جس کی حرمت ثابت نہ ہو اس کے لئے
 أَصْلُ الشَّيْءِ فِي كُلِّ أَمْرٍ رِبَاحَةٌ کا کلیہ فقہانے ترتیب دیدیا۔ گوشت
 حضور النور نے بھی کھایا۔ صحابہ نے بھی تناول فرمایا تا بعین و تبع تابعین
 سبھی نے نوش جان کیا۔ مگر کس طرح؟ کیا ہماری طرح کوٹ کر مصالحہ
 ملا کر کباب سبج بنا کر یا مرغ و مچرب قلیا قورما، سوپ بخنی بنا کر یا
 یونہی بڑے بڑے ٹکڑے آگ پر گرم فرما کر؟ آج اگر گوشت کو ان
 ترکیبوں سے پکایا جائے تو کیا کوئی سمجھ دار اس پر یہ اعتراض کر سکتا
 ہے کہ کھانے کا یہ طریقہ بدعت یا خارج از اباحت، ہاں جو کہے گا
 یوں ہی کہے گا کہ گوشت کھانا سنت، دست کا گوشت اور بھی زائد
 قابلِ رغبت اس لئے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 کو اس سے خاص الفت، اسی طرح اس باب میں بھی تصور فرمایئے
 کہ ذکر نفی اثبات یا اسم ذات ہی ہے نہ کہ کچھ اور اس کا ورد کرنا ہر مومن
 و مسلم کا کام۔ ہاں ورد کا کیا عنوان، یہ ہر ایک شخص اپنی آسانی اور ضرورت
 کے مطابق خود غور کر لے کہ کس طرح میرے لئے زیادہ نافع ہوگا اور
 اس روحانی غذا کو کس طرح کس مصالحہ کے ساتھ بنا کر میں زیادہ
 لذت یاب ہو سکتا ہوں۔ خود نہ غور کر کے دوسروں سے مشورہ کر کے
 کہ کھانا پکانے کے مت نئے طریقہ روز بروز یونہی نکلتے رہتے ہیں۔ ایک

اصول یہیں سمجھ لیجئے اور یاد رکھیے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہر جزئیہ میں کام دے گا کہ ذکر الہی کا داخل دیں ہو نا تو ثابت اب اگر ان طریقوں میں سے کسی طریق پر کسی صاحب کو اعتراض ہو تو وہ براہ کرم اس کے حرام مکروہ تحریمی یا مکروہ تنزیہی ہونے کے لئے کوئی دلیل شرعی یہاں فرمادیں۔ اگر ان تینوں باتوں میں سے کسی کے لئے بھی دلیل نہ ہو (اور یقیناً نہیں ہے) تو امر مباح اپنی اباحت پر قائم، چوں کہ یہ ذکر اللہ اس کا مستحب سنت ہو نا ظاہر و باہر۔ قرآن عظیم مُنَزَّلٌ مِنَ اللَّهِ اور اس کا پڑھنا اور جاننا ہر مسلمان پر واجب، اس کے پڑھانے کے لئے دن رات ہم اپنی ضرورتوں کے مطابق نئے نئے قاعدے بناتے ہیں۔ اسی کے لئے سمجھانے کے لئے صرف دُخو اسی کے حقائق تک رسائی کے لئے معانی و بیان، پھر مخالفین قرآن کے اعتراضات کے دفاع کے لئے معقول و فلسفہ، بنظر غور دیکھا جائے تو یہ سب تعلیمات اسی لئے ہیں کہ خدا کا کلام سمجھنے کی قابلیت پیدا ہو جائے۔ اس طرح اصل مقصود ہے کہ بندہ اپنی شان بندگی کا لحاظ رکھتے ہوئے اس معبود حقیقی کے دربار میں سر نیاز جھکائے اور جس عبادت کا وہ مالک حقیقی مستحق ہے نیز جس انداز عبادت کو بجالانے کا یہ بندہ بشان عبدیت مکلف، وہ عبادت حضور قلب کے ساتھ بجالائے۔ تاکہ اس کے دربار میں قرب و وصول کی نعمت سے مالا مال ہو کر عرفان کے منازل طے کرتے ہوئے اس رب کو جانے اور اسے پہچانے اس عبادت کا بہترین طریق بلکہ واحد انداز بصورت فرض بندہ کے ذمہ نماز کی شکل میں عاید کیا جاتا ہے اور اسی نماز کو منازل عرفان کی معراج کمال بتایا جاتا ہے۔

سلوک الصلوٰۃ

نماز کی اہمیت یہ فرماتے ہوئے جتنی جارہی ہے کہ:
 الصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّینِ مَنْ اَقَامَهَا فَقَدْ اَقَامَ الدِّیْنَ وَ مَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ هَدَرَ الدِّیْنَ۔ نماز دین کا ستون ہے، جس نے اسے قائم کیا۔ (یعنی وقت پر ادا کیا) اس نے اپنے دین کو قائم کیا اور جس نے اس کو ترک کیا دین کی عمارت کو ڈھادیا۔ کہیں ارشاد ہوتا ہے کہ اَلْفَرْقُ بَيْنَ الْعَبْدِ وَالْكَفْرِ الصَّلٰوۃُ بندہ اور کافر پہرے ہوئے میں فرق نماز ہی سے ہے کہ جو اپنے آپ کو خدا کا بندہ سمجھتا ہے جبین نیاز مالک بے نیاز کی بارگاہ میں جھکاتا ہے، جو سرکشی کرتا ہے کافر (پہرا ہوا) کہلاتا ہے۔ بے شک نماز ہی وہ بہترین عبادت ہے، جو بندہ کو مولے سے ملنے کا راستہ بتائے اور قرب کے منازل طے کرائے کہ الصَّلٰوۃُ مَعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ نماز ایمان والوں کی معراج ہے۔ خواہ اُسے یوں سمجھ لیجئے کہ جس طرح کِبْلَۃُ الْمَعْرَاجِ میں صاحب معراج رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جمال الہی بے پردہ و بے حجاب ملاحظہ فرمایا۔ اسی طرح بندہ چشم بصیرت و نظر قلبی سے حالت نماز میں تجلیات الہیہ کا معائنہ کرتا ہے۔

اسی لئے ارشاد ہوتا ہے کہ وَاعْبُدْ رَبَّكَ کَاَنَّكَ تَرَاهُ۔ اپنے رب کی عبادت اس طرح کرو گویا اس رب کو دیکھ رہے ہو۔ قرآن عظیم

نے اسی کیفیت کی طرف اَلَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ (۲۳: ۲) (وہ جو اپنی نمازوں میں خشوع کرتے ہیں) کہتے ہوئے اشارہ کیا۔ پس غور طلب یہ امر ہے کہ یہ کیفیت خشوع و خضوع اور یہ حضوری جس کی یہاں تک تاکید کہ لَا صَلَوةَ إِلَّا بِمَحْضُورِ الْقَلْبِ۔ کیوں کر میسر آئے اور وَعَبْدُ رَبِّكَ كَأَنَّكَ شَآءَ۔ (اپنے رب کی عبادت اس طرح کر گویا تو اسے دیکھ رہا ہے) کی صورت کس طرح جلوہ دکھائے۔ ظاہر ہے کہ جب تک آئینہ قلب تکدرات ماسوی اللہ میں آلودہ ہے اور خس و خاشاک تخیلات و اہیمہ سے ملوث تجلیات الہیہ اس میں کیوں کر جلوہ نما ہوں آج آلودہ زنگ خوردہ آئینہ آفتاب کی ایک کرن کار و نما بھی نہیں ہو سکتا تو زنگ آلودہ قلب کیوں کر اس آفتاب حقیقت کے پرتو سے منور ہو سکتا ہے۔

زد تو زنگار از رُخ او پاک کن

بعد از آن آن نور را اور اک کن

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا ذکر پاس انفس کی کیفیت میں ہو یا جلی و خفی کی شکل میں، اسی خس و خاشاک کے دور کرنے کے لئے کیا جاتا ہے اور چشتیہ و قادریہ و سہروردیہ و نقشبندیہ اذکار کی وہ تمام مشقیں اسی زنگ معاصی کے اثر کو زایل کرنے کے لئے کی جاتی ہیں۔

لہ بغیر دل لگائے نماز ہوتی ہی نہیں۔ (حدیث)

رکھ اپنا وردِ لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

ہے زنگ دل کی جلا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

مراقبات میں یکسوئی کی مشق اسی لئے بڑھائی جاتی ہے کہ قلب و روح لطیف نماز سے بہرہ اندوز ہونے کے قابل بن جائیں اس وقت نماز حقیقی نماز ہو جائے گی۔ اسی لئے اس تزکیہ و تصفیہ کے طریق پر عمل کرنے والے تصوف کی اصل اسی مبارک حدیث میں بتا رہے ہیں جو احسان کی تعریف اَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَأَنَّكَ شَآءَ سے کر رہی ہے بے شک جب آئینہ قلب کو اس طرح مجلی و مصفی بنا کر پوری یکسوئی کے ساتھ اس معراج صلوٰۃ پر گامزن ہوں، تو عروج یقینی و وصول قطعی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ یہی وجہ ہے کہ حقیقی و واقعی نماز کے ادا کرنے والے یقیناً اس نماز ہی کے ذریعہ تمام مدارج طے فرماتے اور منزل مقصود تک رسائی پاتے ہیں۔ یہ مسلم ہے کہ نماز کے لئے طہارت شرط، اور بدن کا نجاست سے پاک ہونا لازماً ضروری نجاست کی دو قسمیں فقہ میں بیان کی گئیں۔ اول نجاست حقیقی جیسے پیشاب پاخانہ شراب وغیرہ۔ دوم نجاست حکمی جیسے جنابت یا حدث جس طرح نظر ظاہر میں نجاست حقیقی کو دیکھتی ہے اور دُور کرنا ضروری سمجھتی ہے اسی نظر شریعت میں، نجاست حکمی کو ملاحظہ کرتی اور غسل و وضو سے دُور کرنا ضروری سمجھتی ہے یہی غسل و وضو بے شک بدن کو ظاہری میل کچیل سے پاک بناتا اور نجاست حکمی کو دُور کرتا ہے۔ نظر حقیقت بین معاصی کی نجاست کی طرف جاتی ہے اور بغوائل ارشاد سرکار

دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کہ وضو میں ہاتھوں کا دھونا۔ ہاتھوں کو گناہوں کے پاک بنانا ہے۔ چہرہ پر پانی کا بہانا چہرہ کے صغیرہ گناہوں کو دھوتا ہے۔
 وعلیٰ بذالقیاس۔ پھر آخر میں اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ السَّوَابِيْن کہنے والا
 بندہ تمام کبیرہ گناہوں سے بریت کا اظہار کرتا ہے۔ اسی غسل و وضو کی
 معنوی کیفیات وہ تمام طرق توبہ و اذکار و اشغال عالم ناسوت ہیں، جو
 حقیقی نماز پڑھنے کا طالب لذت نماز سے فیض یاب ہونے کے لئے
 عمل میں لاتا ہے۔ اب عالم ناسوت سے سیر ملکوت کی طرف اٹھتا ہے
 اور بغوائل و مَفْتَاحِ الصَّلٰوةِ الطَّهْوَرُ وَ تَحْرِيمُهَا الشَّكْبِيْرُ وَ
 تَحْلِيْلُهَا التَّسْلِيْمُ۔ قلب کو ماسوئی اللہ سے پاک بنا کر حرم صلوة میں
 داخل ہونے والا اللہ اکبر کہہ کر دروازہ ناسوت کو بند کرتا اور ملکوتی شان
 اپنے اندر پیدا کرتا ہے ملائک کی شان ہے۔ یُسَبِّحُوْنَ الذِّیْلَ وَ
 التَّهَارَاتِزُ وَ یَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ رات دن اللہ کی تسبیح کریں اور
 وہی کریں، جو حکم پائیں۔ سب سے پہلے تسبیح و تہلیل سے افتتاح کرتا ہے۔

لہ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا توضاء
 العبد المسلم والمومن فغسل وجهہ خرج من وجهہ کل خطیئۃ
 نظر الیہا بعینہ مع الماء او مع اخر قطر الماء فاذا غسل یدیه خرج
 من یدیه کل خطیئۃ کان بطشہا یداہ مع اخر قطر الماء فاذا غسل
 رجلہ خرج کل خطیئۃ مشتہار رجلہ مع الماء او مع اخر قطر الماء حتی
 ینخرج فقیما من الذنوب۔ (مسلم شریف)

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ وَ تَبَارَكَ اسْمُكَ وَ تَعَالٰی جَدُّكَ
 وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ۔

سرکش شیطان سے پناہ مانگتے ہوئے خدا کا نام لے کر اسی کی زبان
 میں حمد باری تعالیٰ بجالاتا ہے۔ اُس مالک کی شان بندہ نوازی کہ جو شرف
 ہم کلامی شہانہ روز تسبیح و تہلیل میں مشغول رہنے والے ملائکہ کو حاصل ہو۔
 وہ آلودہ معاصی بندہ جو ابھی ابھی توبہ کے پانی سے طہارت حاصل کرتے
 ہوئے حاضر دربار ہوا ہے اسی مرتبہ پر فائز فرمایا جاتا ہے۔

دریائے رحمت جوش زن ہے۔ بندہ نے عرض کیا۔ اَلْحَمْدُ
 لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ادھر سے ارشاد ہوتا ہے۔ حَمْدُنِیْ عَبْدِیْ میرے
 بندہ نے میری تعریف بیان کی۔ بندہ عرض کرتا ہے۔ اَلرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ
 ادھر سے ارشاد ہوتا ہے مَجْدُنِیْ عَبْدِیْ بندہ عرض کرتا ہے۔ مَلٰئِکَ
 کَیْوٰہ الدِّیْنِ ادھر سے ارشاد ہوتا ہے اَسْتَغْفِرُکَ عَبْدِیْ۔ بندہ اپنی صحیح
 حالت کا بیان اس طرح کرتا ہے اور اپنا رابطہ اس مالک کے ساتھ اس
 طرح جتا ہے اِیَّاكَ تَعْبُدُ وَاِیَّاكَ تَسْتَغِیْبُ۔ یعنی میں نے تمام ماسوئی
 اللہ کو چھوڑا۔ سب جہان سے منہ موڑا۔ میں تیرا بندہ تو میرا معبود، نہ کسی سے
 یہ رشتہ عبدیت، نہ کسی سے طلب و استعانت، تیری ہی عبادت کرتے
 ہیں اور تجھی کے مدد چاہتے ہیں اس جاذبہ کا سامنے آنا ہے اور اس کمال طلب
 کا پیش کیا جانا کہ ادھر سے دریائے محبت کی موجیں بڑھ کر استقبال کرتی
 ہیں اور بغایت جو دو کرم ارشاد ہوتا ہے هٰذَا بَیْنِيْ وَبَیْنِكَ عَبْدِیْ
 وَلِعَبْدِیْ مَا سَأَلَ۔ یہ میرے اور میرے بندہ کے درمیان راز و نیاز

کی بات ہے کہ اُس نے سارے عالم سے رُود گردانی کر کے میری چوکھٹ کو تھما اور یہاں سرنیا ز کو جھکایا ہے۔ پس میرے بندے کے لئے ہے جو چاہے وہ مانگے۔ گویا صاف لفظوں میں یوں کہا جاتا ہے کہ مانگ کیا مانگتا ہے؟ سمجھدار بندہ دنیا کی دولت عالم کی عزت سب پر لات مار کر طلب ذات بن کر آیا ہے۔ اس لئے مردانہ دارنیا زندانہ صورت میں طلب ذات کس خوب صورت انداز سے کرتا ہے۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ مجھے سیدھی راہ پر لگا دے۔

خط مستقیم دونقطوں کے درمیان اقرب المخطوط کو کہتے ہیں بندہ کی طلب بھی یہی کہ نقطہ واجب الوجود و نقطہ ممکن الوجود (مخلوق) یا نقطہ عبد و نقطہ معبود کے درمیان جو اقرب المخطوط ہو اس پر مجھے جانے لگا دے۔ یعنی میرے اور تیرے درمیان جو حجابات ہیں انھیں اٹھا کر مجھے اپنی ہستی میں ایسا گم کر دے کہ بس تو ہی تو رہ جائے اور غیریت مٹ جائے۔

اے جانِ جہاں اے رُوحِ رواں بس تو ہی رہے اور میں نہ رہوں میں تجھ میں ہوں گم تو مجھ میں عیاں بس تو ہی رہے اور میں نہ رہوں یہی راہ ہے یہی طریقہ ہے جس پر تیرے وہ بندے چلے جن پر تو نے انعام کیا اور اَتَمَّمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي (۵:۳) کا خلعت پہنا کر اپنا مظہر حقیقت بنایا۔ یعنی انبیاء و مرسلین صدیقین شہداء و صالحین عَلَيهِمُ السَّلَامُ وَ رِضْوَانُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْهِمْ اَجْمَعِينَ اور اس کج روی سے بچالے جس میں وہ لوگ پڑے رہے، جن پر

تو نے غضب کیا اور جو گمراہ ہو گئے۔ اَمِّین کہا دعا قبول ہوئی۔ وہ عزت خاص بخشی گئی کہ خدا کا کلام اور بندہ کی زبان کچھ دیر کے لئے بندہ ہے اور مجرد تلاوت قرآن فَاَقْرُؤْ وَاَمَّا تَكُنْ مِنْهُ کافر مان اس پر برہان اس گزارش کا دربار خداوندی میں پیش کیا جانا اور درِ اجابت کا واہونا جبروتی جلوہ نظر حقیقت بین کو محو تماشا کرتے ہیں ملکوت سے جبروت کی طرف صعود ہے۔ اور الہی جلال و جبروت کی شان ملاحظہ کرتے ہی بندہ با ادب دربار ایزدی میں سرنیا ز جھکا رہا ہے اللہ اکبر کہتے ہوئے سر جھکانا اور سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ کہنا انہی کیفیات جبروت کے مشاہدہ کا پتہ دیتا ہے فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ فرماتے ہوئے اسی عظمت و جبروت والی ذات کی تسبیح کا حکم دیا گیا۔ یہاں سالک مقام جبروت مصلیٰ مشاہدہ تجلیات جبروتی میں محو تماشا ہے اور اس سمیع حقیقی کی صفت سماعت کا نظارہ کرتے ہوئے سَمِعَ اللّٰهُ لَمَنْ حَمَدَهُ کہتے ہوئے سر اٹھاتا ہے رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ اس موہبت عظمیٰ پر ادائے شکر کا انداز ہے شوق جمالِ یار میں دیوانہ وار خود رفتہ ہو کر عالم بے خودی میں سر جھکاتا ہے اور سجدہ نیاز سجا لاتا ہے۔ یہ ہے قرب خاص کا مقام کہ حدیث میں آیا، "بندہ کو اپنے مولیٰ کے ساتھ سب سے زیادہ قرب حالت سجدہ میں ہوتا ہے" اب نہ پردہ ہے نہ حجاب لاہوتی جلوہ آنکھوں میں ہے اور بندہ بشکل "ہ" مانے ہویت میں گم ہے۔ زبان سے شکر یہ باری میں اس کے علوم مکان کے ملاحظہ پر سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ کہہ رہا ہے۔ ادھر سے لاہوت کی طرف

پیش قدمی تھی۔ ادھر ہا ہوتی دبا ہوتی عوالم کے نظاروں سے طالب صادق کا استقبال کیا جا رہا ہے وہ ذات بحت بے حد و بے نہایت ہے
اے برادر بے نہایت درگاہ است

ہرچہ بروے می روی بروے مایست

کاسبق پڑھنے والا اس کمال اشتیاق میں کہ اب اس سے آگے رسائی ہوگی سراٹھاتا ہے اور بکمال خضوع سر جھکاتا ہے۔ پھر وہی نظارہ ہے وہی تماشا اور ہر حیرت بالائے حیرت کا اضافہ؛ یہ مقام تلوین ہے اپنی آلودگی عالم ناسوت کے ساتھ وابستگی پر شرماتا ہے۔

اور پھر اسی حالت اولیٰ کی طرف عود کرتا ہے کہ مَا عَبَدُ نَالَكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ اپنی بے بضاعتی پر آنسو بہاتا ہے اور پھر بغایت خضوع و خشوع تلاوت فاتحہ وَمَا تَيْسَّرَ مِنْ الْقُرْآنِ کرتے ہوئے اسی عالم کی طرف دوڑ رہا ہے۔ آخر سجدہ کے بعد اجازت قعود ملتی ہے اور اس نوازش و مکرمت پر شکر یہ بجالانے کے لئے آداب و تحیات دربار التَّحِيَّاتِ لِلَّهِ وَالصَّلَاةِ وَالطَّيِّبَاتِ کہتے ہوئے ادا کرتا ہے اور اس سرکار احمد مختار روحی فداہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف متوجہ ہوتا ہے، جن کے صدقے میں یہ سعادت ملی، اسم سابقہ میں سے کوئی برسوں حالت قیام ہی میں رہا۔ کسی کو رکوع سے زاید آداب بجالانے کی اجازت ہی نہ ملی۔ کوئی سجدہ ہی میں برسوں سرگرداں کیا۔ یہاں یہ لطف دیکھا کہ سب مقامات ایک ہی وقت میں طے اور سب کیفیات کا ایک ہی وقت میں درود، وہ نہ دے کچھ نہ ملے یہ کچھ نہ تقسیم فرمائیں ہم کچھ

نہ پائیں وہ دینے والا یہ باٹنے والے۔ اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ اُنہی کی شان؛ وَاللّٰهُ الْمُعْطٰی اسی کا مرتبہ بغایت ادب نقل واقعہ معراج کی نیست ہے نہیں، بلکہ، بملاحظہ حضوری دربار سرکار ابد قرار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم عرض پرداز کہ اَلْسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہُ پھر اس حالت پر استقامت اور اس راہ پر ثبات کے لئے دعا کرتا ہے اَلْسَّلَامُ عَلَیْکَ وَ عَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ بحر توحید میں غواصی کے لئے اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا نعرہ لگاتے ہوئے اپنی اسی نسبت کا اظہار کرتے ہوئے، جن کے صدقہ میں یہ مدارج نصیب ہوئے ان کی رسالت کی گواہی اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم) کہتے ہوئے دیتا ہے کہ یہ ایسی جلیل بارگاہ ہے جہاں وہ افضل الرسل ہادی سبل صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم بہ شان عبدیت جبین نیاز جھکائے ہوئے ہیں اور رحمت الہی کی طلب، اس صحیح انداز میں کرتا ہے کہ رحمت ہمیشہ اصل پر آئے تو شروع تک پہنچتی ہے اصل کائنات ذات سید موجودات صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہے۔ ان پر رحمت آئے تو غلاموں تک پہنچ جائے۔ اسی لئے وہ مالکِ عالم یوں فرماتا ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِکَتُہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰقِیْنُ اللہ رحمت بھیجتا اور فرشتے رحمت لے کر آتے ہیں، نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم پر (پس) یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اے ایمان والو! اگر تم اللہ کی رحمت سے حصہ لینا چاہتے ہو اور خدا کے کرم کے خواست گار ہو تو صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوا تَسْلِیْمًا۔ ان کے لئے دعائے رحمت کرو اور ان کے دربار میں

سلام بجالانے کے آداب کے موافق ہدیہ سلام پیش کر داسی لئے دعا ہے
 اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا
 مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ
 إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى
 آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا
 إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

پھر شرمندہ اپنی کوتاہی پر اور بکمال تضرع عرض پر داز ہے کہ
 اللَّهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ
 فَاعْفُرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الْعَفُوفُ الرَّحِيمُ
 السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ كہنا تھا کہ پھر عالم ناسوت سامنے ہے اور
 اس کے تمام لذائذ اپنی اصلی صورت میں موجود لیکن ۛ

حور پر آنکھ نہ ڈالے کبھی نشید اتیرا

سب سے بیگانہ ہے اے دوست ثنا تیرا
 تیز ترین روشنی سے معمولی روشنی میں آنے والا انسان جانتا ہے کہ
 اگرچہ اس شمع سے گھر میں اُجالا ہے، مگر بجلی کی سینکڑوں بتیوں کے انوار
 نے اس کی آنکھوں میں وہ کیفیت نورانیہ برقیہ پہنچائی ہے کہ اب یہ شمع
 کا اُجالا بھی اسے اندھیرا ہی معلوم ہوتا ہے۔

اس نورانیت حقیقی سے چشم باطن کا لذت اندوز ہونا وہ کیفیت
 پیدا کر چکا ہے کہ اب اس عالم ناسوت کی کوئی لذت جس میں وہ کیفیت
 حقیقی نہ ہو۔ یعنی کوئی معصیت خواہ کسی ہی دلربا یا نہ شکل میں کیوں نہ آئے۔

اس کی آنکھوں میں نہیں سماتی یہی معنی ہیں اس مبارک فرمان کے کہ إِنَّ الصَّلَاةَ
 تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ (نماز تمام فحشاء و منکرات سے بچاتی ہے)
 نماز کی لذت سے بہرہ یاب ہونے والے کو اب کوئی معصیت و فسق و فجور
 بھاتا ہی نہیں اور اسے ان میں سے کسی چیز میں مزا آتا ہی نہیں زہد و ورع
 تقویٰ و طہارت کی حقیقت روشن ہوتی ہے اور مست دیدار محو تماشائے یار
 پھر اسی آنکھوں کی ٹھنک کا طالب ہے۔ کَمَا قِيلَ: "قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ"

یہ فرائض کی ادا تھی۔ اب بن میں شغف اس سے بھی آگے بڑھنے
 تو نوافل میں مشغولی تا آنکہ محو عبادت ہے اور اس نماز ہی کے ذریعہ درجات
 قرب پر فائز، لَا يَزَالُ عَبْدُ الْمُؤْمِنِ يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ
 حَتَّى كُنْتُ أَحَبَّ إِلَيْهِ۔ میرا مومن بندہ نفلوں کی کثرت کے سبب مجھ سے
 نزدیکی حاصل کرتا ہی رہتا ہے۔ یہاں تک کہ (میری محبوبیت کے خلعت
 فاخرہ سے نوازا جاتا ہے) میں اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں۔ وہ طلب
 تھی جس کا جاذبہ اس بزم تک بار دلانے والا ہوا۔ اب طالب رنگ محبوبیت
 میں رنگا جا رہا ہے۔ صِبْغَةَ اللَّهِ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ صِبْغَةً
 اللہ کا رنگ بھلا اللہ کے رنگ سے زیادہ اچھا رنگ کون سا ہوگا۔ آخر
 طالب مطلوب میں حبیب محبوب میں ایسا محو ہے کہ ممکن واجب میں فنا اور
 مجاز حقیقت میں گم ۛ

میں تھا بھی کہاں اور ہوں بھی کہاں ہستی ہے میری ایک وہم و گماں
 جب آئے یقین مٹ جائے گماں بس تو ہی رہے اور میں نہ رہوں

وَأَعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ میں اسی کیفیت کی طرف اشارہ تھا۔ اب کہ ہستی طالب ہستی حقیقی میں گم ہے نظر ظاہر میں اس کے فعل کو اس کے جسم کا فعل سمجھ اس کا بولنا زبان کی حرکت سننا کانوں کی قوت، چلنا پھرنا پیروں کی طاقت پر محمول کیا جائے مگر

کوئی اور بولتا ہے، یہ میری زبان نہ سمجھو

كُنْتُ سَمْعُهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرُهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ وَيَدُهُ الَّذِي يُبْطِشُ بِهِ۔ تمام عالم اس کے تحت و تصرف، جہاں بھر میں اس کا حکم، خدا کی قوت، خدا کی طاقت اس کی سمع اور اس کی بصارت کون سی چیز ہے، جو خارج ہو سکے؟ اس آئینہ میں وہی جلوہ آشکار ہے

طور جل کر رہ گیا جلوہ ہے اب تک برقرار

حسن میں تھی پختہ کاری جوش سودا خام تھا

طور سے اِنِّیْ اَنْ اَرَبُّكَ کی آواز آتی ہے تو وہی آواز سُبحانی مَا اَعْظَمَ شَأْنِیْؕ کا کلمہ یہاں بھی سناتی ہے۔ مگر حاشا حاشا یہ نہ سمجھنا کہ اس جسم میں اُس ذات کا حلول ہے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔

بلکہ یہ وجود اس ہستی حقیقی میں فنا "یہ" ہے ہی نہیں وہی "وہ" ہے۔ بخدا غیر خدا در دو جہاں چیز ہے نیست

بے نشان است کز وہاں و نشان چیز ہے نیست

ہستی تست حجاب تو دگر نہ پیدا است

کہ دریں پردہ بجز دوست نہاں چیز ہے نیست

لَا أَدْمُ فِي الْكَوْنِ وَلَا إِبْلِيسُ
لَا مُلْكُ سُلَيْمَانَ وَلَا إِلْقِيسُ
فَالْكُلُّ عِبَارَةٌ وَأَنْتَ الْمَعْنَى
يَا مَنْ هُوَ لِلْقُلُوبِ مَقْنَطَرِيسُ

اس میدان میں نہ قلم کو یارائے تحریر نہ اس زبان کو مجال تقریر جو کچھ ہے حال، قال کی گنجائش نہیں، جو بولا تباد ہوا، جس نے سمجھا اور پایا وہ خود ہی نہ رہا جو بولتا۔ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُؕ

دنیا کے دوسرے مذاہب اور ان کا سلوک

لیل و نہار کا اختلاف دنیا کا انقلاب مصنوعات سے صانع کی طرف خیال کی روانی، علل و اسباب کا غیر متناہی دور و تسلسل، علتِ اولیٰ کے تخیل تک رہبری کرتا ہی ہے قطع نظر ان افراد کے جنہوں نے تعیش و راحت پسندی اپنی زندگی کا لُب لباب تصور کر لیا ہو۔ دائرہ غور و فکر میں قدم رکھنے والا، حقائقِ مادیات کی طرف التفات کرنے والا ہر نفس اس نتیجہ پر پہنچتا اور ضرور پہنچتا ہے کہ کوئی نہ کوئی ہستی اس عالم کی مشینری کو ضرور چلا رہی ہے۔ تماشا گاہِ عالم کے ان نت نئے کھیلوں نے جو اس دورِ ترقی کی ماہِ الامتیاز خصوصیت کہے جاسکتے ہیں۔ اگرچہ آج اکثریت کو ایسا محو تماشا کیا ہو کہ وہ اس طرف عنانِ تخیل کا پھیرنا بھی اضاعتِ وقت و حماقت تصور کریں لیکن اقلیت ہی سہی اس زمانہ میں بھی اس طرف متوجہ ہوتی اور ضرور ہوتی ہے۔ کسی نہ کسی گوشہ سے کبھی نہ کبھی مالکِ حقیقی کے نام کی آواز آہی جاتی ہے۔ مذاہب کی کانفرنسیں، تخیلاتِ مذہبی کو تازہ کرنے والی ہوں، یا دنیوی زندگی کے نشیب و فراز، موت و حیات کی کش مکش، علاقہ و روابط کی کڑیوں کا ٹوٹنا اور قلبی رشتہٴ محبت سے مربوط افراد کا ایک لخت چھوٹنا، ٹوٹے ہوئے دلوں میں اس کی یاد کو

پیدا کر ہی دینا ہے۔ زمانِ قدیم میں جب تک دو آتشہ دُختِ رز کی البیلی اداؤں نے دنیا کو اس قدر بے خود نہ بنایا تھا۔ حُسنِ مادی کے طرزِ دلبری نے لوگوں کے قلوب کو بہت نہ رجھایا تھا۔ ضرور ایسے افراد کی کثرت پائی جاتی ہے، جو اُس حُسنِ حقیقی کی تلاش میں سرگردان و حیران ہوں۔ وہ فلاسفہ کی شکل میں ہوں یا جوگیوں اور رشیوں کے پیکر میں کچھ نہ کچھ پاتے ہی ہوں گے جسے دکھا کر ایک جماعت کو اپنا متبع بناتے اور اپنی اپنی جماعتوں کی قیادت و سیادت فرماتے ہیں۔

نبی و رسول کے اصطلاحی نام تو یقیناً انھیں نہیں دیئے جاسکتے اس لئے کہ یہ شریعتِ اسلام کے مصطلحِ خطابات ہیں۔ تا وقتیکہ کسی شخصیت کے متعلق یقینی صورت یعنی الہام و وحی واقعی کے ذریعہ اس خطاب سے نوازا جانا ثابت نہ ہو جائے۔ دنیا کے کسی انسان کو یہ حق نہیں کہ کسی کو اس خطاب سے مخاطب بنا سکے بلا تمثیل، خُداں بہادر، رائے بہادر، سر اور ٹاٹ کے خطابات اگرچہ اپنے لغوی اعتبار سے ہر بہادر، مقتدر اور رائی کے معتد پر صادق آسکیں یا کسی فرد کا اپنی قوم، جماعت یا حکومت میں ایسا اقتدار جو اس قسم کے خطاب یا فتگان کو حاصل ہوتا ہے تخیل کو اس حد تک پہنچائے کہ فلاں اس خطاب کا مخاطب ہے لیکن آپ کی تخصیص اور آپ کا مخاطب قانونِ حکومت کے نزدیک صحیح نہیں قرار دیا جاسکتا تا وقتیکہ واقعی حکومت نے اس خطاب کی منظوری نہ دی ہو۔ نیز آپ اس قسم کے غلط مخاطب کے جرم سے بری نہیں ہو سکتے۔ تا وقتیکہ آپ اس کے ثبوت میں حکومت کے کسی مسئلہ

اعلان کی گارنٹی پیش نہ کر سکیں اسی لئے شریعت حقہ اسلام کا یہ فتویٰ کہ جس طرح کسی ایسے نبی در رسول کی نبوت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ جن کی نبوت و رسالت کی خبر وحی یقینی قرآن عظیم نے دی یا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اس کے متعلق حدیث صحیح میں اطلاع بخشی اسی طرح کسی ایسے فرد کو جس کے متعلق نہی نبیؐ یا رسولؐ بتانا یقیناً خدائی فرمان کی توہین اور قانون شکنی ہوگی۔ آپ ان کو رہبر کہہ دیں بعض اقوام کا ہادی سمجھیں امکانی طور پر یہ قیاسی حکم بھی لگا دیں کہ ممکن ہے وہ ایسے ایسے ہوں مگر قطعی طور پر حکم دینا یقیناً سخت غلطی ہے جس میں آج اکثر لوگ مبتلاء والعباد باللہ منہما۔

المختصر وہ فلاسفہ یا جوگے اوتار یا رشی جماعتوں کے رہبر یا ہادی جب کبھی صحیح طریق پر اس روح حقیقی کی تلاش میں قدم اٹھاتے ہیں اس راہ رومی کے لئے ایک اصول اولیں متفقہ طور پر بتاتے ہیں۔ اس لئے کہ اس کے لئے شواہد و نظائر پاتے ہیں مختلف و متضاد قوتوں کا مجموعہ وجود انسانی آب و آتش و خاک و ہوا کے عناصر مختلف المزاج سے مرکب ہونے کے سبب صفات مختلفہ کا آئینہ۔ اس میں قہر و غضب بھی ہے اور رونق و درافت بھی ظلم و ستم بھی ہے اور عدل و رحم بھی۔ بے پروائی و بیہودگی بھی ہے اور نکتہ رسی و سنجیدگی بھی ایک قوت اگر کج روی کی طرف لئے جا رہی ہے تو دوسری طرف ضمیر، صحیح راہ رومی کے لئے دلیل یہی۔ راحت پسندی عیش پرستی بستر پر آرام کرنے کے لئے مجبور کرتی ہے۔ مگر عاقبت بینی محنت و مزدوری کرنے اور عرق ریزی

کرتے ہوئے دکان داری و نوکری چاکری کا بوجھ کا ندھوں پر دھرتی ہے یہ سمجھتے ہوئے کہ اگر لذات نفسانی میں پھنس جائیں کھیل تماشے کی دلدلیں دھنس جائیں حقیقی آرام نہ پائیں گے۔ یہ غور کرتے ہوئے کہ ہمارے نفس کی مثال بچہ کی سی ہے بچوں کو اگر ان کی مائیں دودھ پلانا نہ چھڑائیں بچے جوان ہو جائیں اور ماں کا دودھ نہ چھوڑنے پائیں۔ اس لئے آج روئیں یا مچلیں یا ضد کریں یا قیل بھریں کسی نہ کسی طرح ان کو بہلا لیا جائے اور دودھ چھڑا ہی دیا جائے۔ نفس کی مخالفت، مجاہدہ و ریاضت مشقت سے کرتے اور اسی طرح اس راہ پر قدم دھرتے ہیں۔

رہی یہ بات کہ منزل مقصود کو پاتے اور شاید مطلوب کے درباریں باریا ہوتے ہیں یا نہیں اس کے متعلق بے سوچے سمجھے لوگ جو چاہیں کہہ دیں مگر حقیقتاً بر حسب اسباب ظاہر لاو نعم (نہیں) وہاں) میں جواب دینا مشکل زیادہ بریں است اس قدر کہا جاسکتا ہے کہ مجاہدہ و ریاضت سے نفس کٹی اور تپسیا سے روح میں قوت، شہوانیات و نفس امارہ کی حرکات میں کم زوری و نقاہت پیدا ہوتی ہے۔ بعض بندگان خدا اس تھوڑی سی قوت اور معمولی سی طاقت کو اپنے اندر محسوس کرتے ہوئے۔ استدراج و اراصات کے بکھیڑے میں پھنسے او یہیں کے ہو رہے۔ بعض آگے بڑھے مگر عقلیات کے گھوڑے کہاں تک دوڑتے مادیات کو معین راہ پا کر اسی بکھیڑے میں پھنس رہے۔ روح و مادہ دونوں کو قدیم مانا۔ روح کی منازل ارتقا کو (آواگون) تنازع کا چکر جانا اور اسی روح کو سب کچھ سمجھا۔ بعض سیر مادیات میں مصروف ہوئے اور صفات میں تدبر کرتے کرتے انہی مظاہر صفات کو عین ذات جاننے لگے۔ بعض نے

اپنے نزدیک انتہائی ترقی کی، کثرت صفات کو معائنہ کرتے ہوئے اُن میں وحدہ بھیجی اور توحید کے دریائے ناپید اکنار کے کنارے پر پہنچ کر اس قدر نتیجہ پاسکے کہ "ہست" "ہے" اس قسم کے مقتدا بہت سی قوموں اور جماعتوں میں گذر سب کا احصا تو اس مختصر میں دشوار ہاں بالا جمال والا اختصار صرف دو بڑی جماعتوں کے زبردست پیش روؤں کی بعض تعلیمات کا اظہار ایرانی آتش پرست کہی جانے والی جماعت کے مقتدا جناب زرتشت کے ماننے والے عوام آج کچھ کہیں اور کچھ کیا کریں وہ کو اکب پرست ہوں یا آگ کو پوجیں، لیکن ان کی تعلیمات کے سمجھنے والے نفوس کے حالات کا جب مطالعہ کیا جاتا ہے تو توحید کی جھلک اگرچہ ہزار پردوں میں سہی نمایاں ضرور ہوتی ہی ہے۔

دساتیر نامہ فرز آباد کی عبارت بحسنہ ملاحظہ ہو۔

"ہستی کسی سراسر فردزہا اوند گوہر
شخص شخص صفات عین ذات اوست و بیرون نیست"

آز رکیداں جو ایک جلیل القدر موجد ہے۔ اکبر کے زمانہ میں ہندوستان آیا۔ پٹنہ میں سکونت اختیار کی ۱۰۳۷ھ میں انتقال کیا۔ محمد محسن ایک فاضل ہم عصر کا بیان ہے کہ میں نے خدا کے وجود پر دو سو ساٹھ (۲۶۰) دلیلیں اس کی زبان سے سنیں اکثر خوارق بھی اس سے صادر ہوتے دیکھے موبد سروش خود نسل زرتشت سے تھا۔ عربی و فارسی ہی نہیں بلکہ ہندی زبان بھی اچھی طرح جانتا تھا۔ اسی کا شاگرد ہے اس جماعت کے متصوفین نے بھی طریق خدا جوئی و

خدا طلبی کے لئے اول جن شرائط کو ضروری جانادہ نفس کشی و ریاضت پر ہی مبنی اصول متصوفین زرتشتین میں سلوک کی شرطیں پانچ بتائی گئیں:

۱۔ گر سنگی۔ ۲۔ خاموشی۔ ۳۔ بیداری۔ ۴۔ تنہائی۔ ۵۔ یاد بزدانی

پیٹ بھرنے پر آرام ہی کی سوچتی ہے۔ اس لئے نفس کو مشقت عبادت و ذکر الہی پر مجبور کرنے کے لئے بھی سب سے مقدم عادت گر سنگی ہی ہے۔ زبان جب دوسروں سے ہم کلامی میں مشغول ہوگئی۔ خدا سے باتیں کیوں کر کر سکے گی، جو سویا اس نے کھویا بیداری امر ضروری۔ زیادہ سونے سے بدن میں سستی آئی کام میں خرابی ہوئی بالخصوص اُس وقت جب کہ ہجوم مخلوق نہ ہو بلکہ عالم تنہائی اور دنیا پر سکون طاری جب تمام عالم خاموش اس وقت صاحب ہوش اٹھتا اور یاد بزدان کرتا ہے۔ یاد بزدان کے لئے تین اور کا حضور ضرور، اول خدا دوم قلب سوم تصور مرشد اذکار کی نشستیں بہت طریقہ مختلف مگر یہاں صرف ایک مشق دیکھو۔

طریق مشق زرتشتی

ہدایت چار زانو بیٹھے، دایاں پیر بائیں ران پر رکھیے اور بایاں پیر دایاں ران پر دونوں ہاتھ پیٹھ کے پیچھے لے کر سیدھے ہاتھ سے بائیں پیر کا انگوٹھا پکڑیے اور بائیں ہاتھ سے سیدھے پیر کا انگوٹھا تھامیئے نظر پرہیز پڑھائیے۔

طریق ذکر سانس کو دماغ میں روکیے اور ایڑ دیا بزدان کا ذکر شروع کیجئے۔ جس دم کئے ہوئے انہی اسماء میں سے کسی اسم کو

خیال ہی خیال میں کہے جائیے اس ذکر سے حرارت بڑھے گی اور ایک نورانی جھلک پردہ خفا سے نمودار ہو کر تمام موجودات عالم دنیا کو نور و روشن کر دے گی۔ اسی شق ذکر کے سبب یکسوئی کی قوت پیدا ہو جائے گی۔ پھر جیسے جیسے یہ قوت بڑھتی جائے گی۔ استدراج ارباصات کی طاقت بھی آجائے گی۔ یہ مشق بہت سی مشقوں کا خلاصہ یا یوں کہیے کہ سب میں اعلیٰ اور زیادہ بانیجہ لیکن اس کی کیفیات اور اس اسم کے اثرات و کیفیات تک محدود اس سے آگے وہی بڑھے جو اس سے بالا اسم کو جانے۔

ہندو یوگ

ہندوستان کی سرسبز و شاداب زمین، دریا و کوہسار کے خوشنماظر بھی ایسے نہ تھے کہ اس سادگی کے دور میں جب طلسماتِ عالم اپنے دل فریب آئینوں میں اس حُسنِ مطلق کی تجلیات دکھا رہے ہوں، سمجھ دار نفوس کی توجہ حقیقت کی طرف نہ پھیرتے۔ ابرنیساں کا برسنا پانی کے چشموں کا اُبلنا، کلیوں کا چٹکنا پھولوں کا مہکنا، انواع و اقسام کے میوہ دار درختوں کی بہار، قسم قسم کے غلے کی پیداوار، نزولِ رحمت پروردگار، پر ایک دلیل و برہان اور بھی اسماءِ صفات کے جلوے راہبر منزلِ عرفان جو خدا کے بندے، اس راہ کی طرف بڑھے، وہی نفس کشی اور مجاہدہ کرتے ہوئے، انہی اسماءِ صفات کے ذریعہ اس کے ذکر میں ڈوبے، کہ یہ اصول مسلمہ ہر جگہ آرامِ روح جب تک ذکرِ اسمائے روح حقیقی سے غذا پاتے ہوئے قوت نہ حاصل کرے۔ اس راہ کی طرف بڑھے تو کیوں کر بڑھے، جوگ یا یوگ اس طریق کا نام، اصل وہی ذکرِ اسماء اور گیان دھیان سے کام۔ تجوّد و تنہائی، کم خوابی و کم خوری و کم گوئی سے شرائطِ کیش کی نبویب اور صبرِ دم کے ساتھ۔ ”اوہ“ کا ذکر دل کی صفائی یا روحانی عروج کی ترکیب، مشقوں کے متعدد مختلف انداز ہر ایک سے مقصود وہی مالک کے

مشق ذکر

بیٹھک کا طریقہ

۱۔ چار زانو بیٹھ کر دائیں پاؤں کی ایڑی بائیں سرین کی جڑ میں جمائیں۔ بائیں پاؤں کی ایڑی دائیں سرین کی جڑ میں بٹھائیں۔ اسی طرح ہوا کے دروازہ کو بند فرمائیں۔ دونوں ہاتھ آگے رکھیں یا دونوں گھٹنوں پر راست رہیں۔
۲۔ چار زانو بیٹھیں مگر ایڑیاں بجائے نیچے کے اوپر ران کی جڑ میں جائیں۔

۳۔ دو زانو بیٹھیں۔ دونوں کہنیاں، دونوں رانوں کے درمیان جمائیں، ماتھا زمین پر رکھیں اور دونوں ہاتھوں سے گردن پر اس طرح حلقہ کریں کہ گدی پر دونوں ہاتھ کی انگلیاں مل جائیں۔

۴۔ ہر دوسرے سرین کی ہڈی زمین پر جمائیں، گھٹنے کھڑے کریں، ایڑیاں ہوا ٹکھنے کی جگہ لگائیں گھٹنوں سے دوسرے مقام کو دبائیں۔ دونوں کہنیاں پیٹ اور ران کے بیچ میں کھڑی کریں۔ دونوں ہاتھوں کے انگوٹھے دونوں کانوں میں دیں انگوٹھے کی پاس والی دونوں ہاتھ کی انگلیوں سے ناک کے دونوں نتھنے دبائیں۔ اس کے پاس والی دونوں ہاتھ کی انگلیاں دونوں طرف سے ہونٹوں پر لگائیں دوسری انگلیاں بھی اسی طرح اس کے ساتھ ملائیں۔ اب سانس کے تمام مقامات بند ہوئے سانس کو کھینچ کر دماغ میں روکا اور خیال ہی خیال میں ذکر اسم "اوم" شروع کیا۔ جب تک سانس روک سکیں

روکے رہیں۔ یہاں تک کہ سانس روکنے کی گرمی سے خیالات این و آن پھل کر بہہ جائیں۔ نفس کی سب سے بڑی لذت یعنی تازہ ہوا کی آمد و رفت بھی رک گئی وہ اپنے آپ کو مردہ سمجھ لے۔ ذکر کرتے کرتے جب بے خودی و محویت طاری ہو جائے۔ پردہ غیب سے نورانی کیفیت طلوع فرمائے کون و مکان این و آن سب منور ہو جائے اور اس گمان و دھیان میں وہ مزہ پائے کہ تمام لذات دنیوی کو بھول جائے اس قسم کے ایک لمحہ پر برسوں کے آرام چین کو قربان کرنے کے لئے تیار ہو جائے۔

لیکن یہ سیر بھی۔ اسم اوہ کے معانی کے مطابق اسی کائنات کی سیر ہوگی اور یہ علم اور پہچان بھی اسی اسم صفت کی تجلیات کے معائنہ تک محدود سارے ویدوں کو مطالعہ کر جائیں تمام شاستروں کو دیکھ جائیں اس ذات بحمت کے اسم ذات کا کہیں اشارہ تک نہ پائیں۔ جب اسم ذات تک نہ پاسکیں تو سیر ذات کیوں کر کریں اس لئے اس مشرب کے جتنے افراد کے حالات بھی ملاحظہ میں آتے ہیں سب کی اقصیٰ الغایات سیر صفات ہے اور بس ذات تک وہی رسائی پائے جو مقدمہ درسیات اسم ذات ہی کو بتائے۔ سطحیات میں مبتلا، برہما کشن، جہاد یو کی پوجا کرنے والا جتھا، ہر مادی دیوتا کو خدا سمجھنے اور کہنے والا تو حقیقت سے جدا، شرک کے مرض میں پھنسا ہوا، ان سے نہ ہمیں کچھ غرض، نہ ان کی حرکات و سکنات سے کچھ مطلب، کہ انھوں نے تو خود اپنے متعلمین کی تعلیمات کو بھی پیچھے ڈالا۔ جس کسی نے ایک روزی دینے والے دیوتا کی پوجا کا سبق دیا انھوں نے اسے گائے سے تعبیر کیا ایسے بے عقلوں سے کیا الجھنا اور ان کی باتوں میں کیوں پھنسا۔ ہم تو اس

حقیقت کی طرف قدم اٹھانے والوں اور اس ذاتِ مطلق کے عرفان پہچان کے لئے
سمندرِ عزم بڑھانے والوں کا ذکر کر رہے ہیں اور انھیں کے متعلق کہہ رہے ہیں۔
ایزد و اہرمن کے تفریق کرنے والے خالق خیر و خالق شر و خدا ماننے
والے الگ و سورج کو دیوتا قرار دے کر ان کی پوجا کو رات دن کا وظیفہ بنانے
والے اور مادہ پرست دنیا داروں کی طرح ان لغویات میں پھنسے رہیں۔ ہم
انھیں کیا کہیں جب وہ اپنے معنیں کے بتائے ہوئے نو حقیقی کی طرف توجہ
ہی نہ کریں۔ ہم نے جو کچھ کہا اور کہہ رہے ہیں۔ وہ انہی نو حقیقت کے تجسسین
اور راہ معرفت کے سالکین کے متعلق ہے کہ ان کی نہایت اور ان کی راہ
کی غایت یہی کائنات کی وسعت اور گلشنِ اسمائے صفات کی مملکت ہے
ذات جامعہ صفت ان شیوں والوں سے بالاً وِزَاءِ الْوَرَى شَرُّ وِزَاءِ
الْوَرَى۔ اس کا پتہ اسی کو ملا جو سیرِ آئینہ اسمائے صفات سے آگے بڑھا اور
یہ آگے بڑھنا اسی کو نصیب ہوا جس نے شاہدِ ذات سے اسم ذات کا سبق لیا
لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ کی نفی میں تمام مظاہرِ اسمائے صفات کو بھی حبابِ صفت نیست
نا بود سمجھا اور اثباتِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ کرنا تھا کہ شاہدِ تنزیہ کے رخسار سے پردہ اٹھا۔
اسمائے صفات کے آئینہ میں ذات کو مشاہدہ کرنا کیسا؟ عین ذات ہی میں
جلوہ صفات کو بھی معائنہ کیا، اور پھر علم ذات کے اسرار پر اس سرکارِ مطلع علی
غیوب الذات کے صدقہ میں جن کی شان ^{لَهُ} فَكَذَيْطُهُمْ عَلَى عَيْبِهِ أَحَدًا
إِلَّا مَن ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ میں جتائی گئی آگہی حاصل کرتے ہوئے غیب الغیب
بِرَّ السِّرِّ تک راہ پائی۔ هَذَا مَن فَضَّلَ رَبِّي فَبَدَّلَكَ فَلْيَفْرَحُوا۔

ان اسرار سے نا آشنا ان حقائق کی طرف سے بے پروا وہ جن کو نہ اس
راہ کی خبر نہ اس محبوب حقیقی کے عشق کا سودا۔ اپنی کم علمی و کم فہمی کے سبب
یوں کہہ دیا کرتے ہیں کہ مسلمانوں کا سلوک یا تصوف جو گیوں اور زرتشتیوں سے
لیا گیا۔ ان کی مشقیں انہی کی نقلیں ان کے اصول انہی کے معمول۔

تقنی طبع کے لئے اگر یوں کہہ دیں کہ جس طرح کاغذ کی کشتی بنا کر گھر کی چھوٹی
سی نالی یا کسی برتن کے چھوٹے سے مفروضہ تالاب میں چلانے والا بچہ اگر
یوں کہتا ہے کہ بڑے بڑے جنگی جہاز اور زبردست اسٹیمر بڑے بڑے
دریا اور ناپید کنارا سمندر کیا ہیں جو کچھ ہے یہی میرا جہاز اور جو کچھ ہے یہی
میرا بحرِ برد۔

یا کنکٹوے اور پتنگ کا اڑانے والا اگر یوں کہہ دے کہ ہوائی جہاز
یہی میرا کنکٹو ہے اس کا محل پرواز یہی ہوا ہے اور میرے پتنگ کا مقام
عروج و ارتقا بھی یہی خلا؛ جس طرح آپ ان اشلہ کو سن کر نہیں گئے اسی
طرح واقفین ان تحیلات کو سن کر تبسمانہ انداز سے ٹال دیا کرتے ہیں کہ ان
موسسین کے پاس نہ اتنی سمجھ نہ ان کے دماغ میں وہ قوت اور اک جس سے
پائیں اور در کریں۔

اصولِ ثقل و پرواز کے اعتبار سے اگر دیکھا جائے تو یقیناً ماننا پڑے گا
کہ یہ دونوں اشلہ صحیح مگر کہاں کاغذ کی ناؤ اور کہاں میجسٹی (MAJESTY)
جیسا بڑا جہاز، کہاں کنکٹو اور کہاں گراف زپلین (GRAPHZEPPLIN)
جیسا بڑا آلہ پرواز۔

اس کتاب میں چوں کہ تصوف کے محض علمی شجرہ سے بحث کی جا رہی

ہے اس لئے کہ اس عمل سے اس علم مقدس کے فہم کی استعداد پیدا ہو جائے اور وہ مدرکہ حقیقی بیدار ہو جائے جو حقائق کا ادراک کر سکے اور اصول کی تہ کو پاسکے۔ نظریات اور اصول تصوف یعنی اس فن مبارک کا علمی شعبہ بِحَوْلِ اللّٰهِ وَقَوْلِهِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی آپ کو دوسری جلد میں بالتفصیل ملے گا۔ (جومسوۃ، افسوس! نہ بل سکا)

وہاں خدا نے چاہا تو آپ کے سامنے آجائے گا کہ نظریات میں بھی کس قدر زبردست فرق نمایاں اور اصولوں میں بھی کتنا بُعد عیاں، یہاں صرف اتنا ہی دیکھ لیجئے کہ:-

۱۔ ہرکیش کے سلوک میں ترک و تجرید لازم، برہنچریہ آشرم اور رہبانیت ضروری یہاں لَا رَهْبَ اِنَّيْٓنَا فِي الْاِسْلَامِ اصول اولین -

۲۔ وہاں انتہائی مشقتوں اور ریاضتوں کے بعد بھی سیر صفات کے آگے بار نہیں یہاں ابتدائے کار ہی میں عروج اِلٰی الذّٰت پر مدار حضرت سرکار محمد رضی اللہ عنہ کا ارشاد کہ -

اول ما آخر ما ہر منتہی است

آخر ما حبیب تمنا ہی است

۳۔ وہاں بعض منتہی بھی صفات کو عین ذات کہہ اٹھتے ہیں یہاں ابتدا ہی سے لَا عَيْنٌ وَلَا عَدَدٌ کا مسلک رکھتے ہوئے یا آئینوں میں تجلیات کو معائنہ کرتے اور مظاہر صفات سے اسی ذات کے مشاہدات کی طرف راہ پاتے ہیں؛ یا مظاہر اور آیتوں کو لَا مَوْجُوْدٌ کی نفی میں فنا کرتے ہوئے

واجب و ممکن کے معانی فہم میں لاتے ہوئے ممکن و ہلک و حادث کو ایک اعتبار مفروضہ گردان کر، اَلْاَنَ کَا کَانَ کارنگ ملاحظہ فرماتے ہیں۔

جلال و جمال دونوں صفات ایک ذات کا کمال جانتے ہوئے اس بحر ناپید اکنا میں غواہی کے لئے جب آگے بڑھے کبھی الوار کی جھلک میں سب کچھ مشاہدہ کیا سمجھی ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ کی تاریکیوں میں اپنے وجود کو بھی گم پایا بلکہ پانے کا احساس بھی کھو یا پھر کیسا نور کیسی ظلمات نہ یہ رہا نہ وہ رہا۔ کثرت سے وحدت میں آیا وحدت سے توحید کے مقام پر فائز ہوا پھر توحید کی لفظی صورت کو بھی چھوڑا اَلتَّوْحِيْدُ تَرْكُ التَّوْحِيْدِ فِي التَّوْحِيْدِ کا راز کھلا -

جن کھو جاتن پاسیاں گہرے پانی بیٹھ

میں پاپن ایسی بھی رہی کنارے بیٹھ
یہ حال ہے قال نہیں نہ قلم کو یا رائے تحریر نہ زبان کو مجال تقریر
مَنْ سَكَتَ سَكَتَ وَمَنْ سَكَتَ فَجَى -

اتحاد مذاہب کا خواب دیکھنے والے سطحیات پر سرسری نظر ڈال کر بھی اگر کسی نتیجہ پر پہنچنا چاہتے ہیں تو یوں ہی سمجھ لیں کہ وہاں ابجد تھی اور یہاں تکمیل کا قیل - اَلَيْسَ لَكُمْ دِيْنٌ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَاَتَمَّمْتُمْ عَلٰیكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيتُمْ لَكُمْ اِلْسْلَامَ دِيْنًا۔ (القرآن - ۵۰:۳)

سہ القرآن - ۴۰: ۲۴ -

اتحاد مذہب و وحدت تصوف

پہلے یہی کہا جا چکا، اور اب مکرر عرض، کہ خالقِ ارض و سما، وہی ایک خداوند تبارک و تعالیٰ۔ اجسام، الوان و اشکال میں مختلف ہوں لیکن جو ہر روحانی بقوۃ قل الزُّوْجُ مِنْ اَمْرِ رَیْقِ تمام انسانوں میں اُسی ایک کیفیتِ امر کا جلوہ نما۔ اس رُوح کو اس حقیقت کی طرف پہنچنے کے لئے ایک ہی راستہ۔ شہوانیات اور نفسِ امارہ کی لذات ہی، اُس راہ میں مانع و حاج پس مقابلہ بھی جن اعدائے ہے، وہ بھی ایک ہی قسم کے، نظرِ برآں انبیاء و اصفیاء ہوں یا سچے ہادی و راہ نما، یہ اصول تو مسلمہ کہ سب نے ایک ہی دعوت دی اور ایک ہی راہ بتائی۔ ان راہبروں سے قطع نظر، جو خود ہی منزلِ مقصود سے بے خبر رہے، یا خود تو بے خبر تھے مگر بعض باخبر افراد کے ناقل بنے۔ بہر صورت وہ خود اپنے دعاوی میں سچے ہوں یا جھوٹے صحیح تعلیم میں وحدت ہونی ہی چاہیئے۔ یہ فلکیات و مادیات کے نظریات نہیں، جو علمِ کیمیا و علمِ ہیئت کی تحقیقات کی طرح روزانہ بدلتے رہیں بلکہ الہیات کے کلیات ہیں، جو بدیہیات کی صورت میں، انشراحِ صدر کے بعد وارد ہوتے ہیں۔ ان میں یگانگت ان کا لازمہ و خصوصیت

بلکہ ان کی یگانگت ہی ان کے صحت کے لئے ایک دلیل و حجت۔ مگر ایسی حالت میں جب کہ عجائب و اویام پرستی کا ہیولہ حقیقی نور کی کرنوں کے سامنے حجاب بن گیا ہو، اور مادیات کی آلودگی روحانیت کی لطافت پر گرد کی طرح چھا گئی ہو، یہ کام انسانی قوت اور انسانی طاقت سے باہر ہے کہ اپنی متضاد کیفیات کو رکھتے ہوئے بغیر اس شرحِ صدر کے مقام کو حاصل کئے اس غل و غش کو جُدا کرے اور دودھ کا دودھ، پانی کا پانی، الگ کر دکھائے۔ ممکن ہے کہ اس مبارک نیتِ ارادہ میں اس کے اغراضِ ذاتی و عصبیتِ نفسانی شریک بن جائیں۔ ممکن ہے کہ وہی نفسِ لثیم، جو اس راہ میں ہمیشہ رہ ذنی کیا کرتا ہے اس کو راہ ہی غلط بتائے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ عقلِ ضعیف جو صبح سے شام تک ہزاروں رنگ بدلتی اور لاکھوں خیالی و عقلی تگ و دو کی آماجگاہ بنائے اور اس درس گاہِ حقیقت کو بھی باز کیچہ اطفال کر دکھائے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس موضوع پر تحقیق تامہ حاصل کرنے کے لئے بعض قرون میں تاریخ کا سکوت، اور بعض صورتوں میں رطب و یابس کے خلط سے صحیح اصولوں کا سامنے آنا بھی مشکل ہو جائے پھر باوصف کمالِ جدوجہد بھی جو کچھ سامنے آئے وہ ظنی ہی ظنی ہو یقینی کا اطلاق اس پر نہ ہونے پائے، اس لئے کہ یقینی کے لئے جن براہین کی ضرورت ان کی تلاش میں پھر وقت بہر صورت اس ضرورت کی تکمیل کی ذمہ داری بھی اپنی رحمت سے اس مالکِ قدوس جل جلالہ ہی نے لی اور اِنَّ اَهْكَ يَمَنَّا السَّيِّئِلَ فرماتے ہوئے یہ بتا دیا کہ صحیح اصولوں کی طرف

رہبری ہمارا ہی کام، قطعی نہیں قطعی یقینی وحی کے ذریعہ فرما دیا گیا کہ
 إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ طریق عروج الی اللہ یا مقصد حیات کو
 پورا کرنے کی راہ ایک معانی لفظ اسلام ہی میں مضمر۔

خدائی احکام و فرامین کے سامنے سر جھکاؤ اور الہام و وحی کے
 ذریعہ جو راہ ملے اسی کو اختیار کرو۔ تمام مذاہب حقہ جو انبیاء و اصفیا
 نے پیش فرمائے تمام طرق صحیحہ جو بعض سچے رہبروں اور ہادیوں نے
 بتائے "ان میں جہاں تک رطب و یابس نے دخل پایا عقلیات و
 مادیات ملے۔ ذاتی اغراض و نفسانی شہوانیات نے آلودگی پیدا کی۔ ان
 سب کو علیحدہ کر دیا گیا اور دنیا کے نسیان نے جس چیز کو بھلایا، یا منازل
 ارتقا پر کما بینشی فائز نہ ہونے کے سبب جو امور عالم کی نظر سے
 مخفی رکھے گئے اس کی کو پورا کیا گیا۔ میل کچیل کو دھویا گیا، بکھری ہوئی
 تعلیم مکمل صورت میں تمام مذاہب حقہ کے عطر کی شکل میں اس محبوب
 ذات احدیت کی معرفت بھیج دی گئی اور کہہ دیا گیا کہ هُوَ الَّذِي بَعَثَ
 فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَ
 يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وہ رسول جو سوائے خدا کے اور کسی کے سدھائے
 ہوئے نہیں اس رب ہی کے بتانے سے اس کی نشانیاں لوگوں کو دکھاتے
 ان کا تزکیہ باطن فرماتے اور کتاب و حکمت کے اصول سکھاتے ہیں وہ
 اپنے عقلیات کے تیر نہیں چلاتے اپنے ذاتی اغراض کو دخل نہیں دیتے

مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ الْفَلْيَاذِّنْ عَنِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ کے علم قدیم کا فیضان۔
 آج تم ناحق سرگردان ہو کہ تمام مذاہب میں سے اچھی اچھی باتوں کو
 چن کر ایک نئی شکل ترتیب دو آج تم بے ضرورت جدوجہد کرتے ہو کہ تمام
 جزئیات کو ترتیب دے کہ مذہب و تصوف کی متحدہ صورت پیدا کرو۔ یہ
 کام ہو چکا اور تکمیل کے ساتھ ہو چکا۔

آج نئی قسم کے ہارنیم اور پیالو کے سروں سے اتحاد مذاہب و وحدت
 تصوف کا راگ الاپا جا رہا ہے۔ یہ وہی نغمہ جو چودہ سو برس پہلے نہایت
 دلکش انداز میں عرب کے پرنور وادی سے دُنیا نے سنا اور عالم کے کان
 اس سے آشنا ہوئے۔ وہ آواز اب تک گونج رہی ہے۔ اَلْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ
 دِينَكُمْ وَ اَقَمْتُ عَلَيْكُمْ دِينَكُمْ وَ رَضِيتُ لَكُمْ الْإِسْلَامَ دِينًا تم تکمیل
 چاہتے ہو۔ وہ ہو چکی۔ تم اتمام نعم کے مستحق ہو اس کی صورت سامنے آگئی
 شفقت علی خلق اللہ کے مضمون کو ذہن میں لئے ہوئے تم تمام مخلوق
 کو ایک رنگ میں دیکھنا چاہتے ہو۔ اسلام کی طرف سے اجنبیت کا پردہ
 اٹھاؤ، وہ دیکھو اسلام کس محبت کے ساتھ مذاہب حقہ، موسویت و
 عیسویت کے ماننے والوں کو آواز دے رہا ہے کہ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ
 سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ إِلَّا تَعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا۔

عقیدہ توحید توجہ الی اللہ اعراض عن ماسویٰ اللہ ہی تین زریں اصول ہیں جن پر تمام مذاہب حقہ کا دار و مدار اور یہی وہ باتیں ہیں جن پر تمام عالم کے حقیقت بین متحد اسلام اس اتحاد کا نمونہ اور اسلام ہی اس واحد تصوف کا معلم جو تمام عالم کی خوبیوں کا مخزن تمام جزئیات پر حاوی اور تمام محاسن کا جامع ہے۔

إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ

عالم کی عمارت جس ستون یا پتھر کے سبب نامکمل تھی وہ ستون یا پتھر یا یوں کہو کہ وہ رابطہ برقیہ جس نے تمام عالم کے مذاہب حقہ کی عمارتوں کو باہم متحد و متفق کرتے ہوئے ایک قلعہ مستحکم کی صورت میں منتقل کر دیا وہ دین قدیم اسلام کے جمانے والے سرکار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیش کردہ طریق ہے انھوں نے اپنے دامن رحمت میں سارے عالم کے حق گو اور حق پسند افراد کو لیا اور سب کو وَاخْتَصَمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا کا سبق دیا خدا کی محبت اور پریم کا جام پلایا اور ایک بادۂ وحدت سے تمام عالم کو سرشار بنایا جس کا دل چاہے آئے ایک علم توحید کے نیچے جمع ہو جائے۔ اس احد و صمد ذات کی طرف دھیان لگائے۔ غیر اللہ کی نفی کرتے ہوئے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہے اور مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) کے ظِلِّ عاطفت میں تربیت پاتے ہوئے منازل عرفان کو طے کر لے۔ گھر بیٹھے یہ دولت مل رہی ہے۔ بے تلاش و تجسس بے سعی و محنت یہ خزانہ ہاتھ آ رہا ہے۔

گو تم بدھ جی مہاراج کی طرح راج پاٹ کو چھوڑ کر اعزاد اقربا بال و بچوں دوست و احباب سے منھ موڑ کر صحرا نوردی کرتے مصیبتیں سہتے تکلیفیں اٹھاتے بدھ جی کے درخت کے سایہ میں اگر کوئی نورانی جھلک نظر بھی آئی تو اول یہ تمیز دشوار تھی کہ وہ حقیقی نور کی تجلی ہے یا تمہارے داہمہ کی پیدا کردہ ایک تصویر۔ پھر اگر وہی راہ پاتے جس پر ان کے متبعین آج قائم کہ "کیسا خدا کون پیدا کرنے والا جو کچھ ہے روح اور مادہ؛ آواگون کے چکر سے نجات پانے اور روح کو نمکتی کے مقام پہنچانے کے لئے۔ ریاضت و تپسیا۔ پس یہی انجام یہی نتیجہ تو خسر الدنیا و الآخرة" نیکی برباد گناہ لازم ہے۔

نہ خدا ہی ملانہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کہے تم پر بھی صادق آتا۔ سقراط و بقراط کی طرح پہاڑوں کے غاروں میں سخت سے سخت تکلیفیں اٹھاتے قدم قدم پر ٹھوکر کھاتے بہت سے صغریٰ و کبریٰ بناتے مگر نتیجہ راست نہ لاتے کسی نہ کسی مغالطہ کا شکار ہو جاتے۔ آج پکا پکا یا کھانا سامنے ہے انواع و اقسام کے مطبوخ چنے ہوئے ہیں طرح طرح کی نعمتیں لگی ہوئی ہیں فلسفیانہ رنگ کی طرف میلان ہو دلائل و براہین کا دفتر بے پایاں موجود۔ سادہ لطائف و حقائق کا ذوق ہو اسمائے صفات کا مخزن تمام کائنات کا مرقع قرآن کریم سامنے وَلَا تَطْلُبْ وَلَا يَلْبِسْ إِلَّا فِي كِتَابِ مُبِينٍ خدا کا ذکر کرو۔ صفات میں فکر کرو۔ ذات کی طرف

راہ لو۔ ابن وآن کے خیالات دل سے بھلاؤ۔ ماسویٰ اللہ کا نقش قلب سے مٹاؤ۔ یک سوئی کے ساتھ اس کی طرف دھیان جماؤ۔ اگر مقصود کو نہ پاؤ منزل پر نہ پہنچ جاؤ تب ہی کچھ کہنا۔

بھگڑے فسادے منہ موڑو۔ زق زق بن بن کو چھوڑو انا نیت و خودی کا رشتہ توڑو۔ دیکھو تو سہی سب کچھ ملے گا۔ باتیں بنانے میں وقت ضائع نہ کرو قیل و قال سے زبان کو روکو اور گیان دھیان سے کام لو۔ روح کو اپنی راہ پر لگنے کی جہلت تو دور

قال را بگزار مرد حال شو پیش مرد کاملے پا مال شو
جب بفحوائے الذین یدکرون اللہ قیاماً وقعوداً
وعلى الجنبین ذکر خدا میں مصروف ہو کر تزکیہ و تغذیہ روحانی کرتے
ہوئے فی خلق السموات والأرض میں منکر یا کائنات کے آئینہ میں اُس
حسن مطلق کی تجلیات کا مطالعہ کرتے ہوئے رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا
بِاطِلًا کہہ کر طلب ذات میں دیوانہ وار قدم آگے بڑھاؤ گئے آتش
عشق و محبت حقیقی سے بفحوائے العشق نَارُ يُحْرِقُ مَا سِوَى الْمُعْشُوقِ
پر دہ و حجاب ماسویٰ کو جلا کر آتش ہجر سے سُبْحَانَكَ فَقِنَا
عَذَابَ النَّارِ کہہ کر پناہ مانگتے ہوئے وصال کے طالب بن
کر اپنی ہستی موہوم کو اس محبوب حقیقی کے مشیت و ارادہ کا تابع
بنا کر کَالْمَيِّتِ فِي يَدِ الْغَسَّالِ کی شکل میں ڈھال کر اس کے
ہو رہو گے نقاب اٹھے گا اور جمال حبیب بے حجاب سامنے

آئے گا۔ اس وقت تم خود بول اٹھو گے کہ رَبَّنَا إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا
يُنَادِي لِلْإِيمَانِ أَنْ آمِنُوا بِرَبِّكُمْ فَآمَنَّا اور اس راہ عشق و
محبت میں اپنی لغزشوں پر شرمندہ ہو کر عرض کرو گے کہ فَاعْفُزْنَا
ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَقَّنَا مَعَ الْبَارِئِينَ۔

پھر اس ذاتِ بخت میں فنا کے منتی بنو گے جو بقا کی لذت سے
بہرہ اندوز بنائے۔

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ۔

ضمیمہ

مسمریم — و — ہینوٹرم

یا

نظر بندی اور بھانمتی کا سانگ

آپ متعجب ہوں گے کہ اس عنوان کو ہمارے بحث سے کیا علاقہ، لیکن کیا جائے جب نظر میں فتور ہو، بصارت میں قصور ہو، داہمہ بڑھا ہوا ہو، شعور صحیح گھٹا ہوا ہو، تنکے کا پہاڑ اور سونے کا پھاؤلا بنا ہی لیا جاتا ہے۔ شعرا تشبیہ دینے میں کچھ نہ کچھ رعایت رکھیں آنکھ کے لئے نرگس اور دہن کے لئے غنچہ ہی کی تلاش کریں مگر آنکھ کو پہاڑ اور منہ کو غار سے تشبیہ دی جائے تو کیا کریں۔ مینڈک نے اگر اپنے چھوٹے سے پانی کے گڑھے کو سمندر سمجھا تو تعجب خیز نہیں اس لئے کہ پانی کا وجود تو ہے، چوہے نے اگر ہلدی پا کر پنساری کا دعویٰ کیا تو چنداں حیرت انگیز نہیں۔ اس لئے کہ اس جنس کی ایک چیز تو ہے۔ تعجب تو ان عقل سے معز، علم سے بے بہرہ افراد پر ہے جنہوں نے انبیاء کے اعجاز کو سحر سے تشبیہ دی اور کرامات و خرق عادات اولیاء کو مسمریم کا شعبہ کہا اور ہینوٹرم یا فن تنویم کو کمالات روحانی سے تعبیر کیا۔ کہاں وہ بازی گر جو اپنی ہتھ پھیری سے تاش کے پتوں کا رنگ بدلا

ہوا دکھاتا ہے اور کہاں وہ علم کیمیا کا ماہر جو مختلف الوان کی حقیقت سے آگہی رکھنے کے سبب زرد کو سبز اور گلابی کو گہرا سرخ بلکہ سیاہ بناتا ہے۔ ایک شخص کے سر میں درد ہے۔ اس کے سبب دل پر وحشت اور گھبراہٹ سخت افسردہ نہایت پڑمردہ اپنے حال میں بیٹھا ہے چند ماہ ہوئے کسی لاٹری کا ٹکٹ لیا تھا یا یوں سمجھئے کہ بی۔ اے کے امتحان میں شریک ہوا تھا۔ پرچہ خراب ہو گئے تھے ایک لخت ایک آنے والا آتا ہے اور یہ خبر مصدق صورت میں لاتا ہے کہ تم کو لاٹری میں لٹنے لاکھ روپے مل گئے یا تم امتحان بی اے میں کامیاب ہو گئے۔ بتاؤ اس خبر کے سننے کے بعد اس کے دل پر کیا اثر ہوگا۔ وہ درد سر، گھبراہٹ اور طبیعت کی افسردگی باقی رہے گی یا فوراً حالت بدل جائیگی اب نہ درد سر ہے نہ افسردگی و پڑمردگی، چہرہ پر تازگی ہوگی، رُخساروں پر سُرخِ مسرت و خوشی سے دل لبریز ہوگا اور ہر ادا فرصت خیز، یہ ذرا سی دیر میں کیا ہو گیا۔ درد سر کہاں گیا۔ گھبراہٹ کیا ہوئی۔ ادنیٰ تدبیر سے سمجھ میں آجائے گا کہ قوت متخیلہ اس وجود عنفوری پر اپنا خاص اثر رکھتی ہے۔ خبر فرحت اثر نے رنج و کلفت کو راحت سے بدل دیا۔ اسی طرح کوئی شخص خوشی میں مست ہو کر جشن منا رہا ہے یک لخت اس کے اکلوتے لخت جگر کے انتقال کی خبر وحشت اثر وہ کیفیت پیدا کرے گی جو بیان سے باہر ہے۔

چند الفاظ کے معانی و مفہوم سے جو اثر خیال پر پڑا اس کے تمام وجود کی کیفیات میں تلاطم پیدا کر دیا۔ تم نہایت مغموں بیٹھے ہو کسی فکر

میں مصروف ہو یک نخت آنکھوں کے سامنے ایک نہایت خوشنما منظر آتا ہے۔
تم اسے دیکھتے ہی رنج و غم و فکر سب بھول جاتے ہو اور تمہارے خیال کی
دنیا میں ایک عجیب انقلاب ذرا سی دیر میں رونما ہو جاتا ہے۔ تم کسی
معمولی خیال میں ذرا غور کر رہے تھے کہ ایک سخت ڈراؤنی چیز تمہاری
آنکھوں کے سامنے آئی بلکہ جانے دو ایک معمولی سا چوہا کودا۔ بتی اچھی
چھپکلی گری تم ایک دم گھبرا کر اچھلتے ہو یہ کیا ہوا۔ ذرا سی چیز نے تم کو
خیالی دنیا میں کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ ان مثالوں سے تم نے دیکھا
اور معلوم کیا کہ سننے دیکھنے اور محسوس کرنے سے خیالی دنیا میں ایک
خاص انقلاب پیدا ہو ہی جاتا ہے۔ رنج و غم خوشی سے فرحت و انبساط و
تردد و فکر سے فوراً بدل جاتا ہے۔

تمہاری صورت تمہارے جذبات و خیالات کی ترجمانی کرتی ہے
یا نہیں؟ فکر و رنج کے وقت آئینہ میں اپنی صورت دیکھو۔ پھر
خوشی و راحت کے وقت اسی شکل کو معائنہ کرو تم فرق پاؤ گے
اور ضرور پاؤ گے۔ جس طرح تمہارے خیال کی ترجمانی تمہارے چہرہ
کی ادائیں کرتی ہیں اسی طرح تم خود اپنے تجربہ سے جانتے ہو، تم
دوسروں کی صورت دیکھ کر بتا دیا کرتے ہو کہ وہ اس وقت کسی رنج و فکر
میں ہے یا خوشی و شادمانی میں۔ پھر تم یہ بھی جانتے ہو کہ ایک ہنستا
بولتا کھل کھلانا آدمی تمہارے پاس آئے تم مغموں بیٹھے ہو مگر تھوڑی سی
دیر میں اس کے مسرت بھرے جذبات تمہارے خیالات پر اثر ڈالیں گے
اور تمہاری حالت میں انقلاب پیدا ہو گا۔ اسی طرح تم خوش اور

شادمان بیٹھے ہو کہ تمہارا ایک دوست مغموں متفکر افسردہ تمہارے پاس
آیا اس کی صورت سے آثار افسردگی نمایاں اس کی صحبت تھوڑی ہی
دیر میں تم کو بھی مغموں بنا دے گی۔

افسردہ دل افسردہ کندہ انجمنے را

مگر ان دونوں مثالوں میں تجربہ بتاتا ہے کہ جس کی قوت
متخیلہ غالب ہوگی وہی غالب آئے گا۔ رنجیدہ آدمی کا رنج اس پر اس
انداز سے مسلط ہو چکا ہے کہ وہ اس کو علیحدہ کر ہی نہیں سکتا اور اس
کے رنج کی نسبت تمہاری خوشی کی نسبت سے بڑھی ہوئی ہے تو آخر
اس کا رنج غالب ہو گا اور اسی طرح اس کا عکس۔ تجربہ کار مقرر
اور مشاق ایک ٹر اپنے عمل سے جو کچھ کیا کرتا ہے۔ ہر ایک پر روشن اور
وہی اس نظریہ کا ثبوت۔ یہ کیا ہے صرف قوت متخیلہ کا وہ اثر جو
جوارج پر نمودار ہوا تمہارے حواس کے ذریعہ تمہاری قوت متخیلہ
پر پڑا اور یا وہ غالب آیا تم مغلوب ہوئے یا تم غالب آئے، وہ
مغلوب ہوا۔

ایک بازی گر، ایک مسمریز کیا کر رہا ہے؟ یہی اور فقط یہی
کام اس نے اپنی قوت متخیلہ کو سدھالیا اور فلسفہ جذبات کی عملی سائنس
سے آگہی حاصل کرنے کے سبب تمہارے جذبات و تخیلات پر قابو پا کر
کام کر رہا ہے۔ کیا اسی قوت متخیلہ کا نام روح ہے یا روح کوئی اور
چیز؟ تم نے مطالعہ کیا یقیناً روح کوئی اور چیز ہے اتنا تو یقیناً کہا
جاسکتا ہے کہ یہ قوت متخیلہ نہیں۔ روح پر جسم کی حیات و ممات کا

دار و مدار اور خیال دماغ کی قوت کا ایک کرشمہ پھر بھلا کیوں کر جائز ہو سکتا ہے کہ ان کھیلوں اور روحانی کارناموں کو ایک کہہ دیا جائے۔ ہاں! دنیا میں ایک نیا تماشا نکلا ہے پہلے پرانے زمانے کے عاقل حضرات کیا کرتے تھے۔ انگوٹھے پر سیاہی لگا کر نابالغ بچوں سے جنوں کو بولتے اور جبریں پاتے تھے۔ اب مسمریزم کی انگوٹھی کا تماشا دیکھو۔ اس میں بھی وہی ہوتا ہے۔ اسی کی مثالیں اور اس کے نظریات تم نے ابھی ملاحظہ کر لئے یہ بھی وہی قوت متغیضہ کا سانگ ہے اور بس۔

اور لیجیے عمل تنویم کے ذریعہ ایک شخص کو سلایا جا رہا ہے پھر کسی مردہ کی روح کو بلایا جا رہا ہے۔ یا جیتے جاگتے ایک تماشا ہوتا ہے کہ مردوں کی ردیں آتی ہیں اور باتیں کرتی ہیں چند روزی ہوئے کسی اخبار میں پڑھا تھا کہ اس کی روح نے انصاری کو پیغام لکھا یا خط ملایا تو یکساں پایا۔ آج تمہاری سمجھ میں نہ آئے کہ یہ کیا معنی تھا اور یہ کیسا کھیل ہے، مگر عمل تنویم کی کتابوں کو پڑھ لو ہینوئزم کی معمولی سی مشق کرو فلسفہ جذبات کا مطالعہ ساری باتیں سمجھا دے گا۔ ہم منع نہیں کرتے۔ عمل تمہیں سب کچھ بتا دے گا۔

اب اگر ہم سے یہ پوچھو کہ روحانی سیر روحانی باتیں، معجزات اور پیروں کی کراماتیں بھی تو ایسی ہی معلوم ہوتی ہیں تو ہم کہیں گے کہ غلط اور سخت غلط۔ تم نے ابھی معجزات اور کرامات کی حقیقت کو سمجھا ہی نہیں اس لئے کہتے ہو۔ یہ پتنگ اور ہوائی جہاز کی سی مثال بھی نہیں اس لئے کہ یہاں فقط خیال ہی خیال ہے اور وہاں قلب

یہاں فقط تخیل پر اثر ہے اور وہاں انقلاب مادیت — یہ کیوں کر؟ انشاء اللہ ربی اسی کتاب کی دوسری جلد میں پڑھ لینا بہت آسانی سے سمجھ میں آجائے گا۔ تم کہو گے کہ ان روحانی مشقوں میں بھی تو یہی بتایا گیا۔ اللہ اللہ کرنے کی ترکیبوں میں بھی یہی سکھایا گیا کہ یہاں سے ذکر کا خیال کرو فلاں دھیان کو جماؤ۔ خیال اور دھیان یہاں بھی ہے اور وہاں بھی تو ہم کہیں گے یہ سچ ہے۔ مگر اتنا زبردست فرق کہ یہاں خیال سے کام نہیں لیا جاتا اصل کام لینا روح سے ہے لیکن روح کو اپنا کام کرنا چاہیے خیال دوسرے کام کی طرف لے جائے کام بگڑ جائیگا آنکھ کتاب پر جمی ہو۔ ہاتھ کھیل میں لگے ہوں کیا ایسی حالت میں بچتے پڑھے گا۔ نہیں اور ہرگز نہیں۔ خیال کی لگام اور دھیان کی باگ اس طرف اس لئے پھیری گئی کہ روح کے کام میں غلط نہ پڑے۔ ذکر و فکر دونوں کام حقیقتہً روح سے لئے جا رہے ہیں اور جب تک روح جسم کے پنجرے میں مقید ان دونوں کو ہم آہنگ بنانا پڑے گا، اگر ایسا نہ ہو تو کام بگڑ جائے گا عملی نقطہ نظر سے تو کر کے دیکھو پتہ چل جائے گا اور نظریات کو سمجھنا چاہتے ہو فلسفیانہ رنگ میں مطالعہ کرنا چاہتے ہو تو جلد دوم کو دیکھو وہاں علمی حصہ میں یہ سب کچھ آجائے گا۔ یہاں عمل کا میدان ہے اتنا بتائے دیتے ہیں کہ روحانی مشقیں، روحانی سیریں، روحانی ترقیاں اور چیزیں۔ خیالی ڈھکوسلے اور شے، خواب کی باتیں اور جادوگری کے شعبہ دوسری چیز ہے وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ۔

فَمَا أَنْتَ بِمُعْجِزٍ لِّذَٰلِكَ بِكَاهِنٍ وَلَا مَجْنُونٍ (القرآن - ۲۹: ۵۲)۔
 اس پر دلیل ساطع و برہان قاطع - وَمَا يَدَّ عَيْنًا أَوْ لَوَّالُ الْكِبَافِ۔
 (القرآن - ۲۹: ۲۶)۔ یہ کھیل نہیں ہیں جو تمہیں بہلائیں۔ کھیل
 کی باتیں نہیں جو تم کو رہبائیں اور للچائیں۔ تم کو انسان بنانے والی مقصد
 حیات پر لگانے والی بد اخلاقیات چھڑانے والی مادیات کی آلائش سے
 پاک بنا کر فرشتوں کی خصلتیں پیدا فرما کر اس ذات بے چون و بے چگوں کے
 ملانے والی ترکیبیں ہیں۔ کاش ہم میں اثر کریں۔ حیات حقیقی کا جو ہر بخش
 اور مالک عالم تمہارے خادم کی اس خدمت کو قبول فرمائے اور خود
 اس کو بھی عمل کا بہترین نمونہ بنائے۔

وَمَا ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ

عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَالْيَدِ الْيُسْبَىٰ

وَصَلَّى اللَّهُ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ عَلَى حَبِيبِهِ النَّبِيِّ الْمُرْتَضَىٰ
 سَيِّدِ الْأَبْرَارِ وَالْأَخْيَارِ الَّذِي هُوَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ الرَّحِيمُ
 وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَأُتْبِنَهُ وَحِزْبِهِ مَعَ التَّسْلِيمِ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ
 وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ○

لہ القرآن - ۲۰: ۱۳۰ - لہ القرآن - ۸۸: ۵۱

ت بالخی



شائع کردہ :

ورلڈ فیڈریشن آف اسلامک مشنرز

”المركز الإسلامی“

شارع عبدالعلیم صدیقیؒ و شارع اسلامک سینٹر،
بی، بلاک - شمالی ناظم آباد، کراچی - 74700 (پاکستان)

فون: 66 44 156